كلامُ الملوك ملوكُ الكلام

# تزک عبدالرحمانی

یعنی

حضرت ضیاء الملت والدین ہز ہائینس امیر عبدالرحمن خان جی سی بی، جی سی ایس آئی

فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

کی

اپنی لکھی ہوئی مشہور لاثانی و شہرۂ آفاق سوانح عمری

مؤلفہ

سلطان محمد خان بیرسٹر ایٹ لا سابق میر منشی امیر افغانستان

کا

اُردو ترجمہ دو جلدوں میں معہ تصاویر امیر مرحوم و حال نقشہ افغانستان

(جلد اوّل)

مرتبہ

احقر العباد محمد حسن خان اسسٹنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

[illegible] تاریخ جنگ [illegible] تا ۱۸۹۶ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۹۰۴ء

# ہاجرہ - ایک دلفریب ترکی ناول کا اُردو ترجمہ

یہ ایک ترکی خاتون کی بے نظیر تصنیف ہے جسکے اُردو ترجمہ کی شہرت
اسوقت ہر طرف ہو رہی ہے - ناول کیا ہے ترکی اخلاق و تمدنی حالت کا نہایت عمدہ
فوٹو اور پاک محبت کی سچی تصویر ہے علاوہ بریں مترجم نے اپنے دیباچہ مین ترکی لٹریچر -
ترکی عورتون کی تعلیم و تصنیفات - ہندوستان مین تعلیم نسوان و ناول نویسی پر
نہایت دلچسپ بحث کی ہے جن صاحبون نے ابھی یہ ناول نہین دیکھا ہے مفصلہ ذیل
قابل قدر رائین ملاحظہ فرمائین اور اس کتاب کو منگائین پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے بھی اسکی چند جلدین خریدی ہین

جناب مولانا خواجہ **الطاف حسین** صاحب **حالی** فرماتے ہین - مین سید صاحب مرحوم کی
علالت مین مبتلا رہا ہون اور اب وہ قریب الاختتام ہے اسلئے مجھے بالکل ہاجرہ کے دیکھنے کی
فرصت نہ تھی اسکے سوا ناول دیکھنے کا مجھے شوق بہت کم ہے - باوجود اسکے جس روز یہ کتاب
میرے پاس پہنچی اوسی روز ایک ہی نشست مین مینے سب کام چھوڑ کر اوسکے ۸۰ صفحے
دیکھے پھر اور کامون مین مصروف ہو گیا - کل اوسکے دیکھنے کا پھر موقع ملا یہانتک کہ جبتک اوسکو
ختم نہین کر لیا دوسرا کام نہین کیا - وہ فی الواقع ایسا دلچسپ ہے کہ شروع کرنیکے بعد اوسکے چھوڑنے کو
ہرگز نہین جی چاہتا - اور چونکہ آپنے ترجمہ بھی بہت صاف اور عمدہ کیا ہے اسلئے اوسکے پڑھنے سے طبیعت
نہین اوکتاتی - یہ کتاب اس لحاظ سے کہ ناول نویسون کے لئے ایک عمدہ رہبر ہے اور ہمارے ہم وطنون

کلام الملوک ملوک الکلام

# تزک عبدالرحمانی

یعنی

حضرت ضیاء الملت والدین ہز ہائینس امیر عبدالرحمٰن خان جی سی بی۔ جی سی۔ ایس آئی

فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

کی

اپنی لکھی ہوئی مشرح لاثانی و شہرۂ آفاق سوانح عمری

مؤلفہ

سلطان محمد خان بیرسٹر ایٹ لا سابق میر منشی امیر افغانستان

کا

اُردو ترجمہ دو جلدوں میں مع تصاویر امیر مرحوم و حال و نقشہ افغانستان

(جلد اول)

مرتبہ

احقر العباد محمد حسن خان اسسٹنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

مترجم ناول ہاجرہ و تاریخ جنگ ترکی و یونان ۱۸۹۷ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۹۰۴ء



طبع ثانی

خداوند کریم کا شکر ہے کہ اردو دان حضرات کی قدردانی و ہمت افزائی کی وجہ سے تزک عبد الرحمانی کے دوبارہ طبع کرانے کی نوبت آئی اور وہ بھی طبع اول کی دوسری جلد کے شایع ہونیکے ایکسال کے اندر جو کہ اُردو زبان کی کتابون کے لیے کوئی معمولی بات نہین ہے اور میرے لیے باعث شکرگذاری و فخر ہے۔ اس طبع ثانی مین ایک نقشۂ افغانستان بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اسمین علاوہ دیگر مقامات کے وہ مواقع زیادہ تر دکھلائے گئے ہین جنکا امیر اعظم مرحوم نے اس کتاب مین ذکر فرمایا ہے۔ نظر ثانی مین حتی الامکان نہایت احتیاط کی گئی ہے۔

ایک اور امر قابل تشریح یہ ہے کہ جو آیات قرآنی احادیث یا اشعار و اقوال اس کتاب مین موجود ہین وہ خود حضرت ضیاء الملت والدین کے استعمال کردہ ہین۔ مین نے جو کچھ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اصل انگریزی کتاب مین صرف اونکا مطلب یا ترجمہ لکھا ہوا تھا بجاے اوسکے بلحاظ موزونیت و مناسبت زبان، اصل عبارات کو تلاش کرکے تزک عبد الرحمانی مین تحریر کیا ہے

شملہ یکم نومبر ۱۹۰۳ء　　　　محمد حسن

# (۱) ترکون کی معاشرت ۸۶؁ (۲) رسالہ تعلیم و آزادی نسوان

(۱) ایک تعلیم یافتہ ترک کی تصنیف کا اُردو ترجمہ ہے اور اُس کا نام ہی اُسکی دلچسپی کے لئے کافی ضمانت ہے (۲) رسالہ تعلیم و آزادی نسوان مترجم نے بطور دیباچہ کتاب تحریر کیا ہے جو کہ ۱۴۴ صفحوں پر ختم ہوا ہے۔ اِسمیں نہایت مشرح بحث اس دلچسپ و اہم مسئلہ پر کی گئی ہے کہ مستورات کو کس قسم کی کس حد تک اور کس طریقہ سے تعلیم دنی چاہئے اور ساتھ ہی عقلی و نقلی دلائل سے اثبات پردہ مروجہ ہندوستان پر بھی دلچسپ بحث کی گئی ہے۔ ممالک مغربی میں آزادی نسوان کے نتائج اُن ہی ممالک کے سربرآوردہ حضرات کے اقوال و مضامین کے حوالہ سے ظاہر کئے گئے ہیں جسٹس بدرالدین طیب جی۔ مسٹر سید امیر علی مولوی عبدالحلیم شرر۔ مولوی سید ممتاز علی و دیگر حضرات کی اعتراضات جو پردہ کے بارہ میں ہیں اُن کے مدلل جواب دئے گئے ہیں۔ مسجد حمیدیہ قسطنطنیہ کی تصویر لنڈن سے تیار کرا کر اس کتاب میں لگائی گئی ہے۔ ٹائیٹل پیج مطلا اس قدر خوشنما ہے کہ جہانتک مجھے علم ہے آج تک اُردو کی کسی کتاب میں اس وضع کا ٹائیٹل پیج نہیں لگایا گیا۔ حجم صفحے ۳۵۰۔ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ قیمت عہ علاوہ محصول۔

**المترجم**

**محمد حسن خاں اسسٹنٹ فنانشل گورنمنٹ آف انڈیا شملہ**

(مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ)

ضیاء الملت والدین ہز مجسٹی امیر عبدالرحمن خان فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

Rohila Press

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# دیباچہ مترجم



حضرت ضیاء الملت والدین ہز ہائنس امیر عبدالرحمن خان مرحوم فرمانروا ے دولت خداداد افغانستان ایک ایسے بہمہ صفت موصوف وغیر معمولی خداداد خوبیون کے حکمران گذرے ہین کہ جنکی نظیر اس دنیامین مشکل سے ملیگی - کیا بلحاظ تدبیر و سیاست دانی - اور کیا بلحاظ دوراندیشی عالی دماغی و حمیت اسلامی خواہ کسی پہلو سے اون پر نظر ڈالی جاے وہ بلاشبہ یکتا ے زمانہ تھے اور اونکے تجربون و پند و نصیحت سے ہر فرد بشر فائدہ اوٹھا سکتا ہے - جس قدر اون کی تعریف کی جاے بجا و درست ہے لیکن میری راے مین یہ عجیب و غریب سوانح عمری اونکے کمالات کا بہترین وصاف و شفاف آئینہ ہے اور اس لیے بجاے طول طویل مدح سرائی کے جسکے واسطے کافی الفاظ ملنا ممکن نہین ہے مین صرف اس شعر پر اکتفا کرتا ہون ؎

| بس است حجت قاطع کمال و فضل ترا | ہمین کتاب کہ ہر حرف اوست دُرّ ثمین |
| --- | --- |

جس وقت کہ اصل کتاب لندن مین شایع ہوئی اور اوسکی شہرت ہوئی تب ہی سے میرا ارادہ اوسے اُردو لباس مین آراستہ کرنیکا تھا لیکن آنریبل مسٹر جسٹس سید امیر علی صاحب بہادر جج ہائی کورٹ کلکتہ کی ہسٹری آف دی سارا سنز کے ترجمہ کی وجہ سے جسکی اونہون نے مجھے

خاص اجازت عطا فرمائی ہے اوس ارادہ کو مین نے تہوڑے عرصہ کے لیے ملتوی کیا
اور صرف امیر اعظم کی وفات حسرت آیات (واقعہ ۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع) اسکی اسوقت کی اشاعت
کا باعث ہوئی ہے - میری خواہش تہی کہ دونون جلدین اس تزک کی یکجا شایع ہون لیکن
بعض شایقین کے اصرار و تقاضے نے مجبور کیا کہ جلد اول جسقدر جلد ممکن ہو پیش خدمت
کیجاے - انشاء اللہ تعالی جلد دوم بہی بہت جلد ہدیہ ناظرین کی جائیگی - اوس مین ہز ہائنس
امیر حبیب اللہ خان فرمانرواے حال کی اعلی قسم کی تصویر ہوگی - اور جو ہدایتین امیر
مرحوم نے شاہزادہ نصر اللہ خان کو سفر انگلستان کے متعلق فرمائی تہین بطور ضمیمہ درج
کی جائینگی - ایک اور امر قابل ذکر یہ ہے کہ جو اسماے اشخاص یا مقامات اس کتاب مین واقع
ہوئے ہین اونکی تصدیق و تصحیح مین مسٹر جان مرے کی طرح مجھے بہی از حد عرق ریزی کرنی پڑی
ہے اسلئے کہ بعض موقعون پر املا ایسا خراب تہا کہ اصل نام ہی سمجھہ مین نہین آسکتا تہا اور بعض
جگہہ غلطی کاتب وغیرہ کی وجہ سے نامون کی اصلیت بگڑ گئی تہی - انکے درست کرنے مین
میرے معظم و مکرم نوازش فرما جناب مخدومی کرنل سردار محمد اسمعیل خان بہادر سفیر دولت افغانستان
نے نہایت توجہ و عنایت سے میری امداد فرمائی جسکا صدق دل سے مین شکر گزار ہون - بلا
اونکی بیش بہا و اعلی استعانت کے اور کوئی صورت اس معاملہ مین کامیابی کی نہین ہوسکتی تہی -
اگر اتفاق سے ترجمہ مین کہین خطا ہوئی ہو تو امید ہے کہ ناظرین والا تمکین نظر عنایت
سے معاف فرمائینگے -

جنوری سنہ ۱۹۰۲ع

محمد حسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# نوٹ منجانب مالک مطبع

امیر عبدالرحمن خان کی سوانح عمری و پالسی کے متعلق کل کاغذات اونکے سابق میر منشی سلطان محمد خان نے مجھے دیئے ہین۔ اول گیارہ باب جن مین اوائل عمر کے حالات اونکے عجیب و غریب نشیب و فراز دنیا کے تجربے۔ اونکی کامیابیون اور ناکامیون کی سرگذشت۔ گیارہ سال تک روسی ترکستان مین بود و باش بلکہ قید۔ اور آخرش کابل کی تخت نشینی کی مفصل کیفیت ہے خود اونکے لکھے ہوئے ہین۔ اصل مسودہ مس للیاس ہملٹن۔ ایم۔ ڈی۔ کابل سے انگلستان لائی تھین اور سلطان محمد خان نے اوسکا ترجمہ فارسی سے انگریزی مین کیا۔

باقی باب جن مین اوس کامیابی کا ذکر ہے جو اونھین اپنے ملک کی طاقت اور دولت کے ذریعے سے درست کرنے اور ترقی دینے مین ہوئی۔ اور اونکی داخلی اور خارجی پالسی۔ اونکی ذاتی طرز معاشرت و دستور العمل۔ اونکی پند و نصائح اپنے بیٹون کے لیے اور اونکی نسبت اونکی آرزوئین

صراحت کی گئی ہے وہ امیر نے زبانی بیان کیے تھے اور سلطان محمد خان نے وقتاً فوقتاً اونہین قلمبند کیا تھا۔

کتاب ابہی چھپنے کے لیے نہین دیگئی تھی کہ سلطان محمد خان کابل واپس بلائے گیے اور تصحیح پروف اور اخیر تک اوسکی نگرانی کی ذمہ داری میرے متعلق ہوئی۔ کتاب کے اصل مضمون کا مین ذمہ دار نہین۔ اسیلیے کہ مجھے واقعات مندرجہ کا ذاتی علم نہین ہے۔ مین نے جو کام کیا وہ صرف یہ تہا کہ آدمیون اور مقامونکے نامون کی تصدیق کی۔ اس مین مجھے از حد تکلیف ہوئی اسیلیے کہ یہ نہایت مشکل کام تہا اور اسیلیے مین امید کرتا ہون کہ ناظرین اسے نظر عنایت سے دیکھینگے اور اگر ضرورت ہو تو چشم پوشی فرمائینگے۔ مشرقی نامون کا املا یکسان کرنا اور اونہین کسی باقاعدہ طریقہ سے ایک ہی طرح لکہنا تقریباً ناممکن ہے اس لئے مین نے صرف اس امر کی کوشش کی ہے کہ جو اشخاص اور مقامات کے نام کتاب مین واقع ہوئے ہین اونکے پہچاننے اور سمجہنے مین کسی قسم کا شک باقی نرہے۔

لیکن یہ کام بہی بلا مسنز سٹن مارشل کی بیش بہا امداد کے ممکن نہ ہوتا جو کہ سلطان محمد خان کے قیام کیمبرج کے زمانہ مین تہوڑے عرصہ کے لیے اونکی سکرٹری رہ چکی تھین اور اس لیے اونکی خواہشون اور ارادون سے جو اس کتاب کے متعلق تھے اچھی طرح واقف تھین۔

مس للیاس ہملٹن۔ ایم۔ ڈی۔ نے بہی جو کہ چند سال امیر کی طبی مشیر کابل مین رہ چکی ہین نہایت مہربانی سے بعض ایسے سوالات کے جواب دیکر امداد کی ہے جنکی نسبت اوس ملک اور وہان کے باشندون سے ذاتی واقفیت ہونیکی وجہ سے وہ وثوق کے ساتھ رائے دیسکتی تھین مسنز مارشل و مس ہملٹن کی اس امداد کا مین دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

اکتوبر ۱۹۰۰ء    جان مرے۔
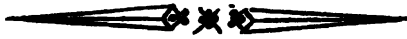
# دیباچۂ مولف
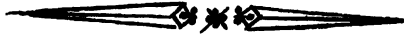
میرے نزدیک اس امر کے ثابت کرنے مین وقت ضایع کرنے کی کوئی ضرورت نہین
ہے کہ امیر عبدالرحمن خان اس زمانہ کے بزرگ ولایق ترین اشخاص مین سے ہین - اون
تمام مدبرون نے جوکہ اون سے ملے ہین یہی راے قایم کی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ عجیب
وغریب ونادر کامیابی جو اونہین افغانستان ایسے ملک کو جوکہ اون کے زمانہ کے پیشتر
ایک ویران خطہ زمین وحشی قومون سے آباد تہا - ایک مضبوط اور بستہ اسلامی سلطنت بنانے
اور صنعت وحرفت وزمانۂ حال کی نئی معلومات کا مرکز بنانے مین ہوئی ہے اپنی آپ نظیر
ہے اور اون کی غیر معمولی قدرتی فہم وذکا کے ثبوت کیلئے کافی شہادت ہے -
امیر جانتے ہین کہ اونکو جو تجربے دنیا کے ہوئے ہین وہ نہایت دلچسپ وبے بہا ہین
اور اسلئے اونہون نے مناسب سمجہا کہ اپنے بیٹون جانشینون اور نیز ہموطنون کے لیے
ایسی یادداشت وتحریری ہدایتین چہوڑ جائین جوکہ امنکے لیے مفید وبکارآمد ثابت ہون
جنہین کہ عام فائدہ کے لیے انگریزی زبان مین ترجمہ کرنیکا مجھے فخر حاصل ہوا ہے -

اس کتاب کا ایک حصہ خود امیر کا لکھا ہوا ہے اور اوس اصل تحریر کو مین عجائب خانہ برطانیہ کے مشرقی کتب بینی کے کمرے مین داخل کرنے والا ہون - باقی کتاب میرے میر منشی ہونیکے زمانہ مین امیر نے زبانی بیان فرمائی تھی اور مین نے اوسے قلمبند کیا تھا -

چند معاملات و بعض اشخاص کی نسبت امیر کی نکتہ چینیان کسی قدر زیادہ سخت ہین لیکن مین نے اونہین قلم انداز کرنا بہتر نہ سمجھا اولاً اس وجہ سے کہ اکثر انگریزون اور لیڈیون کو جنہین کہ امیر سے گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہے اونکے خیالات سے آگاہی ہے اور اون خیالات کے متعلق اخبارون مین مختلف مضامین شائع ہو چکے ہین اسلئے اونکا پوشیدہ کرنا لاحاصل تھا - دوسرے اس کتاب کے ہدیہ ناظرین کرنے سے یہ غرض ہے کہ بلا کسی قسم کے خوشامدانہ الفاظ کے امیر کی اصل و سچی رائے لوگون کو معلوم ہو - امیر نہایت خوش طبع شخص ہین اور اونکے مزاج مین ظرافت بہت زیادہ ہے - اونکی عادت ہے کہ ہر قسم کے معاملات پر گفتگو کے وقت مذاقیہ لطیفے کہا کرتے ہین جن سے کہ یورپین طبیعتون کو خاص دلچسپی ہوتی ہے - اسلیے مین نے اونہین اس کتاب مین اوسیطرح رہنے دیا ہے جس طرح کہ وہ لکھے یا بیان کیے گیے تھے -

امیر کے اوائل عمر کے حالات کا ایک لفظ مین نے ترجمہ مین نہین چھوڑا ہے اسلیئے کہ بعض مصنفون نے لکھا ہے کہ امیر کی زندگی کے اوس حصہ پر بالکل پردہ پڑا ہوا ہے اور دنیا اوس سے واقف نہین ہے - عربی و فارسی کتابون مین اکثر ایسی ضرب المثلین ہین جنکا مفہوم بلکہ لفظی معنی بھی وہی ہوتے ہین جو کہ انگریزی زبان مین ہین اور چونکہ اس قسم کی بہت سی مثلین اس کتاب مین واقع ہوئی ہین مین نے اون عربی و فارسی کتابون کا جا بجا حوالہ دیدیا ہے جن سے کہ وہ اخذ کی گئی ہین -

فارسی سے انگریزی ترجمہ کرنے مین مین نے صرف ایک ترمیم کی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو سرخی کہ بابون کی امیر نے رکھی تھی اوسے مین نے تبدیل کردیا ہے - لیکن اس تبدیلی کا

اصل کتاب یا اوسکے مطلب پر کوئی اثر نہین پڑتا۔

ایک قابل لحاظ خصوصیت اس کتاب مین یہ ہے کہ اون عظیم الشان بادشاہان مغلیہ یعنی تیمور۔ بابر اور اکبر وغیرہ کے زمانہ سے آجتک کسی مسلمان فرمانروا نے اپنی تزک ایسے مشرح و واضح و دلچسپ پیرایہ مین نہین لکھی جیسی کہ امیر نے تحریر کی ہے اور مندرجہ ذیل وجوہ سے یہ تزک واقعی ایک بے نظیر اور انوکھی کتاب ہے۔ علاوہ پولیٹکل لحاظ سے معنی خیز ہونے کے ایک بڑی خوبی اسمین یہ ہے کہ اسکے پڑہنے مین الف لیلہ کا لطف آتا ہے اسلیے کہ امیر عبد الرحمن خان کے ایسے فرمانروا کا فخر و افتخار کو نظر انداز کر کے نہایت صفائی سے اپنے قید ہو کر بیڑیان پہننا اور خود کہانا پکانے کبہی و اسیر لے اور کبہی رعایا ے و ا سیر ا ے ہونے۔ ایک وقت خود جنرل فوج اور دوسرے وقت کسی جنرل کے ماتحت ہونے۔ کسی موقع پر انجنیر اور آہنگر اور کبہی فرمانروا بننے کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہین۔ ایک جگہہ اونہون نے بحیثیت باغبان و دہقان اپنی تصویر کہینچی ہے اور دوسری جگہہ اون عالیشان مجمعون اور جلسون کا بیان کیا ہے جو روسی۔ برطانیہ۔ ایرانی اور بخارا کی سلطنتون نے اونکے استقبال وغیرہ کے متعلق کیے ایک زمانہ مین اپنے چچا امیر محمد اعظم خان کو اونہون نے کابل کی حکومت دی اور دوسرے موقع پر اپنے چچا کی وجہ سے خود کابل چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ کبہی بادشاہ اور کبہی استقدر مفلس کہ روٹی کا ٹکڑا کہانے کو نہین اور علی ہذا القیاس اسی طرح اور واقعات بہی۔ ایک خاص بات جسے دیکھکر اس کتاب کے یورپین ناظرین حیران ہون گے یہ ہے کہ امیر کی طرح مسلم تجربہ کار سپاہی اور مدبر شخص اپنی کتاب مین اپنے مذہبی خیالات و توہمات کا ذکر کرے وہ لکہتے ہین کہ پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین اونہین امیری عطا کی۔ حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ ہراتی کے مزار مقدس کے ایک پرانے جھنڈے کے تصدق سے اونہین جنگ مین فتحیابی ہوئی۔ تلوار۔ توپ اور بندوق کی ضرب سے ایک

تعویذ کی برکت سے محفوظ رہے جو کہ اونکے بازو پر بندہا ہوا ہے ۔ اور نوشت وخواند ایک لڑکی کی صحبت مین سیکھی جس سے اونکی نسبت قرار پائی تہی ۔ چونکہ اوسکے خط نہین پڑہ سکتے تہے اسلئے اوسوقت تک نہایت پژمردہ خاطر رہے جب تک کہ غیب سے اونہین پڑہنا لکھنا سیکھنے کی امداد نہ ہوئی ۔

اخیر مین مین مسٹر ولیم ناییٹ پروفیسر سینٹ انڈروز کالج و ڈاکٹر ان پیل دکنی کا جو کیمبرج سے متعلق ہین اوس امداد کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون جو کہ اونہون نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے مین مجھے دی ۔ ساتہہ ہی مسٹر جان مرے کا بہی صدق دل سے شکرگذار ہون اسلیے کہ خاص اونکی تحریک اور ہمت دلانے کی وجہ سے مین نے یہ کتاب شایع کی ۔

سلطان محمد خان

مولف ۔ سابق میر منشی امیر عبدالرحمن خان ۔

# شجرۂ خاندان بارکزئی

- پایندہ خان
  - سلطان محمد خان
    - عبدالقدوس خان
  - مہر دل خان
    - شیر علی خان
  - امیر دوست محمد خان
    - فیض محمد خان (سال وفات [illegible])
    - ولی محمد خان (سال وفات [illegible])
      - اسمٰعیل خان (سال وفات [illegible])
    - محمد امین خان (سال وفات [illegible])
    - محمد شریف خان (سال وفات [illegible])
    - شیر علی خان (سال وفات ۱۸۷۹ء)
      - عبداللہ جان (سال وفات [illegible])
      - محمد ایوب خان
      - امیر محمد یعقوب خان
        - موسیٰ خان
      - ابراہیم خان
      - محمد علی خان (سال وفات [illegible])
    - ملا رحیم خان (سال وفات [illegible])
    - وزیر محمد اکبر خان (سال وفات [illegible])
      - فتح محمد خان (سال وفات [illegible])
    - امیر محمد اعظم خان (سال وفات [illegible])
      - محمد سرور خان
      - محمد اسحاق خان
      - محمد عزیز خان
    - امیر محمد افضل خان (سال وفات [illegible])
      - امیر عبدالرحمٰن خان
        - غلام علی خان (سال ولادت [illegible])
        - محمد عمر خان (سال ولادت [illegible])
        - امین اللہ خان
        - حبیب اللہ خان (سال وفات [illegible])، عمر ۱۷ سال
        - شمس الدین خان (سال وفات [illegible])
        - نصر اللہ خان (سال ولادت تقریباً [illegible])
        - حبیب اللہ خان (سال ولادت تقریباً [illegible])، ضیاء الملت والدین
        - عبداللہ خان (سال وفات تقریباً [illegible])
  - فتح خان

**نوٹ**۔ یہ شجرہ امیر عبدالرحمٰن خان کے خاندان کا مکمل کرسی نامہ نہیں ہے تاہم ناظرین کو اس سے اسقدر امداد ملیگی کہ جن خاص خاص اشخاص کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے انہیں بیان کیا گیا ہے۔

# جلد اوّل

## فہرست ابواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تزک عبد الرحمانی

## جلد اول

## باب اول

### اوائل عمر کے حالات

### ابتدای سنہ ۱۸۵۳ع لغایۃ سنہ ۱۸۶۴ع

مین نوبرس[۵۱] کا تہا جبکہ میرے والد نے مجہے کابل سے بلخ بلا بہیجا۔ اوس زمانہ مین وہ بلخ اور اوسکے مضافات کے فرمانروا و نائب السلطنت تہے۔ بلخ پہونچکر معلوم ہوا کہ وہ شبرغان کے محاصرے مین مصروف ہین۔ مین بلخ مین مقیم رہا اور بعد دو مہینے کے جب شبرغان فتح کرکے وہ واپس تشریف لائے تو مین نے دس میل شہر سے باہر نکلکر جانب جنوب ایک مقام پر جو دشتِ امام کے نام سے مشہور ہے اونکا استقبال کیا۔ اونہین دیکہکر مین نہایت مسرور ہوا اور اونہون نے بہی مجہے بخیر و عافیت پاکر خداوند کریم کی درگاہ مین سجدۂ

سنہ ۵۱ امیر عبد الرحمن خان غالباً سنہ ۱۸۴۴ع مین پیدا ہوئے تہے۔

شکر ادا کیا - دونوں ایک ساتھ بلخ واپس آئے - چند روز بعد مجھے پڑھنے لکھنے کی نمایش کی لیکن باوجود دن دن بھر محنت کرنے کے میں نے نوشت وخواند میں مطلق ترقی نہ کی - میں نہایت کند ذہن تھا - سبق سے سخت نفرت تھی اور ہر وقت میرا دماغ گھوڑے کی سواری اور شکار کے ذوق شوق سے پُر رہتا تھا - جو کچھ آج پڑھا کل بھول گیا - لیکن مجبوری تھی جبراً پڑھنا ہی پڑتا تھا اور اس مصیبت سے نجات کی کوئی صورت نہ تھی - میرے اوستاد نے میری تعلیم میں مطلق پہلو تہی نہ کی لیکن کوئی نتیجہ مرتب نہوا - ایک برس بعد حوالی شہر میں بمقام تختہ پل میرے لیے ایک باغ تیار کرایا گیا اور وہی میرا مکتب قرار پایا - وجہ یہ تھی کہ بلخ پرانی قسم کا شہر تھا اور اوسکی آب وہوا اچھی نہ تھی نیز یہ کہ میرے والد حضرت سلطان الاولیا علی مرتضی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر اکثر اوراد و وظائف کے لیے جایا کرتے تھے اور یہ مقدس جگہ بہ نسبت بلخ کے تختہ پل سے زیادہ قریب ہے - رفتہ رفتہ وہاں حرم سرا اور چھاونیاں اور کچہریاں اور کارخانے قایم ہوئے - باغ لگائے گیے اور تین سال کے عرصہ میں ایک نیا اور خوبصورت شہر آباد ہو گیا - چوتھے سال موسم بہار میں میرے والد امیر دوست محمد خان میرے دادا سے ملنے کے لیے کابل تشریف لے گیے اور مجھے اپنا قایمقام مقرر کیا - اسکے بعد چھ مہینے تک میرا دستور العمل یہ رہا کہ صبح آٹھ بجے تک نوشت و خواند میں مشغول رہتا اور پھر آٹھ سے دو بجے سہپہر تک دربار کرتا تھا - دربار برخاست ہونے پر سوتا اور قریب شام گھوڑے پر سوار ہوکر ہوا خوری کے لیے باہر نکلتا تھا - شروع جاڑوں میں والد نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ میرے جد امجد نے از راہ الطاف بزرگانہ اس طرح میری عزت افزائی کی کہ تاشقرغان کا گورنر مقرر فرمایا اور حکم صادر کیا کہ ایک ہزار سوار دو ہزار پیدل اور چھ توپیں ہمراہ لیکر فوراً وہاں چلے جاؤ - میں فوراً حکم بجا لایا اور تاشقرغان روانہ ہوا - وہاں پہونچتے ہی سردار محمد امین خان برادر وزیر محمد اکبر خان نے گورنری کا چارج مجھے دیا اور آپ

کابل کی راہ لی - میرے والد نے میرے لیے ایک مددگار حیدر خان نامی مقرر کیا تہا - یہہ
ایک نہایت ہوشیار اور شین قزلباش سردار تہا جسکو اپنا خاص جہنڈا فوجی باجا اور دو سو سوار
رکہنے کا اختیار تہا اوسکا باپ محمد خان نہایت لایق شخص تہا اور کابل مین ایک کثیر جماعت
اوسکے تابع تہی - میرا دستور العمل اوسوقت یہ تہا :- طلوع آفتاب سے صبح نو بجے تک
کتب بینی - نو سے دو بجے سہ پہر تک دربار اور مقدمات فیصل کرنا بعد دو بجے کے سونا اور پہر
مختلف قسم کی فوجی قواعد سیکہنے - شکار - اسپ سواری - چوگان وغیرہ مین وقت صرف کرنا -
جمعہ کو تعطیل ہوتی تہی اور اوس روز مین عموماً تمام دن شکار کہیلتا اور شب کو تاشقرغان واپس
آتا تہا - میری تقرری کے پانچ مہینے بعد میرے والدین مجہ سے ملنے کے لیے آئے اور
اونکی قدمبوسی حاصل ہونے سے مجہے بیحد خوشی ہوئی - موسم بہار تک والد میرے ہمراہ
رہے اور پہر والدہ کو میرے پاس چہوڑ کر آپ بلخ تشریف لے گیے - مین بدستور اپنا کام انجام
دیتا رہا اور پڑہنا لکہنا بہی برقرار رکہا - فوج اور نیز رعایا کے ساتہ مین ہمیشہ مہربانی کے ساتہ
پیش آتا تہا اور چونکہ بہت سے تاشقرغان کے لوگ میرے ذاتی ملازم بہی تہے مین وہان
کے باشندون کے ساتہ اکثر اچہا سلوک کرتا تہا اور قحط سالی کے موقعون پر مقررہ
خراج مین تخفیف کر دیتا تہا -

دو برس بعد والد واپس تشریف لائے اور میرے صوبہ کا حساب طلب کیا - میری نرمی
اور رعایت دیکہکر جو تخفیفین مین نے کی تہین - اونکی منظوری سے انکار کیا - مین نے مودبانہ
عرض کی کہ معاف شدہ رقمین وصول نہ کی جائین لیکن والد نے نہ مانا اور فرمایا کہ ملک کی
آمدنی قلیل اور فوج بہت زیادہ ہے اس صورت مین رقوم واجب الادا ضرور وصول
کرنا چاہیئے - تین مہینے قیام کے بعد تقریباً ایک لاکہہ روپیہ وصول کر کے جسے مین معاف
کر چکا تہا وہ بلخ واپس گیے - اونکے جاتے ہی مین نے گورنری سے اس بنا پر استعفا دیا

کہ مجھے اپنے خیالات کے مطابق حکومت کے پورے اختیارات حاصل ہوتے تھے
اپنے مددگار کو اپنا کام سپرد کرکے مین تختہ پل واپس آیا اور دوبارہ نوشت وخواند
شروع کی۔ جمعرات کو مین ہمیشہ شکار کے لیے چلا جایا کرتا تہا اور دوسرے روز شام
کے وقت ایک شب اور دو روز باہر رہکر واپس آتا تہا۔ شکار مین عموماً دوسو کتے
شکرے۔ باز۔ اور دیگر شکاری پرند۔ ایک سو خدمتگار اور سوار کل تقریباً پانچ سو میرے
ہمراہ ہوتے تہے۔ دریاے جیحون کے قریب جو جنگل مین اون مین ہم اکثر شکار کہیلا
کرتے تہے لیکن کبہی کبہی بوین قرا مین جو کہ بلخ کی ہژدہ نہر کا اکیلا دریا ہے مچہلی پکڑتے تہے
اوسی زمانہ مین وزیر یار محمد یار خان گورنر ہرات نے والد کو لکہا کہ مجھے نہایت خوشی
ہو اگر میری لڑکی سے عبدالرحمٰن کی شادی ہوجائے والد نے اِسے منظور کیا اور
میری نسبت ہوگئی۔ اِس رشتہ داری کی وجہ سے وزیر یار محمد خان اور میرے والد
مین اور زیادہ اتحاد بڑہ گیا۔ ایک اور شخص جسے والد نہایت عزیز رکہتے تہے سردار
عبدالرحیم خان تہا جو کہ سردار رحیم داد خان کے خاندان سے تہا۔ لیکن یہ شخص نہایت
بدطینت اور دغاباز تہا اور رشک وحسد اوس کے خاندان کا موروثی مرض تہا۔ والد کے
دربار مین میرا رسوخ زیادہ ہونا اوسے نہایت ناگوار اور شاق گذرتا تہا اور اوس کا خیال
تہا کہ اگر مجھے فوج کی کمان ملگئی تو اوس کے اختیارات بالکل جاتے رہین گے
اس لیے وہ اکثر میری غلط شکایتین کیا کرتا تہا اور جہوٹی تہمتین مجھپر لگاتا تہا
جن کی وجہ سے بعض وقت والد بہی مجھسے بلا وجہ ناراض ہوجایا کرتے تہے
والد کی فوج کا سردار ایک انگریز جنرل شیر محمد خان تہا جس نے کہ اپنا آبائی
مذہب ترک کردیا تہا۔ یورپ مین اسے کیمبل کے نام سے جانتے ہین اور میرے
دادا کی فوج نے سنہ ۱۸۳۴ء مین قندہار کی لڑائی مین جو شاہ شجاع سے ہوئی تہی اسے

گرفتار کیا تھا۔ یہ اپنے فن مین نہایت ہوشیار اور ڈاکٹر بھی اچھا تھا۔ بڑا جوانمرد اور بارعب شخص تھا اور مجھسے نہایت التفات کے ساتھ پیش آتا تھا۔ اپنے وقت کا بے نظیر اور نہایت قابل افسر اور بلخ کی پوری فوج کا سپہ سالار تھا۔ فوج کی تعداد ۲۵۰۰۰ تھی جن مین پندرہ ہزار باقاعدہ تھی اور اوسمین سوار اور پیدل اور توپخانہ شامل تھا۔ باقی ملیشیا[۵۱] کے سپاہی تھے۔ ازبک درانی اور کابلی۔ اسّی توپین تھین جن مین سے بارہ سردار اکرم خان کی گورنری کے زمانہ مین کابل سے بھیجی گئی تھین باقی میرے والد کی زیر نگرانی کابل مین بنی تھین۔ فوج کی نہایت اچھی حالت تھی روزانہ ناغہ قواعد سکھلائی جاتی تھی۔ ایک روز شیر محمد خان نے والد سے درخواست کی کہ مجھے اونکے سپرد کردین تاکہ اپنی زندگی مین وہ مجھے اپنے فن مین کامل تعلیم دیسکین والد نے منظور کیا اور روز دو تین گھنٹہ اونکے پاس جانے کی ہدایت کی جس سے اونکی غرض محض تعلیم ہی نہ تھی بلکہ یہ مقصود تھا کہ مجھے تضیع اوقات کا موقع نہ ملے مین نے بسر وچشم قبول کیا اور خوشی سے جانے لگا۔ دو یا تین سال جراحی اور فن جنگ سیکھنے مین گذرے۔ والد نے چند بندوق بنانے والے کابل سے بلائے تھے اور میرے مکتب کے قریب ہی ایک کارخانہ کھولا تھا جہان مین دوپہر کے وقت سبق ختم کرکے اپنے ہاتھ سے آہنگری سیکھتا تھا۔ اس طرح مین نے بندوق سازی سیکھی اور پوری تین بندوقین اپنے ہاتھ سے تیار کین۔ یہ تینون میرے معلمون کی بنائی ہوئی بندوقون سے بہتر خیال کی جاتی تھین۔ عبد الرحیم خان کو جس کا ذکر مین نے اوپر کیا ہے یہ دیکھکر نہایت حسد ورشک ہوتا تھا اسلیے اوسنے میرے خلاف سازش شروع کی

[۵۱] وہ قومی فوج جو ضرورت کے وقت استعمال کی جاتی ہے۔ اور باقاعدہ فوج کی طرح سے اوسے ہمیشہ فوجی خدمت نہین اداکرنی پڑتی ہے۔

ایک دن والد سے کہدیا کہ مینے شرابخواری اور گانجہ پینا شروع کیا ہے۔ مین نے کبہی یہ کام نہین کئے تہے لیکن چونکہ میری عمر بہت تہوڑی تہی اور مجہے والد کے ہمیشہ ناراض ہونے سے نہایت رنج ہوا کرتا تہا مین نے بلخ سے ہرات بہاگ جانے کا ارادہ کیا جہان میرے خسر رہا کرتے تہے۔ مین خفیہ طور پر سفر کی تیاریان کر رہا تہا کہ میرے نوکرون نے والد کو خبر کر دی اونہون نے اس معاملہ کی تحقیقات کی اور جب ثابت ہوگیا کہ خبر صحیح تہی تو مجہے قید کر دیا اور میرے سپاہی غلام اور نوکر سب مجہسے علیحدہ کر دیئے میری اس حماقت کی وجہسے جو الزام عبدالرحیم نے مجہپر لگائے تہے وہ بہی صحیح معلوم ہونے لگے پورے ایک سال مین جیلخانہ مین بیڑیان پہنکر رہا اور میری زندگی نہایت تلخ تہی۔

اسی ایک سال کے بعد شیر محمد خان نے وفات پائی۔ عبدالرحیم کو امید تہی کہ اونکی جگہہ اوسے ہی ملے گی لیکن والد بہی اوس سے بدظن ہوگئے تہے اور اسلیے انہون نے توخی قبیلہ کے ایک معتبر اور آزمودہ اہلکار کو سپہ سالار مقرر کیا انکا نام عبدالرؤف خان تہا اور ان کے والد جعفر خان ایک نہایت جوانمرد سپاہی قندہار کی لڑائی مین مارے گئے تہے۔ وہ جعفر خان بہی انہین کے بزرگون مین سے تہے جو کہ شاہ حسام علی کے والی قندہار کے وزیر تہے۔ عبدالرؤف خان نے سپہ سالاری سے انکار کیا اور کہا کہ ایک سال کی قید میرے لیے کافی سزا تہی مجہے شیر محمد خان کی جگہہ ملنی چاہیئے۔ والد نے اولاً اسے منظور نہ کیا اور کہا کہ عبدالرؤف خان کے دماغ مین ضرور خلل ہے جو اونہون نے اس قسم کی تجویز پیش کی لیکن بہت سے اصرار کے بعد وہ راضی ہوگئے اور مجہے طلب کیا مین سیدہا جیلخانہ سے بلا سر کے بال درست کیے یا منہ ہاتہہ دہوئے اور بیڑیان پہنے ہوئے اوسی پوشاک مین جس مین کہ اونہون نے مجہے اخیر مرتبہ دیکہا تہا والد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مجہے دیکہتے ہی اون کی آنکہون مین آنسو بہر آئے اور کہا دو پہر تم کیون ایسی

حرکتین کرتے ہو۔“ مین نے جواب دیا کہ دو مین بالکل بے قصور ہون میری اس حالت
مین ہونے کے بانی وہ لوگ ہین جو اپنے تئین آپکا بہی خواہ کہتے ہین“ یہ کہہ ہی رہا تہا
کہ عبدالرحیم دربار مین حاضر ہوا۔ اوسے دیکھکر مین نے کہا ”یہی وہ دغاباز شخص ہے جسکی
وجہ سے مجھے بیڑیان نصیب ہوئین۔ زمانہ بتلا دے گا کہ یہ سچا ہے یا مین“ یہ سنکر غصہ
اور گہبراہٹ سے عبدالرحیم کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا لیکن کچھ کہہ نہ سکا۔ میرے والد نے
تمام فوجی افسرون سے مخاطب ہوکر فرمایا ”اس جوان باختہ بیٹے کو مین تمہارا سردار مقرر کرتا ہون
سب نے جوابدیا کہ خدا نکرے کہ حضور کا بیٹا پاگل ہو۔ ہم سب جانتے ہین کہ وہ نہایت عقلمند اور سمجھدار
ہے۔ حضور پر بہی رفتہ رفتہ خود روشن ہو جائیگا اور یہ بہی ثابت ہو جائیگا کہ اوسے بدنام کرنے
والے نمکحرام ہین“ اسکے بعد والد نے مجھے رخصت کیا اور اوس نئی خدمت کے انجام دینے
کی اجازت دی۔ مین خوشی سے پہولا نہ سمایا اور واپس آتے ہی حمام کو گیا۔ میرے ملازم بہی
آپہونچے اور چارون طرف سے مبارک باد کی صدا آنے لگی۔

دوسرے دن مین نے فوج کا چارج لیا کارخانجات اور میگزینون کا معائنہ کیا جنرل امیر احمد خان کو
جو توپخانہ کے افسر تہے اور بعدۂ ہندوستان مین میرے سفیر ہوئے کارخانجات کا سپرنٹنڈنٹ
مقرر کیا اور محمد زمان خان کو میگزینون کا۔ سکندر خان (جو کچھ دن بعد روسیون اور والی بخارا
کی لڑائی مین مارے گئے اور جنکے بہائی غلام حیدر[ط] اسوقت کابل مین کمانڈر انچیف ہین)
اور اسی نام کا ایک دوسرا شخص جو بارکزئی تہا دونون پیدل فوج کے خاص افسر مقرر کئے
مین خود صبح سے شام تک ہر محکمہ کا معائنہ کرتا تہا اور جو ترقیان ظہور پذیر ہوتی تہین اون کی
اطلاع روزانہ والد کو دیتا تہا جس کیوجہ سے وہ مجھسے روز بروز زیادہ خوشنود ہوتے گئے۔
فوج مین ایسی اصلاح و ترمیم کی گئی کہ اس سے پیشتر اوسکی حالت کبھی ایسی اچھی نہ تھی اور نہ اوسکے

[ط] غلام حیدر خان نے ۱۸۹۸ء مین وفات پائی۔

بعد ایسی ہوئی - اسکا ایک باعث یہ ہے کہ آجکل کے افسر ضرورت سے زیادہ آرام طلب و آرام پسند ہین امیر شیر علی کے زمانہ مین وہ رشوت لینے کے عادی تھے اور اپنے فرایض ادا کرنے سے غافل تھے لیکن اب جو تنخواہین اونہین ملتی ہین اونپر اونہین قانع ہونا چاہیے اور اپنا کام مستعدی اور خوبی سے کرنا چاہیے - ایک عقلمند شاعر نے سچ کہا ہے ؎

زینہار از قرین بد زنہار
وقنا ربنا عذاب النار

خدا کے فضل و کرم سے مجھے امید ہے کہ میری رعیت میری نصیحت سے فائدہ اوٹھائیگی اور رفتہ رفتہ ترقی کرے گی -

امیر نے میری فوجی خدمات سے خوش ہوکر والد نے کل فوج کا پورا اختیار مجھے عطا فرمایا اور صرف محاسبات و ملکی معاملات اپنے ہاتھ مین رکھے - تھوڑے دن بعد والد تاشقرغان تشریف لے گئے اور مین نے [illegible] کا [illegible] دیا - جب وہان پہونچے تو برادر میر اتالیق ایک خط اور تحائف لیکر حاضر ہوا - والد نے نہایت گرمجوشی سے ملاقات کی اور یہ پیغام دیکر اوسے بھائی کے پاس بھیجا کہ چونکہ تمہارا ملک دریاے جیحون کے کنارے پر ہے اور افغانستان سے بالکل ملحق ہے اس لیے لازم ہے کہ تم اپنے تئین بجاے بخارا کے دوست محمد خان امیر کابل کے زیر حفاظت سمجھو اور امیر کا خطبہ بھی پڑھو - امیر صاحب کا خطبہ نہ پڑھنا گویا افغانستان کی توہین کرنا ہے - یہ پیغام سنکر میر اتالیق آگ ہوگیا اور اپنے بھائی سے اسقدر ناراض ہوا کہ اوسے قید کرنے کی کوشش کی وہ تاشقرغان کی طرف بھاگا لیکن میر اتالیق کے سوارون نے تعاقب کرکے ایک مقام پر جسے آبدان کہتے ہین اوسے گرفتار کرلیا - یہ سنکر ہمنے اوسکی مدد کے لیے فوج بھیجی لیکن فوج پہونچنے سے پہلے ہی وہ قتل کردیا گیا تھا - تاہم میر اتالیق کے سوارون کو شکست دیگئی اور اوسکے بھائی کی لاش لیکر فوج واپس آئی - اس شکست کی خبر سنکر میر اتالیق نے امیر مظفر شاہ بخارا

سے شکایت کی۔ امیر مظفر بعد وفات اپنے والد کے اوسی سال تخت نشین ہوئے تھے اور کسی بغاوت کے فرو کرنے کے لیے حصار مین مقیم تھے۔ میر اتالیق کی شکایت کو سنا اور ایک جھنڈا اور خیمہ دیکر فرمایا کہ جاؤ اپنے ملک مین اس خیمہ کو استادہ کرو اور اوسکے سامنے جھنڈا نصب کردو افغان خائف ہوجائینگے۔ اوس سادہ لوح میر کو یقین ہوگیا کہ بس یہی کافی ہے اور قتاغان واپس آکر ہمین دہمکی دی۔ والد نے اس معاملہ کی اطلاع اپنے امیر کو دی۔ حکم آیا کہ قتاغان پر فوج کشی کی جاسے یہ حکم پاکر والد نے میرے چچا سردار اعظم خان گورنر کرم خوست کو لکہا کہ آکر ملاقات کرین اور مجھے مقام ہیبک تک اونکے استقبال کے لیے بہیجا۔

فوج کے قتاغان روانہ ہونے سے پہلے مین نے موسم بہار مین چھہ دن کی رخصت اس غرض سے لی کہ دیکہون تمام انتظام درست ہے یا نہین اس بارہ مین اپنی تشفی کرکے مین نے والد سے عرض کی کہ وہ خود بہی معائنہ کرلین اونہون نے میری درخواست منظور فرمائی اور میری کارروائی سے اسقدر خوش ہوئے کہ ایک مرصع پیٹی اور شمشیر مجھے عطا فرمائی اور ارشاد کیا "جاؤ خداحافظ مین نے تمہین خدا کے سپرد کیا" مین نے اونکے ہاتہون کو بوسہ دیا اور دو روز بعد اپنے چچا اعظم خان کے ماتحت فوج کا کمانڈر انچیف مقرر ہوکر وہان سے روانہ ہوا۔ تاشقرغان کے لوگ مجھے نہایت عزیز رکہتے تھے جب مین وہان پہونچا تو سب نے میرا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ مین اپنی فوج کے ساتھہ نازگاہ کے میدان مین خیمہ زن ہوا اور بطور اظہار شکریہ عمائدین شہر کی دعوت کی۔ یہ لوگ میرے اور میری فوج کے بڑے وفادار خیرخواہ ثابت ہوئے۔ پندرہ دن بعد میرے چچا بہی مجھسے آکر ملے اور ہم دونون ہیبک روانہ ہوئے وہان پہونچکر تین روز قیام کیا اور سامان رسد و باربرداری کا انتظام کرکے قلعہ غوری کی طرف چلے جہان میر اتالیق کے سوار اور پیدل فوج

صبح تھی پانچ دن کے کوچ کے بعد قلعہ دکھلائی دیا - وہان جاکر اولاً دشمن کو مرعوب کرنے کی
غرض سے مین نے اپنی بیس ہزار فوج معہ چالیس توپون کے قلعہ کے سامنے صف آرا
کی اور ہر ایک محفوظ مقام پر خیمے نصب کیے - سہ پہر کے وقت ہمراہی چند افسران مین نے
قلعہ کا موقع ملاحظہ کیا توپین وغیرہ نصب کرنے کے مقامات تبلائے اور مورچہ بندی کا حکم دیا
ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ قلعہ کی خندق کی طرف سرنگین لگائی جائین اور رات کی رات
صبح تک یہ کام ختم کر دیا جائے -

سہ پہر کے وقت میر اتالیق چالیس ہزار سوارون کے ساتھ پہاڑی کی چوٹی پر آیا اور اپنے
تئین قلعہ کے سپاہیون کو دکھلایا تاکہ اونہین ہمت ہو اور دلیری کے ساتھ ہمارا مقابلہ کرین -
اوسے وہان دیکھکر اور اس سے پہلے کہ وہ ہمارے مورچون پر حملہ کرتا مین نے دو ہزار سوار بارہ خچر باری
کی توپین اور چار پلٹن پیدل لیکر اوسکے عقب مین حملہ کیا - ہماری بھاری توپون کے چلنے
تک میر کو اس حملہ کی خبر نہ تھی - گھبرا کر اور یہ نہ جانکر کہ میری فوج کس قدر کم تھی وہ اپنی تمام فوج کے
ساتھ بھاگ کھڑا ہوا - مین اپنی جاے قیام پر واپس آیا اور گیارہ بجے شب تک سرنگون
کا معائنہ کر کے اور سنتریون کو اپنی اپنی جگہہ مستعد پا کر سونے کی تیاری کی - علی الصباح پھر اپنی
فوج کو دیکھا اور دو ہزار جوان بطور ہر اول کے بارہ میل کے فاصلہ پر بھیجدیئے تاکہ باربرداری کے
جانورون کی حفاظت کرین - دشمن کے اچانک حملہ کو روکین اور اوسکی حرکات سے
مجھے مطلع کرین - تین روز بعد خبر آئی کہ پندرہ میل کے فاصلہ پر آٹھ ہزار سوار ایک مقام
پر پوشیدہ تھے جو کہ چشمۂ شیر کے نام سے مشہور ہے - انکا منشا ظاہرا یہی معلوم ہوتا تھا
کہ ہماری باربرداری کے سامان پر حملہ کرین اسلیے مین نے فوراً غلام محمد خان یوسفزئی اور
محمد عالم خان کو چار ہزار سوار اور دو توپین دیکر اونکی طرف روانہ کیا - یہ دونون اپنے کام مین
اس قدر کامیاب ہوئے کہ خفیف سی چھیڑ چھاڑ کے بعد اونہین فتح حاصل ہوئی

اور دو ہزار قیدی ہاتھ آئے۔ باقی لغلان بھاگ گیے جہاں کہ اونکا میر مقیم تھا۔
جب یہ خبر تتاغان پہونچی جہاں سے میر آتالیق صرف اٹھارہ میل دور رہتا تو اوسکی ہمت
نے اوسے خیرباد کہا اور وہ قندز کی طرف چلا گیا۔ جو سوار مین نے چشمۂ شیر بھیجے تھے اون مین
سے ایک ہزار لغلان پر قابض رہے اور باقی خوشی خوشی اپنی خیمہ گاہ مین واپس آئے اونمین
سے بعضون کو جنھون نے کہ خصوصیت کے ساتھ لڑائی مین کارہائے نمایان کیے تھے
میرے عم بزرگوار نے انعام عطا فرمایا اور بعض کو خلعت۔
اوسی روز سہ پہر کے وقت مین نے مورچون کا معائنہ کیا اور اونکے پیچھے جاکر قلعہ کے
سپاہیون سے یون خطاب کیا "تم لوگ مسلمان ہو اور مین بھی مسلمان ہون۔ تم نے دیکھ لیا
کہ تمھارے میر کو کیسی شکست ہوئی اسلیے اب یہ تمھاری حماقت کی دلیل ہوگی اگر تم میرے
ساتھ مسلمانون کو مارو اور وہ تمھین قتل کرین۔ قلعہ چھوڑ دو مین اس طرح کی شرائط کرون گا کہ تم
اونھین پسند کروگے" اس کا اونھون نے جواب نہ دیا۔ شام کے وقت مین نے چند افسر
مامور کیے کہ علی الصباح اس طریقہ سے حملہ آور ہون اولاً سکیلہ پر قبضہ کرین۔ یہ مقام اندرونی
قلعہ کی خندق کے باہر تھا اور اوسکے چارون طرف بھی خندق تھی۔ اس حملہ سے پہلے بھاری
توپین طلوع آفتاب سے چلائی جائین تاکہ دشمن گھبرا جائے اور پھر اون کے رکتے ہی تھوڑے
تھوڑے سوار قلعہ کے مختلف حصون پر حملہ شروع کردین تاکہ خاص مقام حملہ یعنی سکیلہ سے
دشمن بے خبر ہو جائے۔ بڑا حصہ فوج کا خاموشی کے ساتھ اوس مقام تک جائے اور پھر قلعہ کی
فصیلون پر چڑھکر نعرۂ "یا چاریار" بلند کرے۔ اس حکم کے مطابق صبح کو کارروائی کیگئی
دشمن کی فوج قلعہ کے باہر کے حصے سے اندر کی طرف بھاگی۔ اس اندرونی
قلعہ کے چارون طرف جو خندق تھی دس گز عمیق اور تیئیس گز وسیع تھی لیکن خوش قسمتی
سے پانی اس کا اس قدر صاف وشفاف تھا کہ میرے افسرون نے ایک بید کے

مشہور کابل جو سطح آب سے ایک گز نیچے بنا ہوا تھا دیکھ لیا اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے پانی مین کود پڑے اور پار ہو گئے۔ سپاہیون نے بھی یہی کیا اور بازارون پر قبضہ کرکے دیوارون مین سوراخ کئے اور قلعہ کے لوگون پر بندوق بازی شروع کی۔

ادہر یہ ہو رہا تھا ادہر مین نے قلعہ کے گورنر کو ایک خط لکھا کہ اگر تم ہتھیار رکھدو تو مین تمہاری فوج کے جان و مال سے باز آونگا اور اوسے اپنی رعایا سمجھونگا یہ خط ایک قیدی کے ہاتھ بھیجکر مین نے تھوڑی دیر کے لیے لڑائی موقوف کرنے کا حکم دیا گورنر اور قلعہ کے دیگر خاص افسر خود باہر آئے اور صلح کی گفتگو شروع کی۔ میری شرائط کو منظور کر لیا اور قلعہ کے دروازے کھولدئے ایک کثیر التعداد جماعت لوگون کی باہر آئی جن مین سے مین نے بہت سے آدمی اپنے چچا کی خدمت مین بھیجدئیے۔ اونہون نے سردارون کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ ان لوگون کی تعداد دس ہزار سے کم نتھی لیکن چونکہ میر اتالیق فن جنگ سے ناواقف تھا صرف دس دن کی رسد کا سامان مہیا کیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ اگر دس روز مین نے حملہ نہ کیا ہوتا تو مجبوراً اونہین اطاعت قبول کرنی پڑتی۔ لیکن اون کے میر کا ظاہرا یہ خیال تھا کہ شاہ بخارا نے جو خیمہ اور جھنڈا عطا فرمایا تھا وہ ایک بڑی فوج کے زندہ رکھنے کے لیے کافی تھا خدا نے ایسے لوگ بھی پیدا کئے ہین!

میر اتالیق کے ساتھیون کو ہمارا عمدہ سلوک دیکھکر خوشی بھی ہوئی اور تعجب بھی ہوا اس لیے کہ اونکے سردارون نے افغانون کی سنگدلی کے قصے سنا کر ہماری طرف سے نہایت بدظن کر دیا تھا۔ اب جو اونہین ان غلط بیانیون کی حقیقت معلوم ہوئی تو بہت سے اونمین سے میر سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور اتالیق صرف چند وفادار ہمراہیون کے ساتھ قتاغان سے روانہ ہوا اور رستاق پہونچکر میرا سے بدخشان کی عملداری مین

پناہ لی - یہ خبر سنکر ہم فوراً غوری سے بغلان اوسکی دار السلطنت کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر تمام ملک کے سردارون کے نام اس مضمون کے خطوط روانہ کیے کہ ہم تمہاری ہر قسم کی امداد کرینگے اور بعض کو اونمین سے خلعت بھی عطا کئے - ہم نے گورنر اور قاضی وغیرہ بھی مقرر کیے اور اس سب انتظام کے بعد مین خان آباد پہونچا جہانکہ دریا کے کنارے ایک اونچے خطۂ زمین پر خیمہ زن ہوا اور دو پلٹن پیدل - ایک ہزار ملیشیا کے ازبک سوار پانچ سو افغان سوار - پانچ سو ملیشیا کے پیدل اور چھہ خچر باتری کی توپین - طالقان کی جانب روانہ کین - اس حصہ فوج کا سردار میرے چچا نے محمد امین خان پسر امیر دوست محمد خان اعظم کو مقرر کیا - دریاے بارگی پار کرکے یہ فوج طالقان پہنچ گئی اور فوراً مورچہ بندی کرکے قلعہ کو مسمار کردیا - مین اور عم بزرگوار خان آباد مین رہے اور جو انتظامات و تبدیلیان ایک تازہ مفتوحہ شہر مین ضروری ہوا کرتی ہین اونکے انصرام مین مشغول ہوئے - ایک خاص تبدیلی یہ تھی کہ اپنے جد امجد کا نام خطبہ مین داخل کرایا -

تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ میر اتالیق اور میر ہاے بدخشان کی ترغیب سے اندر آب ذخوست کے باشندون نے بغاوت کی اور وہان کے گورنر پر حملہ کیا جسکی امداد کے لیے مین نے خان آباد سے چار ہزار سپاہی زیر حکم سردار محمد عمر وغیرہ روانہ کیے - میرے جد امجد نے بھی سردار محمد شریف خان کو کابل سے دو پلٹن اور ایک ہزار ملیشیا پیدل - ایک ہزار سوار اور چھہ توپون کے ہمراہ روانہ کیا - یہ دونون فوجین بمقام نزد درہ ملکیئن اور وہین باغیون کا مقابلہ کرکے اونکی اچھی طرح سرکوبی کی - اس لڑائی مین دشمن کے دو سو آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے - اس فتح کے بعد کابل کی فوج کابل واپس گئی اور باقی خان آباد چلی آئی - صرف پانچ سو جوان گورنر اندر آب کی امداد کے لیے باقی رہے طالقان کی فتح کا حال سنکر میر اتالیق نے رستاق بھی چھوڑا اور دریاے جیحون پار کرکے کولاب

کے نزدیک ایک مقام پر جو سید کے نام سے مشہور ہے قیام پذیر ہوا۔ کولاب کا حاکم
اوسوقت میر سرابیگ تھا جسنے کہ کچھ دن بعد شاہ بخارا سے شکست کہا کر اپنا ملک
چھوڑ دیا اور کابل آیا اور میرے دربار مین نہایت عزت حاصل کی چونکہ میر آتالیق کا رشتہ دار
تھا اس لیے میر کو دس ہزار سوار دیئے اور اسی قدر اہل بدخشان نے امداد کی۔ علاوہ برین
دو ہزار اپنے سپاہی میر آتالیق کے ساتھ تھے۔ اس پوری فوج کو لے کر وہ میری خیمہ گاہ
کے قریب کے صوبون اور قلعجات حضرت و امام و طالقان پر حملہ آور ہوا اور جتنا رسد و باربرداری
کا سامان ہاتھہ لگا لوٹ لے گیا۔ جن سوارون کو مین نے بطور ہراول کے مقرر کیا تھا اون
سے اور میر آتالیق کے سپاہیون سے اکثر مقابلہ ہوجاتا تھا اور دونون جانب سوسو دو دو سو
آدمی مارے جاتے تھے۔ جو گرفتار ہوکر آتے تھے مین اونہین توپون سے اڑادیتا تھا تین
سال یہ بغاوت رہی اور اس عرصہ مین پانچہزار آدمی اسی طرح توپون کے منہ چڑہے
علاوہ برین دس ہزار کے قریب میری فوج کے ہاتھہ سے قتل ہوئے۔

اس بغاوت کے فرو کرنے مین ایک سال گذر گیا تو سردار امین خان نے لکھا کہ بدخشان
کے پندرہ ہزار خاندانون کے مقابلہ کے لیے اونکے پاس کافی فوج نہ تھی اونکی کمک کے لیے
فوج بہیجی جاسے ورنہ اونہین پیچہے ہٹنا پڑے گا۔ اسکا جواب نہ پاکر وہ بلا اجازت خان آباد روانہ
ہوئے۔ میرے چچا اور مجہہ مین آپس مین مشورہ ہوا اور مین نے تحریک کی کہ اگر مین اون کی
جگہہ بہیجا جاؤن تو انشاء اللہ تعالی صرف چھہ توپون اور پانچہزار سوارون سے ملک کو ٹھیک
کردونگا۔ میرے چچا نے جواب دیا کہ یہ ایک مشکل کام ہے اور چونکہ ابہی تم بالکل بے ریش
ہو ممکن ہے کہ ہمت ہار جاؤ۔ مین نے جواب دیا کہ مین دکہلا دونگا کہ یہ کہانتک صحیح ہے اور
اوسی روز روانہ ہوگیا۔ لنبے لنبے کوچ کرکے طالقان پہونچا۔ فوج مجھے دیکھکر خوش ہوگئی اور
سردار امین خان مجھے راہ مین ملے۔ گو وہ میرے چچا تھے اور مجھسے عمر مین بہی بہت زیادہ تھی

لیکن چونکہ کم ہمت اور بزدل ثابت ہوئے تھے مین نے اون کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور سوائے اِسکے کچھ نہ کہا کہ آپ نے ایسے مشہور شخص یعنی اپنے والد دوست محمد خان کے نام کو دھبہ لگایا۔

طالقان پہونچنے کے دو روز بعد رستاق اور بدخشان کے لوگون نے یوسف علی برادر میر شاہ فیض آبادی کی ترغیب سے دو یا تین ہزار سوار اِس کام کے لیے مقرر کئے کہ میری خیمہ گاہ کے گرد و نواح مین تاخت و تاراج کرین۔ اِن سوارون نے میری باربرداری و رسد کے شتر و ٹٹوؤن پر جو کہ زیر حفاظت دو سو ملیشیا اور پچاس سوارون کے آرہے تھے یکبارگی حملہ کیا۔ میرے آدمیون نے مجھے اِس واقعہ کی فوراً اطلاع دی اور حتی الامکان دشمن کا مقابلہ کیا۔ مین نے بھی سات سو سپاہی اون کی امداد کو بھیجے۔ دشمن کو شکست ہوئی اور تمام جانور بحفاظت واپس آگئے۔

دو روز بعد باغیون نے اون قریون پر حملہ کیا جو کہ ہنوز میری رفاقت کا دم بھرتے تھے مین نے پھر بہت سی فوج بھیجدی جس نے کہ اونھین منتشر کر دیا اور دس باغی اور دو سو گھوڑے گرفتار کیے۔

اِس طرح تین مہینے گذر چکے تھے کہ ایک روز میر پاسے قتاغان کے ایک مذہبی پیشوا نے میری دعوت کی اور تین سو باقاعدہ اور دو سو ملیشیا سوار لے کر مین اونکے مکان پر گیا۔ میری خیمہ گاہ ... یہ مکان صرف دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ احتیاطاً مین نے سو سوار اِس کام پر ... کہ کسیقدر فاصلہ پر مکان کو گھیرے رہین اور اسکی خبر میرے میزبان کو مطلق نہوئی۔ تھوڑی گفتگو کے بعد دسترخوان بچھایا گیا لیکن ساتھ ہی میرے ایک سپاہی نے یہ خبر دی کہ اون سوارون پر دشمن کی جماعت کثیر نے حملہ کیا تھا اور وہ مجبوراً آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ مین نے فوراً اپنے میزبان اور اوس کے

بیٹون کو گرفتار کرلیا اور اپنے آدمیون کی مدد کے لیے روانہ ہوا - اوسی وقت ایک سوار اپنی خیمہ گاہ بھیجکر ایک ہزار سوار - ایک پلٹن پیدل اور دو توپین فوراً طلب کین - اور حکم دیا کہ پیدل اور توپین سوارون کے پیچھے رہین تاکہ دیر نہ ہو - مین نے یہ دیکھکر کہ باغیون کی فوج تخمیناً دس ہزار ہے اور ہماری طرف بڑہتی چلی آتی ہے اپنی تہوڑی سی فوج کے آٹھ حصے کئے اور ہر حصہ ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلے پر تعینات کیا - سب سے بڑا حصہ اپنے ساتھ رکھا اور حکم دیا کہ اولاً پہلا حصہ گولی چلائے جب وہ گہر جائے جیسا کہ مجھے امید تھی تو دوسرا حملہ کرے جب وہ بھی گہر جائے تو تیسرا بندوق بازی کرے یہانتک کہ سب شریک جنگ ہوجائین اس کے بعد مین اپنے حصہ فوج کے ساتھ تلوارین کہینچکر حملہ کرونگا -

اسی اثنا مین خیمہ گاہ سے کمک بھی آگئی اور مین نے فوراً حملہ کردیا - باغی اسکی تاب نہ لاسکے اور چونکہ اتنے حصون کے ساتھ منقسم ہوکر لڑرہے تھے اور تہک گئے تھے بہاگ کہڑے ہوئے اور اس سراسیمگی کے ساتھ کہ اپنے زخمیون کو بھی چھوڑ گئے - سو باغی مارے گئے اور چار سو قید ہوئے - ہماری جانب صرف سو سپاہی کام آئے - مین نے خداوند کریم کا نہایت شکر ادا کیا کہ دشمن کی اتنی بڑی فوج پر ہمکو کامل فتح عطا فرمائی اور ہم سب کے سب از حد خوش ہوئے - قیدیون مین دش بارہ رستاق کے سردار بھی تھے میرے مقدس مہرعلی کو نہایت سخت کلامی سے یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ صرف اوسی کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی ہے اس لیے کہ اوس نے میر ہاے قطغان کو لکھا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ سردار فوج افاغنہ کی دعوت کرون اور اگر آپ کافی فوج اوس کے باڈی گارڈ کو بسپا کرنے کے لیے بھیجدین تو اوسے گرفتار کرکے آپکے پاس روانہ کردون - اسی کامیابی کی امید پر یہ سردار دس ہزار فوج کے ساتھ بھیجے گئے تھے کہ مجھے گرفتار کرلین لیکن خود

گرفتار ہوگیے - بہت رات گئے مین اپنی خیمہ گاہ کو واپس آیا اور اپنے چچا کے پاس خان آباد اس واقعہ کی اطلاع بھیجی - اور اس اپنے میزبان کو بھی بطور قیدی کے اون کے پاس روانہ کیا - زخمیون کا اپنے ڈاکٹرون سے علاج کرایا اور جب اچھے ہوگیے تو بعض کو خلعت عطا کئے اور بعض کو زادراہ و خرچ سفر دیکر رخصت کیا اور فہمایش کی کہ اپنے لوگون کو لوٹ مار سے باز رکھین - ساتھہ ہی مین نے اون کے میر کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو معاپنے بھائی کے علانیہ جنگ آزمائی کر دیکھ - منافقانہ طور پر ایک شخص میرے والد کے پاس تخت پل روانہ کیا اور او نھین اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور اوہر ستواتر بغاوت کی ترغیب دیتے رہے - مین نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر میرے والد نے بدخشان کی فتح کا حکم دیا تو میر کی ہماری یہ مجال نہین کہ چھہ گھنٹے بھی میرا مقابلہ کر سکے - قتاغان کے قیدیون کو مین نے رہا نہ کیا لیکن اون کے رشتہ دارون کو جو ملک چھوڑکر چلے گیے تھے اور شاہ بخارا کی عملداری مین پناہ گزین ہوئے تھے اطلاع دیدی کہ اگر تم اپنے مکانون پر واپس نہ آوگے تو سب قیدی قتل کر دیئے جائینگے - خود قیدیون سے مین نے خط لکھوائے کہ اپنے دوستون کو بلاخوف واپس آنے پر آمادہ کرین - نتیجہ یہ ہوا کہ قتاغان کے چند ملاوہان کے لوگون کی طرف سے شرائط طے کرنے کے لیے آئے - مین نے قسم کھائی کہ اگر وہ لوگ سلطنت افغانستان کے خلاف کوئی کارروائی نکرین اور صلح و آشتی کے ساتھہ وفادار رعایا کی طرح رہین تو مین اونکے ساتھہ مثل اپنی رعایا کے سلوک کرونگا اور اون کے حقوق کی حفاظت کرون گا - اس اطمینان کے بعد جب ملا واپس گیے تو سب کے سب دو ہزار خاندان وطن واپس آئے اور بدستور سابق طالقان مین بود و باش کرنے لگے -

جو پیغام کہ مین نے بدخشان کے قیدیون کے ذریعے سے میر یوسف علی کو بھیجا تھا

اوسکا کوئی اثر نہ ہوا اور اوس نے لوٹ مار اوسی طرح جاری رکھی - چند ہفتہ کی صلح کے بعد
اوس نے میر قتاغان - میر کولاب اور اپنے بھائی میر شاہ سے مشورہ کیا اور اونکو اس امر پہ
آمادہ کیا کہ مجھپر فتح پانیکا صرف ایک ذریعہ ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ اپنی اپنی فوج یکجا کر کے
ایک ساتھ دو مختلف مقامات طالقان اور چال پر حملہ کیا جائے - آخر الذکر مقام پر چار سو
پیدل - چار سو ملیشیا کے سپاہی - پانچسو سوار اور دو خچر باتری کی توپین زیر کمان ایک دلیر و تجربہ کار
افسر سردار محمد عالم خان موجود تھین - دشمن نے جو حملہ کی تجویز کی تھی وہ یہ تھی - تھوڑے سے
سپاہی اطراف مین تاخت و تاراج کرین تاکہ ہمین دہوکہ ہو کہ کوئی بڑی باقاعدہ فوج دشمن کی
نہین ہے صرف چند لٹیرے ہین - ساتھ ہی قریب تیس ہزار سوارون کے شب کے
وقت طالقان کے باغون مین پوشیدہ ہو رہین اور میر بابا ولی میر اتالیق کا چچا بھائی
انکا سردار ہو - دوسرے روز علی الصبح اس بڑی جماعت کے سوہزار اپنی کمینگاہ سے
نکلے اور میرے سوا اونٹ لوٹ لیے جو کہ چرنے کے لیے چھوڑ دیے گئے تھے - میرے
ہراول کے افسرون نے دو سو سوار ان کو پسپا کرنے اور آیندہ اونٹون کی حفاظت کے
لیے بھیجے - جب مجھے یہ کیفیت معلوم ہوئی تو مین نے افسرون کو فہمایش کی کہ بلا دشمن
کی فوج کی تعداد دریافت کیے ہوئے اتنے تھوڑے آدمی بھیجنا نامناسب تھا اس لیے
کہ صرف سو سپاہیون سے میرے ہراول کے اسقدر نزدیک آکر ہرگز اونٹون پر حملہ نہ کیا ہوتا
اگر اونکی زیادہ فوج کہین قریب پوشیدہ نہوتی - اسکے بعد مین نے تمام فوج کو فوراً جنگ کیلئے
تیار ہونے کا حکم دیا - میرا خیال بالکل صحیح نکلا اسلیے کہ ہمارے تیار ہوتے ہی میرے
چند سوار دکھلائی دیئے - یہ صرف ۱۶۰ نفر تھے جو جان بچا کر ایک نہایت شجاع افسر کے
ماتحت بھاگ آئے تھے اور دشمن کی چالیس ہزار فوج اونکے تعاقب مین بڑہتی چلی آتی تھی
مین نے اسقدر احتیاط پہلے سے کر لی تھی کہ اپنی توپین معہ دو سو پیدلون کے ایک پہاڑی

کی چوٹی پر جو اترنہ بر کہلاتی تہی نصب کردی تہین اور توپچیون کو ہدایت کردی تہی کہ جبتک حکم نہ دیا جاے فیر نہ کرین۔ علاوہ برین ایک ہزار پیدل دشمن کے میمنہ اور پانچسو میسرہ پر مقرر کیے اور بقیہ پیدل اور سوارون کے ساتہہ مورچون کے باہر مین نے دشمن کا مقابلہ کیا۔ جسوقت کہ گہمسان لڑائی ہو رہی تہی اور نہایت کشمکش تہی مین نے توپین دشمن کے عقب مین نصب کین اور جو سپاہی کہ میمنہ و میسرہ پر تعینات کیے تہے اونہین بندوق بازی کا حکم دیا اور خود سامنے زور سے حملہ کیا۔ دشمن کو میری فوج کی تعداد معلوم نہ تہی اوسکی فوج نے جو دیکہا کہ چارون طرف سے گولیان اور گولے برسنے لگے تو گہبرا کر اوسکے پیر اوکہڑ گیے اور مڑی لیکن پیچہے میرے توپچی موجود تہے۔ یہ دیکہکر مین نے سوارون کو جوش دلایا اور پہر ایک اور حملہ کیا جس سے کہ دشمن کی صفین ہٹ گئین اور اوسے پوری شکست ہوئی یہ لڑائی نو گہنٹے رہی تین ہزار باغی قتل ہوے اور میری جانب سو جوان کام آے اور تیسو زخمی ہوے چہ سو قیدی اور پانچہزار گہوڑے ہاتہہ آئے۔ مین نے حکم دیا کہ باغیان مقتولین کے سر کاٹکر اون سے ایک مینار بنایا جاے تاکہ جو زندہ تہے اونکے دل مین دہشت ہو۔ اِسکے بعد اس عظیم الشان فتح کی خوشخبری مین نے اپنے چچا کو دی اور اپنی کامیابی پر اونہین مبارکباد بہی دی۔

چال کے باغیون کی تعداد صرف بارہ ہزار تہی اسلئے اونہون نے صرف خفیف سا مقابلہ کیا۔ میر بابا بیگ اور میر سلطان مراد اون کی کمان مین تہے۔ تہوڑی سی چپقلش کے بعد وہ پراگندہ ہو گیے اور اپنے زخمیون کو لے کر بہاگ گیے۔ تاہم سو آدمی ہاون کے کہیت رہے۔ میر بابا بیگ گہوڑے سے گرا جس سے اوسکا پیر ٹوٹ گیا لیکن اوسکے ساتہی اوسے اوٹہا لے گیے۔ اس نمایان فتح کے بعد میر ہاے بدخشان کو یقین ہو گیا کہ میدان مین اکر تربیت یافتہ افغانی فوج کے مقابلہ کی اون مین طاقت نہ تہی اور اگر

کچھ کر سکتے تھے تو صرف اسقدر کہ لوٹ مار اور دغا بازی سے کام لین۔

اسی درمیان مین میر مظفر شاہ بخارا کو یہ دریافت کرنے کی خواہش ہوئی کہ افاغنہ اہل بدخشان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہین اور اس غرض سے دریاے جیحون پار کر کے وہ چارہ کار مین مقیم ہوئے۔ میرے والد کے پاس صرف ساڑھے دس ہزار فوج اور باقی تھی اور چونکہ شاہ مظفر کی طرف سے پورا اطمینان نہ تھا اسلئے اونہون نے میرے چچا کو لکھا کہ بیس ہزار فوج جو اونکے پاس تھی اوسمین سے بارہ ہزار چرخی سپاہی اپنے پاس رہنے دین اور باقی آٹھ ہزار مجھے دیکر اون کی امداد کے لیے روانہ کرین۔ اس فوج سے ملک کی حفاظت بھی ہو سکے گی اور غنیم کے مقابلہ کے لیے بھی کافی ہوگی۔ یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ ازبک فرقہ کے لوگ جو ہماری رعایا مین تھے کہین بغاوت پر آمادہ نہو جائین اس لیے کہ شاہ بخارا بھی اسی فرقہ سے تھے۔ میرے چچا صاحب جنہین ترکستان کے حالات سے بہت کم واقفیت تھی یہ حالات دیکھکر گھبرا گیے اور مجھے لکھا کہ طالقان چھوڑ دو اور فوج لیکر خان آباد روانہ ہو۔ مین نے جواب دیا کہ بہتر ہوگا کہ مین صرف اس قسم کا انتظام کر رکھون کہ اگر ضرورت ہو تو فوراً روانہ ہو جاؤن ورنہ ایک نو مفتوحہ ملک کو جو اتنی مصیبتون سے حاصل ہوا تھا بلا کسی قسم کی فوج وہان رکھے ہوئے چھوڑ دینا نامناسب ہوگا۔ لیکن چچا صاحب نے ایک نہ مانی اور دوبارہ لکھا کہ فوراً روانہ ہو جاؤ۔ سواے حکم بجا لانے کے اور کوئی چارہ نہ تھا اسلئے دوسرے روز علی الصباح تمام فوج کے ساتھ مین نے کوچ کیا۔ گولہ بارود کے لیجانے کے لیے میرے پاس کافی تعداد باربرداری کے جانورون کی نہ تھی اس لیے جو سامان کوچ ہاوسے پیدل اور سوارون مین تقسیم کر دیا کہ ہر شخص تھوڑا تھوڑا ساتھ لے چلے۔ پھر یہ خیال کر کے کہ راہ مین پوری فوج کو رسد پہونچانے مین بھی دقت ہوگی مین نے سو سوارون کو حکم دیا کہ جا کر لوٹ مار کرین اور اہل ارتہ بز کے پندرہ ہزار بھیڑون کے گلے سے جتنی بھیڑین پکڑ سکین

سے آئین۔

اِسکے بعد مین نے فوج کے تین حصے کیے۔ ہراول پر سردار شمس الدین خان پسر سردار امین محمد خان کو افسر مقرر کیا۔ ملیشیا۔ پیدل اور سوارون کے ایک حصہ کو معہ چار توپون کے قلب فوج قرار دیا اور تیسرا حصہ پورے توپخانہ بقیہ پیدل اور ایک ثلث سوارون کے ساتھہ پیچھے رہا۔ جو سو سوار بہیڑین لانے کے لیے بہیجے گیے تھے خواجہ چنگل نامی گانون مین مجھسے آکر ملے۔ اہل طالقان کو ہمارے یکایک چلے آنے سے ہمت ہوئی اور اونکے پانچ چھہ ہزار سوار ہمارے پیچھے آئے لیکن اتنا دل نہ تہا کہ حملہ کرتے۔ بہر حال اونکی اس حرکت کو روکنے کی مین نے یہ تدبیر کی کہ ایک پلٹن ایک مقام پر سڑک کے کنارہ چھپادی اور حکم دیا کہ جب باغی اوس جگہہ سے گذرین تو اون پر گولیان برسائین۔ ایساہی کیا گیا اور بندوقون کی آواز سنتے ہی میری فوج نے بہی مڑکر باغیون پر سامنے سے حملہ کیا۔ اس دوہرے حملہ سے دشمن کی فوج بالکل حواس باختہ ہوگئی اور نہایت سراسیمگی سے سوار ادہر اودہر بہاگنے لگے حتی کہ ہماری گولیون سے بچنے کے لیے بعض دریا مین کود پڑے اور بعض پہاڑیون کی چوٹیون پر چڑہ گیے۔ تقریباً چارسو آدمی دشمن کے ضائع ہوئے۔

ہم نے بلا کسی قسم کی مزاحمت کے پہر خان آباد کی راہ لی۔ شب کے وقت دریا عبور کرتے ہوئے ہماری ایک توپ پانی مین گر پڑی۔ چونکہ سپاہی اوسے برآمد نکر سکے مین گہوڑے سے اوترا اور تہوڑے آدمیون کی مدد سے توپ کنارہ تک لے آیا۔ میرے کپڑے بالکل تر ہوگیے اور مین اونہین تبدیل بہی نکر سکا لیکن سپاہیون نے جنگل مین آگ لگاکر اپنے کپڑے خشک کرلیے۔ دو بجے کے قریب جبکہ خان آباد بہت نزدیک رہگیا تہا ہمکو گولیون کی آواز سنائی دی اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ جہان چچا صاحب خیمہ زن تہے اودہر سے آتی ہے سردار شمس الدین خان نے رائے دی کہ یہ آواز ایک سوارون کی بندوقون کی آواز ہے اور

اونہون نے چچا صاحب کی فوج کو ضرور پسپا کر دیا ہے اسلیے ہمارے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ کابل کی طرف بہاگ چلین۔ مین نے جواب دیا کہ ۱۲۵۷ھ مین جو انگریزون سے لڑائی ہوئی تہی اوسمین جس جوانمردی اور شجاعت سے تم نے کام لیا تہا اوس کی اکثر تعریف مین نے لوگون سے سنی ہے اسوقت وہ بہادری کیا ہوئی؟ یہ سنکر وہ خاموش ہو گیے اور کچہہ جواب نہ دیا۔ مین نے چہہ سوار اپنے چچا کی طرف روانہ کیے اور کہلا بہیجا کہ بندوق بازی کی آواز آپ کی طرف سے آئی ہے اسلیے جہان مین ہون وہین قیام کرون گا لیکن اگر آپکا منشا ہو تو جہان حکم ہو وہان لڑنے کے لیے مستعد ہون ایک گہنٹہ بعد ایک سوار گہوڑا دوڑاتا نظر آیا اور آکر بیان کیا کہ میرے چچا صاحب نے خود بندوقین چلانے کا حکم اس لیے دیا تہا کہ شاہ بخارا کے لشافہ سے دریاے جیحون اوس پار بہاگ جانے کی خوشی منائی جاے۔

یہ واقعہ اسطرح پیش آیا تہا کہ میرے والد کا ایک ملازم غلام علی خان جو نہایت تجربہ کار اور شجاع شخص تہا اور میدان جنگ مین شیر ببر کی طرح لڑا کرتا تہا دریاے جیحون کی خاص سرحدی حفاظتی چوکیون کی نگہبانی کے لیے مامور تہا اور شہرده نہر کی تین نہرون کا گورنر بہی تہا۔ اتفاقاً گرگی اور بساغہ سرحدی چوکیون کے معائنہ کے لیے گیا جہان تک شاہ بخارا کے دو ہزار سوار اوسے دکہلائی دیے۔ اونہون نے فوراً گولی چلائی اور خفیف سی لڑائی کے بعد اوسطرف بہاگ گیے جہانکے میر مظفر مقیم تہا۔ یہ کیفیت دیکہکر خود میر نے بہی بخارا کی راہ لی اور بہت سا اسباب اور خیمے پیچہے چہوڑ گیا۔ یہ تمام مال غلام علی کے ہاتہہ لگا۔ اوس نے اسباب تو مال غنیمت کی طرح فوج مین تقسیم کر دیا اور شاہ کے خیمے میرے والد کے پاس بہیجدیے۔ یہ خوشخبری سنکر مین فوراً روانہ ہو گیا اور مقام مقصود پر پہونچکر چچا صاحب کو اونکی اور اپنی دونون کی کامیابی پر مبارکباد دی۔ دوسرے دن اون سے اجازت لیکر دو پلٹن پیدل

ایک رجمنٹ سوار و توپین اور پانچ سو لیشیا کے سپاہی طالقان نہ بھیجے تاکہ وہان کے باشندون کو معلوم ہو جائے کہ اون کے شہر سے ہم دست بردار نہین ہوئے ہین اور کہلا بھیجا کہ اگر بدخشان کے لوگون نے پھر گستاخی کی تو مین فوراً زیادہ فوج لیکر وہان پہونچونگا۔

مین خان آباد مقیم رہا اور فوج جسے پانچ مہینے سے نہین دیکھا تھا اوسکی درستی مین مصروف رہا۔ جب اہل طالقان نے دیکھا کہ فوج واپس گئی اور ہماری حکومت سے کسی طرح نہین بچ سکتے تو اونھون نے میر شاہ کی چچیری بہن میرے چچا کے عقد مین پیش کی اور ان بزرگوار نے اوسے بخوشی قبول کر لیا۔ مین اس شادی کے سخت خلاف تھا اور جو خراب نتایج اس قسم کے دغابازون سے تعلق پیدا کرنے سے ظہور پذیر ہوتے ہین اونکو اپنے چچا صاحب کے روبرو بصراحت و بدلائل بیان کیا اور گذارش کی کہ لڑکر بدخشان فتح کرنیکی اجازت دیجئے تاکہ ایسے بے اعتبار دشمن سے جو محض ظاہراً ہمارا دم بھرتا تھا نجات ملے ورنہ ہمیشہ کانٹے کی طرح وہ ہمارے جسم مین کھٹکا کریگا۔ لیکن چچا صاحب نے ایک نمانی اور اپنی نسبت کی شیرینی نوش فرمائی۔

میر ہاے بدخشان نے جو دیکھا کہ معاملات نے یہ صورت پکڑی تو خوش ہو کر ایک نہایت مفسد پرواز شخص میر یوسف کو بہت سے تحائف کے ساتھ میرے چچا کی خدمت مین بھیجا اور وفاداری کے عہد و پیمان و وعدے کیے۔ ساتھ ہی میر یوسف نے کچھ اس قسم کی چکنی باتین کین کہ ملک فتح کرنے کے جو ارادے چچا صاحب کے دل مین تھے وہ سب تبدیل ہو گیے۔ اسی موقع پر میری والدہ نے یہ دیکھکر کہ ملک مین اب امن ہے والد سے میرے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور بلانے کی اجازت چاہی۔ اونھون نے منظور کیا اور مجھے لکھا کہ تخت پل جاکر قدمبوسی حاصل کرو۔ لہذا فوج کو کرنیلون اور دیگر افسرون کے ماتحت چھوڑ کر مین چار سو سوارون کے ساتھ روانہ ہوا۔ راہ مین تاشقرغان

قیام کیا اور وہان سے حضرت سلطان الاولیا کے مقدس مزار کی زیارت کے لیے گیا۔
اونکے آستانہ پر جبہ فرسائی کی تاکہ اوس مزار کی روشنی سے میری آنکھون مین روشنی آئے
اور اونکی پاک روح کی مدد سے میرے دل کو تقویت و تسکین ہو اوسکے بعد بہ تختہ پل
روانہ ہوا اور وہان پہونچکر والدین کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ مجھے دیکھنے کی خوشی مین اونھون نے
خوب خیرات کی اور میرے دیگر اعزا نے بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ایسا ہی کیا۔
دوسرے دن مین نے میگزینون۔ کارخانہ جات اور دیگر سامان حرب کے ذخیرون
کا معائنہ کیا اور سب کو درست اور اچھی حالت مین پایا۔ ہر ایک کارخانہ کے داروغہ کی تنخواہ
بڑہائی اور اچھے چال چلن والے کو خلعت دیئے۔ اپنی قتاغان کی فوج کے لیے جتنے خیمون
اور دیگر چیزون کی ضرورت تھی اونکی تیاری کا حکم انہین کارخانون مین دیا اور ایک ماہ سے
کم ہی مین وہ سب اشیا بھیج بھی دی گئین۔
ایک سال تک تختہ پل کی فوج کا انتظام میرے سپرد رہا۔ بعد اوسکے موسم بہار مین
مین قتاغان روانہ ہوا۔ راہ مین جو ایک عجیب واقعہ پیش آیا اوسکا ذکر کرنا بھی ضروری ہے
غوری بنار تامی ایک مقام پر ہم فروکش ہوئے تھے اور جانورون کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا
تھا۔ مین ہوا خوری کے لیے پہاڑیون کی طرف چلا گیا تھا جہان کہ ہمارے جانور چر رہے تھے
اور اپنے سپاہیون سے علیحدہ ہو گیا تھا کہ ایک شتر نے مجھپر حملہ کیا۔ میرے پاس اوسوقت
کوئی ہتھیار سوائے ایک پیش قبض کے نہ تھا اسلیے مین نے ایک بہت بڑے پتھر کے
چارون طرف گھومنا شروع کیا۔ اونٹ بھی میرے پیچھے اوسی طرح اتنا گھوما کہ قریب تھا کہ مین
تھک کر گر جاؤن۔ ادہر سپاہیون کا بھی پتہ نہ تھا مجبوراً جان بچانے کے لیے مین شتر کے
سامنے کھڑا ہو گیا اور ایک بڑا پتھر اوٹھا کر اپنی پوری طاقت سے اوسکے کان پر مارا جسکے
صدمہ سے وہ پیرون کے بل گرا۔ کھڑا ہونے نہ پایا تھا کہ پیش قبض نکال مین نے اوسکا

گلا کاٹ دیا اور میرے تمام کپڑے اوسکے خون سے رنگ گئے - اوسے اپنے روبرو
مرتا دیکھ اور نیز اس وجہ سے کہ مین بہت خستہ ہو گیا تھا مجھے غش آگیا اور قریب ایک گھنٹہ
کے مین بیہوش رہا جب مجھے ہوش آیا تو شتر کو مردہ پاکر نہایت خوش ہوا - میرے نوکرون نے
جو اتنی دیر تک میری خبر نہ لی مین نے اسکی سزا یہ دی کہ ہر ایک کو اونمین سے تیس بید
لگانے کا حکم دیا اور آیندہ کے لیے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ اگر کسی خاص کام کے لیے اپنے
باڈی گارڈ سے تھوڑی دیر کے لیے علیحدہ بھی ہو جاؤن تب بھی دو یا تین معتبر اشخاص
میرے قریب رہین - سچ ہے دنیا خطرون سے پُر ہے -

قتاغان کی فوج مجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی - سپاہیون کو مین نے والد کا یہ پیغام
پہونچا دیا کہ وہ اونہین اپنے بیٹون کی طرح سمجھتے تھے اور اوتنا ہی عزیز رکھتے تھے جتنا
کہ مجھہ عبدالرحمن کو - یہ سنکر سب نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور کہا کہ ہم مین سے ہر شخص
اپنے اِس بزرگ سردار محمد افضل خان پر جان نثار کرنے کے لیے مستعد ہے - چچا صاحب کو
بھی والد کا سلام اور کلمات شوق سنائے اور اوسکے بعد مکان واپس آیا جہانکہ فوج نے
میرے لیے کہانے کا انتظام کیا تہا - کہانے سے فارغ ہونے کے بعد آتش بازی بھی
چھوڑی گئی - دوسرے دن مین نے حسب معمول میگزین اور توپخانہ وغیرہ کا معائنہ کیا اور سب
انتظام درست پاکر خداوند کریم کا شکر ادا کیا - اوسکے ایک روز بعد حکم دیا کہ تمام فوج ملاحظہ
کے لیے جمع ہو اور قواعد کرے -

ایک ہفتے بعد مین طالقان گیا اور فوج کو نہایت اچھی حالت مین پایا - میر
بدخشان نے میرے جانے کی خبر پاکر چھ خوبصورت کم عمر غلام - نو گھوڑے نقرئی ساز اور
زین کے ساتھ - نو شکیزہ شہد - پانچ شکرے اور دو تازی کتے بطور تحفہ کے بھیجے - اس کے
جواب مین مین نے بھی خلعت اور دیگر تحائف بھیجے اور ایک خط بھی لکھا جسمین یاد دلایا کہ اخیر

مرتبہ جو مین طالقان مین تہا تو آپ نے وعدہ کیا تہا کہ چند معادن پر جن مین ایک پکہراج - ایک سنگ سلیمانی - ایک لاجورد و پانچ سونے کی تہین مجہے قبضہ دیدینگے لیکن چچا صاحب سے بعد دریافت معلوم ہوا کہ ہنوز ہمارا قبضہ نہین ہوا ہے - میرا خط پا کر اونہون نے سب مجہے قبضہ کر لینے کی اجازت دیدی جس پر مین نے فوراً عمل کیا اور دیگر تحائف کے ساتہ اپنے والد کی خدمت مین چند بیش قیمت جواہرات بہی ارسال کیے -

اس کے بعد دو سال تک کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا لیکن اس مدت[۵] کے اختتام پر والد نے چچا صاحب کو واپس بلا لیا اور اپنے چچیرے بہائی سردار عبد الغیاث خان کو اونکی جگہ گورنر مقرر کیا - میرے چچا تہوڑے دن کابل مین رہے بعد کو اپنے علاقجات واقعہ کرم خوست کو روانہ ہوئے - راہ مین مجہے بمقام شوری اون سے ملاقات ہوئی اسی مقام پر مجہے والد کا نامہ ملا جس مین مجہے ہیبک بلایا تہا اور وہان سے اپنے ہمراہ بلخ لیجانے کے لیے بہی لکہا تہا - لہذا خان آباد کے افسرون کو فوج کی نگرانی کے متعلق مناسب ہدایتین کر کے مین ہیبک پہنچا - والد کے ہاتہ کو بوسہ دیا اور دونون تختہ پل روانہ ہوئے جہان کہ پورا موسم سرما بسر کیا -

موسم بہار مین عین نوروز کے دن عبد الغیاث خان نے وبائی عارضہ سے قضا کی اور ہرات مین بہی بلوہ ہوا - سردار سلطان احمد خان میرے دادا کے بہتیجے اور ایک افسر شاہ ایران کا یہ دونون اوس وقت وہان کے گورنر تہے - سلطان احمد خان کی وجہ سے صوبہ قندہار مین بہی بغاوت ہو چکی تہی اسلیے میرے دادا دوست محمد خان میرے چچا کے ساتہ اوسکی سرکوبی کو روانہ ہوئے - کئی مہینے تک قلعہ ہرات کا محاصرہ کیا اوسی مین جبکہ ہم

---

۵ ان کے بیٹے عبد الرشید خان کو ۱۸۹۷ء مین مین نے جلال آباد کا گورنر مقرر کیا تہا لیکن ظلم و سختی کی وجہ سے وہ موقوف کیا گیا -

بلخ مین ستے ہمین فتح فرح (ہرات مین ایک مقام ہے) کی خوشخبری ملی - بعد اوسکے شکرانہ
والد نے مجھے فوج کا سردار مقرر کر کے خان آباد بھیجا جہان کہ ملک کی حالت مین نے نہایت
خراب پائی - ہر شہر کا گورنر اپنے ضلع کی محاصل خود کہا بیٹھا تہا اور سردار عبد الغیاث خان کو اسکی
مطلق خبر نہ ہوئی - بات یہ تہی کہ سردار مرحوم طبابت مین اپنا وقت زیادہ صرف کرتے
تھے اور گورنری کا مادہ اونمین نہ تہا اور ایسے بزدل وکم ہمت تھے کہ میر بدخشان کی دہمکیون
سے ڈر کر ایک مرتبہ ایک چور کو جسکو مناسب سزا سے قید دیگئی تہی رہا کر دیا - اس میر کا نام
میر شاہ تہا جو کہ مرچکا تہا اور جسکی جگہہ اوسکا لڑکا میر جہاندار شاہ حکمران تہا - میرے خان آباد جانے
کے ایکسال پہلے میر یوسف علی برادر میر شاہ کو اوسکے بھتیجے میر شاہ سید نے مار ڈالا تہا اور جہاندار شاہ
کو حکومت ملی تہی حالانکہ وہ کسی قدر دیوانہ افیونی اور دایم الخمر تھا - میر بابا بیگ خان والی
قشم (جسکا باپ دونون بھائیون سے پہلے مرچکا تہا) میر شاہ کی بیوہ پر عاشق ہوا لیکن جب
اونکی نسبت کا اعلان کیا گیا تو جہاندار شاہ نہایت غضبناک ہوا - قشم پر حملہ کر کے بابا بیگ
کو قید کر لیا اور اپنی سوتیلی مان سے فخریہ طور پر خود نکاح کر لیا - لیکن اسکے تہوڑے ہی عرصہ
بعد اور میرے پہونچنے کے کچھ پہلے میر بابا بیگ قید سے بہاگ کر خان آباد چلا آیا - علاوہ
ان معاملات کے مجھے معلوم ہوا کہ سپاہیون کو گذشتہ سال کے آٹھ مہینے اور اس سال کے
چار مہینے کی تنخواہ نہین ملی تہی اسلیے سب سے پہلا کام جو مین نے کیا وہ یہ تہا کہ جس قدر
روپیہ گورنرون کے پاس محاصل وغیرہ کا تہا اوسے جمع کیا اور سپاہیون کو تنخواہین دین - میرے
چچا کی فوج کے چار سو سوار اور دو پلٹنون کے افسر بہی خان آباد مین مقیم تھے اور سردار مرحوم
کی بے پروائی سے فائدہ اوٹہا کر بہت سا روپیہ وصول کر کے اپنے صرف مین لائے تھے
چونکہ میرے جانے سے اونکی بے اعتدالیان موقوف ہوگئین اسلیے وہ میرے مخالف
بن گئے اور اس طرح انتقام لینے کی کوشش کی کہ اولاً فوج کو بغاوت کرنے اور کابل

نے چلے جانے کی ترغیب دی - میر عزیز پسر عبد الغیاث بہی اوسوقت خان آباد مین تہا - اوسکی عمر صرف گیارہ سال تہی اپنے والد کی فوج کا برائے نام سردار تہا اور بالکل اپنے معلمون اور محافظون کے کہنے مین تہا جو متذکرہ بالا پلٹنون کے افسرون سے ملے ہوئے تہے اِن شخصون نے سپاہیون کو یہ بات ذہن نشین کرائی کہ ملک اونکے آقا کا تہا اور عبد الرحمن کی اطاعت کرنا سراسر حماقت تہی اسیلیے بہتر یہ تہا کہ سب کے سب اپنے اصلی آقا کے بیٹے یعنی امیر عزیز کے ساتہہ کابل چلے جائین -

جاہل سپاہیون کے دلونپر اسکا بہت کچہہ اثر ہوا اور بدقسمتی سے اوسی زمانہ مین میرے دادا کی وفات کی خبر بہی آئی اس خبر کو سنکر اونہین اور ہمت ہوئی اور دونون پلٹنون کے سپاہیون اور رسالے نے میرا مکان گہیر لیا اور بڑے بڑے پتہرون سے دروازہ توڑنے کی کوشش کی - اوسوقت میری فوج برآمد ہوئی اور باغیون کو منتشر کر دیا - وہ سب کابل چلے گئے لیکن اونکے بے ایمان افسر جنکے بہکانے سے اونکی یہ حالت ہوئی تہی وہین رہے - تین روز کے انتظار کے بعد سپاہیون نے بہی ہمت ہار دی اور مجہے خط لکہکر اپنے قصور کی معافی چاہی اور بیان کیا کہ افسرون نے ہمین بہکایا تہا - مین نے جواب مین اون لوگون کا نام پوچہا جنہون نے اونکو بغاوت پر آمادہ کیا تہا اور وعدہ کیا کہ سوائے اون فتنہ پردازون کے سب کو معاف کر دونگا - لیکن اگر اونہون نے نام نہ بتائے تو مجہے اونکی کوئی ضرورت نہ تہی اگر دل چاہے تو کابل چلے جائین - اسپر اونہون نے ایک فہرست بہیجی جسمین آٹہہ کپتان اور چہوٹے افسرون اور فوج کے چند سردارون کے نام تہے اور محمد عزیز کے معلم اور محافظین بہی شریک تہے جنہون نے کلام اللہ اوٹہایا تہا کہ میرے خلاف کوئی کارروائی عمل مین نہ لائین گے - یہ جواب پاکر مین نے سپاہیون کا قصور معاف کر دیا آٹہہ کپتانون کو توپ کے منہ پر اڑوا دیا اور سردارون کو موقوف کر دیا اسیلیے کہ وہ میرے

چچا صاحب کے مصاحب رہ چکے تھے۔ الغرض کہ اوس وقت تو ملک مین امن وامان ہو گیا۔

میرے دادا کی وفات کی خبر پاتے ہی میر اتالیق نے اپنے بیٹے سلطان مراد خان کو قتاغان بھیجا کہ لوگون کو بغاوت پر آمادہ کرے۔ مین نے ایک بڑی فوج یعنی تین پلٹن پیدل۔ بارہ توپین۔ ایک ہزار سوار اور دو ہزار ملیشیا کے پیدل زیر حکم سردار محمد عالم و سردار غلام خان باغیون کی سرکوبی کے لیے مقرر کیے۔ میرا ارادہ تھا کہ شور آب کی راہ سے بمقام تارین دشمن سے مقابلہ کرون۔ بدقسمتی سے ابتداے جنگ مین ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا اور وہ یہ تھا کہ سردار عالم کی عادت تھی کہ سو سوارون کے ساتھ اپنی فوج کے آگے رہا کرتے تھے۔ بارہا اونھین فہمائش کی گئی تھی کہ سردار کو اس طرح اپنے تئین دشمن کا نشانہ بنانا سراسر ناعاقبت اندیشی ہے لیکن وہ باز نہ آئے۔ ایک روز دو ہزار قتاغان کے سوارون نے جو کہ پہاڑیون کی آڑ مین چھپے ہوئے تھے نکلکر ایکبارگی حملہ کیا۔ عالم کے ساتھی باغیون کی زیادہ تعداد دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن خود عالم جسے پشت دکھلانے کی عادت نہ تھی معہ چند باہمت ہمراہیون کے کھڑا ہو گیا اور اوسوقت تک لڑا کہ وہ اور اُسکے ہمراہی سب قتل ہو گیے۔ جب یہ خبر مجھے ملی تو مین نے فوراً سوارون کا ایک دستہ بھیجدیا اور باغی ابھی سردار کی لاش لے جانے نہین پائے تھے کہ وہ پہنچگیا اور سخت لڑائی کے بعد اونھین شکست دی۔ باغی تارین کی طرف بھاگے اور تین سو آدمی مردہ اور زخمی پیچھے چھوڑ گیے۔

اس واقعہ کے دوسرے دن ایک بڑی لڑائی تارین مین ہوئی جس مین چالیس ہزار باغی جمع تھے۔ حملہ علی الصباح کیا گیا اور سہ پہر تک جنگ قایم رہی۔ آخرش ہمکو فتح ہوئی دشمن نے بڑی دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور متواتر حملے کیے لیکن آخر بھاگنا پڑا۔ باغیون

کی بہ نسبت میرے بہت کم آدمی ضایع ہوئے - معہ سردار غلام خان کے صرف تیس زخمی اور قتل ہوئے - اسکا باعث یہ تہا کہ میری فوج باقاعدہ صف آرا ہوئی تہی برخلاف دشمن کی فوج کے کہ قواعد جنگ سے واقف نہونے کی وجہ سے سب ایک جگہ جمع تہے جسکی وجہ سے ہماری توپون نے خوب اپنا جوہر دکہلایا - اوس روز مجہکو اپنی فوج پر بڑا فخر و ناز تہا - اونکے لڑنے کا انداز و ڈہنگ قابل تعریف تہا - صرف وہی لوگ اسے سمجہہ سکتے ہین جو جانتے ہین کہ چالیس ہزار آدمیون کے حملہ کے مقابلہ مین ہمت نہ ہارنا کار دارد ایک بیابان مین چالیس ہزار آدمیون کا آنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پہاڑ چلا آتا ہے - جو جاسوس مین نے مخبری کے لیے قتاغان مین مقرر کئے تہے اونمین سے ایک کو سلطان مراد خان نے گرفتار کرلیا تہا جب میری فتح کی خبر پہنچی تو کسی ذریعہ سے اوسکو بہاگ آنے کا موقعہ ملا اور گہوڑا دوڑا دوڑا وہ سیدہا میرے پاس پہنچا لیکن آتے ہی بیہوش ہوگیا - جب ہوش مین آیا تو بیان کیا کہ قید کے زمانہ مین اوسے ہر روز چالیس درے لگائے جاتے تہے اور اسکی تصدیق اس طرح ہوئی کہ اوسکا تمام جسم مثل کوئلہ کے سیاہ ہو رہا تہا - اوس نے یہہ بہی بیان کیا کہ قتاغان کے تمام لوگ اور خاندان اس کوشش مین تہے کہ شہر چہوڑکر چلے جائین اور اسطرح اپنی جان بچائین - مین نے فوراً نائب غلام خان درانی کو جو کہ ہوشیار شخص تہا لیکن کسی قدر کاہل الوجود تہا سوار اور توپخانہ دیکر اوس سڑک پر قبضہ کرنے کے لیے بہیجدیا جس طرف سے کہ یہ لوگ شہر چہوڑکر بدخشان جاتے اور طالقان کی پیدل فوج کو بہی ساتہہ جانے کا حکم دیا - الغرض اونکے بہاگنے کی راہ مسدود کرکے مین نے قاضی قندز کو شوراب کی راہ سے معہ دو تین میر ہاے بدخشان کے جو قتاغان کے باشندون مین ہردلعزیز اور بارسوخ تہے روانہ کیا اور اونہین خط دیئے کہ باغیون سے معافی قصور کا وعدہ کرین - جب اون لوگون نے یہ دیکہا کہ بہاگنے کا راستہ بند ہوگیا اور شہر چہوڑنا

ناممکن تہا اور اونکی فوج بہی اس قابل نہ تہی کہ میری فوج کا مقابلہ کرتی علاوہ برین قاضی وغیرہ کے ذریعہ سے جو وعدے مین نے کیے وہ بہی تشفی بخش تہے تو وہ میرے پاس آئے اور اپنے قصور پر نادم ہوکر معافی چاہی۔

جواب مین مین نے اعلان عام کیا کہ دو شرائط پر مین بغاوت سے چشم پوشی کرونگا اولاً یہ کہ وہ خدا و رسول کی قسم کہائین کہ وہ خود اور نیز اونکی اولاد گورنمنٹ افغانستان کی باوفا رعایا رہیگی اور اپنے سردارون اور امراکے بہکانے سے گورنمنٹ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل مین نہ لائے گی۔ دوسرے یہ کہ اپنی بےادبی کی پاداش مین بارہ لاکہ روپیہ جرمانہ ادا کرین۔

تہوڑی دیر بعد سب نے متفق اللفظ ہوکر میری شرائط کو منظور کرلیا اور کہا کہ ہم ہمیشہ آپکی اور آپ کی اولاد کی اطاعت و فرمانبرداری کرینگے اور آپکے دشمنون کے مقابلہ مین جان سے دریغ نکرینگے۔ ساتہہ ہی میری اس عنایت کا بہی شکریہ ادا کیا کہ مین نے اونکا مال و متاع جس مین شتر اور گہوڑے بہی شامل تہے اور جو تخمیناً دو کرور روپیہ کا ہوگا ضبط نہین کیا۔

مین نے یہ عہدنامہ والد کے پاس بہیجدیا اور لوگ میرے مطیع ہوکر امن و امان کے ساتہہ زندگی بسر کرنے لگے۔ پہلا کام مین نے یہ کیا کہ پندرہ لاکہ روپیہ جو رعایا پر باقی تہا وصول کیا اور فوج کی تنخواہین دین۔

اسی زمانہ مین بدخشان کے بعض کپڑے کے سوداگرون نے مجہے بہت کچہہ تکلیف دی۔ جو سوداگر کہ بدخشان اور قتاغان کے درمیان تجارت کرتے تہے اونکا معمول تہا کہ ہفتہ مین دو چارون گہوڑون پر سوار ہوکر آیا جایا کرتے تہے اور یہ عجیب بات تہی کہ ہمیشہ سے اونہی خاص دنون مین اوس راستہ پر ہمیشہ لاشین ملا کرتی تہین۔ اس کے انسداد کے لیے

مین نے چند سپاہی تعینات کیے کہ چھپ کر اس راز کو دریافت کرین اور تھوڑے سوار بھی سادہ پوشاک مین مقرر کیے کہ وہ اوسی سڑک سے آمدورفت کرین اور کوئی اونپر حملہ کرے تو چھپے ہوئے سپاہیون کو مطلع کرین۔ الغرض جو میرا خیال تہا وہ صحیح ثابت ہوا۔ ایک روز انھی بدخشان کے سوداگرون نے میرے سوارونپر حملہ کیا اونہون نے فوراً ایک تیز رفتار گھوڑے پر ایک شخص کو سپاہیون کے پاس بہیجا جنہون نے موقع پر پہونچکر پچاس سوداگر گرفتار کیے اور لاکر میرے حضور مین پیش کیے۔ اونکے اسلحہ معہ زین اور لگام مین نے سوارون مین تقسیم کردیئے۔ گھوڑے توپخانہ مین دیدیئے اور دس ہزار روپیہ نقد جو اونکے پاس تہا ضبط کرکے سرکاری خزانہ مین داخل کیا۔ میرے سوالات کے جواب مین اونہون نے اقرار کیا کہ گذشتہ دو سال سے اونہون نے راہزنی اختیار کی تہی اور وجہہ یہ تہی کہ وہ افغانون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تہے۔ ان مین سے ہر شخص نے دو دو ہزار روپیہ اپنی جان بخشی کے لیے دینا چاہا لیکن چونکہ اونہون نے میری بے قصور رعایا کے ساتھہ بہت زیادتیان کی تہین مین نے اونہین توپون سے اُڑانے کا حکم دیا۔ یہ سزا عین بازار کے دن دیگئی تاکہ اونکا گوشت کتے کہائین اور ہڈیان بازار ختم ہونے تک وہین پڑی رہین۔ جب ہڈیان دفن کردیگئین تو میر جہاندار شاہ نے جسے ان واقعات کی مفصل کیفیت معلوم نہ تہی وہی شخص میرے پاس بہیجا جو کہ عبدالغیاث خان کے پاس دہکی دیکر اوس قیدی کے چہٹانے کے لیے بہیجا تہا۔ وہ ایک خط لایا جس مین میر جہاندار شاہ نے دریافت کیا کہ میری رعایا کو گرفتار کرنے کی تمہین کیونکر جرأت ہوئی خط پاتے ہی قیدی میرے حوالہ کردو ورنہ تمہارے والد اور چچا کو لکہدونگا کہ تم مجہہ بہی خواہ کے خلاف اہل بدخشان کو بغاوت کی ترغیب دیتے ہو۔ مین نے یہ خط دربار عام مین پڑہا اور قاصد سے پوچہا کہ جس وقت میر نے خط لکہا تہا اوس وقت اونکی صحت بالکل صحیح اور حواس درست تہے

یا نہین اوس نے جواب دیا "میرے آقا میر صاحب کا حکم ہے کہ فوراً قیدی لے آؤ اگر آپ نہ دینگے تو وہ آپکے خلاف فوراً عمل درآمد کرینگے۔" مین نے کہا "غصہ نہ ہو ذرا سوچ لو" لیکن اوس نے ایک نہ سنی اور پھر گستاخانہ کہا "فوراً قیدی دیدیجئے آپکی یہ ہمت کہ ہمارے آدمی قید کرلین؟" یہ سنکر مین نے اور کچھہ نہ کہا صرف نوکرون کو حکم دیا کہ اوسکی ڈاڑھی اور مونچھین اوکھاڑ ڈالین اور بھوین عورتون کی طرح رنگ دین۔ پھر مین اوسے اوس مقام پر لیگیا جہانکہ سوداگرون کی ہڈیان دفن کی گئی تھین اور اوسکی ڈاڑھی اور مونچھونکے بال ایک پارچہ زربفت مین دیکر کہا کہ جاؤ میر کے پاس بطور تنبیہ اور جواب خط کیلئے جاؤ۔ اوسکے ساتھہ مین نے دو پلٹن پیدل۔ دو ہزار سوار رسالہ ایک ہزار ازبک سوار دو ہزار ازبک پیدل اور بارہ توپین زیر کمان محمد زمان خان و سکندر خان طالقان روانہ کین اور نائب غلام احمد خان کو بھی ہمراہ کردیا۔ جب وہ وہان پہونچے تو اونہون نے اوس قاصد کو میر جہاندار شاہ کے پاس بھیجا میر صاحب نے اوسے خوب گالیان دین اور قیدیون کے نہ لانے کا سبب پوچھا اوس نے اپنا چہرہ کھولکر دکھایا اور وہ پارچہ زربفت میر کے قدمون پر ڈالکر کہا "آپکے احمقانہ پیغام کا یہ نتیجہ میرے لیے ہوا اور اگر آپ احتیاط نکرینگے تو یہی حالت آپکی بھی ہوگی۔" میر یہ دیکھکر آگ ہوگیا اور فوج کو فوراً افغان آباد پر چڑھائی کا حکم دیا لیکن اوسی وقت اوس سے کہدیا گیا کہ افغانی فوج بالکل قریب ہے اور لوگ اوسکے تابع ہوگیے ہین۔

جب معلوم ہوا کہ یہ خبر صحیح ہے تو میر نے مجبور ہوکر ہمت ہاردی۔ اوسکے سرداربجاے تسلی و تشفی دینے کے یون ہمکلام ہوئے "آپکے والد نے اس خوفناک شخص سے اپنی لڑکی دیکر جان بچائی آپ نے سخت غلطی کی جو اس قسم کا پیغام اوسکے پاس بھیجا" میر نے کہا کہ تم میرے والد کے صلاح کار تھے مجھے بھی مناسب صلاح دو کہ اسوقت کیا کرنا چاہیئے اسپر اونہون نے آپس مین مشورہ کیا اور یہ تجویز کی کہ میر کا بھائی بیس سردار چالیس کنیز

اور چالیس غلام پنچے ہمراہ لے کر میرے سلام کو آئے سبت سے چینی تحائف مثل ریشم قالین اور چینی برتنون کے پیش کرے - میر جہاندار شاہ خط لکھکر معافی چاہے اور اپنی ہمشیر یا بچری میری بہن میرے عقد مین دے تاکہ اس فریب سے وہ اور اوسکا ملک بچ جاے اور میر آتالیق کا سا حال نہو - میر جہاندار شاہ کو مجبوراً اس صلاح پر کار بند ہونا پڑا اور فوراً اپنے بھائی کو معہ تحائف اور خط معذرت کے روانہ کیا - ساتھہ ہی میرے فوجی افسرون کو لکھہ بھیجا "خدا اوس وقت تک کوئی کارروائی نکرو جب تک کہ میرا بھائی خان آباد نہ پہونچ جاے اور تمہاری پاس دوسرا حکم نہ آئے" میرے افسرون کو یہ خط بدخشان مین بمقام گلوتان ملاجسان وہ تین دن مین پہونچگئے تھے - وہان اونہون نے قیام کیا اور ایک قاصد میرے پاس اس خبر کو پہونچانے کے لیے بھیجا - اسی درمیان مین میر شاہ کا بھائی بھی تین ہزار ملازمین اور خط کے ساتھہ میرے ہان پہونچگیا - خط مین میر شاہ نے یہ عذر پیش کیا کہ "مین ہمیشہ مخمور رہتا ہون اسلیے جو حرکت مجھسے سرزد ہوئی وہ میری بیہوشی کی حالت مین تھی مین بالکل بیخبر تھا کہ کیا کر رہا ہون" مین مسکرایا اور سردارون سے کہا کہ یہ معذرت نہایت معقول ہے - چونکہ خان آباد کے باشندون سے جھگڑا خریدنے کی کوئی وجہ نہ تھی مین نامہ بر اور اوسکے ساتھیون سے مہربانی کے ساتھہ پیش آیا اور اونکے میر کی معذرت قبول کر لی - اونکو خلعت بھی عطا کئے لیکن میر کی بھتیجی کو عقد مین لانے سے یہ کہکر انکار کیا کہ تمہارے خاندان کی ایک لڑکی کا میرے چچا سے نکاح ہوچکا ہے دونون خاندانون مین یہی تعلق کافی ہے - غرضکہ بدخشان کی دقتونکا اوس وقت یون تصفیہ ہو گیا -

اسی زمانہ مین جو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا اوسکا ذکر کرنا ضرور ہے اور اوسکے بیان کرنے مین مجھے نہایت خوشی ہوتی ہے - ایک روز مین دربار کر رہا تھا کہ امیر اعظم کی لڑکی کا ایک خط مجھے ملا - یہ کابل مین تھی اور میرے ساتھہ منسوب ہوئی تھی - اوس نے

قاصد کو ہدایت کر دی تھی کہ خود میرے ہاتھہ مین خط دے اور کسی دوسرے شخص کو نہ دکھلائے
اور جواب مجھہ ہی سے لکھا کر اور خط بند کرا کر لیجائے - جیسا کہ مین نے پیشتر ذکر کیا ہے مجھے
پڑہنے لکھنے کا کبھی شوق نہ تھا اور جو تھوڑا بہت سیکھا تھا اوسے بھی بھول گیا تھا - مین بیان نہین
کر سکتا کہ خط پا کر مجھے کس قدر ندامت ہوئی - میرا دل دھڑکنے لگا اور مین نے اپنے تئین
نہایت لعنت ملامت کی کہ مجھے فخر ہے کہ مین ایسا اچھا شخص ہون لیکن درحقیقت
مردانگی سے بعید ہے کہ جاہل رہون - اوس رات کو جب مین سونے کے لیے لیٹا تو بہت
رویا اور اپنے خدا کی درگاہ مین نہایت عاجزی اور انکسار سے دعا مانگی اور ارواح اولیاءاللہ
سے سفارش کی درخواست کی - جو دعا مین نے مانگی وہ یہ تھی "اے خداوند پاک مجھے
روشنی عطا کر تا کہ میرا دل اوس سے منور ہو جاے اور مین پڑہنا لکھنا سیکھہ جاؤن مجھے
یقین ہے کہ تو اپنی مخلوق کی آنکھون مین مجھے شرمسار نکریگا" آخرش روتے روتے
صبح کے قریب میری آنکھہ لگ گئی اور مین نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا - میانہ
قامت لیکن بالکل راست - آنکھین بادام اور ابرو نہایت باریک ریش دراز چہرہ معنیاوی
اور اونگلیان پتلی اور لانبی تھین - بھورے رنگ کا عمامہ زیب سر تہا ایک دہاری دار کپڑا
کمر سے بندھا ہوا تھا - اور ایک لمبا عصا ہاتھہ مین تھا جسکے سرے پر پیتل کا ایک ٹکڑا لگا ہوا
تھا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ بزرگ میرے سرہانے کھڑے ہو کر آہستہ سے فرماتے ہین
"عبدالرحمن اوٹھہ اور لکھہ" مین چونک پڑا اور کسی کو نہ پا کر پھر سو گیا - پھر وہی بزرگ تشریف لائے
اور فرمایا "مین کہتا ہون لکھہ اور تو سوتا ہے" مین نے کچھہ پس و پیش کی اور جاگ گیا لیکن کسی کو
نہ دیکھکر دوبارہ سو رہا - تیسری بار بھی وہی بزرگ دکھلائی دیئے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے
"اگر اس مرتبہ تو سویا تو اس عصا سے تیرے سینہ مین سوراخ کر دونگا" یہ سنکر مین خوف زدہ
ہو کر اوٹھہ بیٹھا اور پھر نہ سویا ملازمون کو بلا کر کاغذ قلم منگوایا اور مکتب مین جو حروف لکھا کرتا تھا

اونہین سوچنے لگا - خدا کی قدرت کہ تمام حروف کی شکل میری آنکھون کے سامنے پہرنے لگی - پہر میرے حافظہ نے مدد کی اور جو کچھ مین نے پڑہا تہا یاد آنے لگا اور ایک ایک نقطہ کرکے کاغذ پر لکہا - اس طرح طلوع آفتاب تک مین نے ساٹہہ ستر سطرین لکہین - بعض حروف اچہی طرح نہ ملا سکا تہا اور بعض درست بہی نہ تہے لیکن جب مین نے اون پر نظر ڈالی تو دیکہا کہ سب پڑہ سکتا ہون اور غلطیان بہی معلوم کرلین جو کہ بہت تہین - مین نے کاغذ پہاڑا اور پہر لکہا اور اتنا مسرور ہوا کہ خوشی سے جامہ مین پہولا نہین سماتا تہا - اوس روز صبح اوٹہکر مین نے گورنرون کے دو ایک خط جو میرے نام آئے تہے کہولے اور یہ دیکہکر کہ اونکا مضمون مین سمجہہ سکتا تہا مجہے وہ چند خوشی ہوئی جب دربار کا وقت آیا تو حسب معمول میر اسکرٹری جو خط پڑہا کرتا تہا آیا لیکن مین نے کہا "مین اپنے خطوط آج خود پڑہونگا تم میری غلطیان درست کرتے جاؤ" اوس نے مسکراکر کہا "لیکن بندگان حضور کہان پڑہ سکتے ہین" یہ سنکر مین نے ایک خط کہولا اور کہا "اچہا سنو مین پڑہ سکتا ہون یا نہین" یہ کہکر مین نے پڑہنا شروع کیا اور جواب لکہایا - اس طرح دو سو خطوط پڑہے اور سو کے جواب دیئے - چند روز بعد مجہے سکرٹری کی مدد کی بہی ضرورت نہ ہی اور مین آپ اپنے خط پڑہتے اور اونکے جواب دینے لگا تہوڑے عرصہ کے بعد مین نے دوبارہ قرآن شریف پڑہا اور انبیا اور اولیا کے نام پر خیرات کی اس اعانت غیبی کی خبر مین نے اپنے پدر بزرگوار کو بہی دی اور جو خط لکہا وہ اون بزرگ کے ذریعہ سے بہیجا جو ابتداءً میری نگرانی کے لیے مقرر ہوئے تہے - میرے والد کو میرا خط پڑہکر اولاً شک ہوا لیکن اون بزرگ نے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ آپکا بیٹا کبہی کوئی غلط بات آپکو نہین لکہہ سکتا - اگر آپ سے جہوٹ کہے تو آیندہ کسطرح آپکو اپنی صورت دکہلائیگا؟" آخرش والد کو یقین ہوا اور میرے سابق نگران حال کو پانچ ہزار تنگے[۵۱] اور ایک بیش قیمت خلعت عطا فرمایا

[۵۱] ایک بخارے کا سکہ جو چار پنیس یا $\frac{1}{3}$ کابلی روپیہ کے برابر ہوتا ہے -

مجھے ایک سنہری کام کی مرصع تلوار و دس پارچہ ہاے کمخواب و چند پارچہ ہاے پشمینہ بھیجے
مین نے خداوند کریم کی حمد و ثنا کی اور والد کی مہربانی کا بذریعہ خط شکریہ ادا کیا - قتاغان اور
بدخشان مین بغاوت فرو ہو کر ابھی امن و امان ہوا تہا کہ کولاب مین سرتابی کے آثار ظاہر ہوئے
اوس ملک کا میر شاہ خان تہا - موسم سرما مین اہل قتاغان کی بہیڑین دریاے جیحون کے
کنارے چرا کرتی ہین - میر نے دو ہزار سوار بہیجے کہ تیرہ ہزار بہیڑین پکڑ لائین - یہ خبر پاکر
مین نے دو ہزار سوار بہیجے کہ اون سے بہیڑین چہینکر اونکے مالکون کو دیدین - لیکن وہ غارتگر
دریا تیر کر دوسری طرف چلے گیے تہے - میرے سوارون نے بہی ایک ایسے مقام پر
گہوڑون پر عبور کیا جہان کہ پانی کم تہا اور ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی جس مین دشمن کے
پانچسو آدمی کام آئے بہت سے قید کر لیے گیے اور بہیڑین بہی چہین لی گئین - میری فوج
فوراً واپس نہ آئی بلکہ اس امر کی منتظر رہی کہ شاید اور فوج بہیجی جاے اور کولاب کی فتح کا
حکم دیا جاے لیکن چونکہ والد کے پاس سے کوئی مزید حکم اسکے متعلق نہ آیا مین نے فوج
کو واپس آنے کے لیے لکہا - بہیڑین اونکے مالکون کو واپس کر دین - اونہون نے چہہ ہزار
یہ کہکر میرے نذر کین کہ ملک کا رواج ہے کہ جو مال غنیمت لیٹرون سے ملے اوسکے
ایک ثلث کی گورنمنٹ مستحق ہوتی ہے لیکن مین نے اونکے لینے سے انکار کیا اور بجاے
اونکے آٹہہ ہزار اشرفیان قبول کر لین جنہین سے تین ہزار فوج مین تقسیم کین اور باقی خود رکہین
مین نے میر شاہ کو تاکید کی کہ اگر پہر کبہی ایسا واقعہ پیش آیا تو مین کولاب چہین لونگا - جواب
مین میر نے نہایت انکسار کے ساتہہ معذرت چاہی تحائف بہیجے اور وعدہ کیا کہ پہر کبہی
ایسا نہو گا - اس کے بعد قیدیون کو مین نے بعوض ایک لاکہہ تنگے (پانچہزار پونڈ) فروخت
کر دیا گویا کہ مجہے اس معاملہ مین دس ہزار روپیہ کا فائدہ ہوا -

اس واقعہ کے بعد ملک کے مختلف حصون مین کچہہ عرصہ تک بالکل امن رہا اور یہہ

موقعہ مناسب پاکر مین نے باربرداری کے جانورون مین تین ہزار ٹٹو اور دو ہزار شتر اورزیادہ کردیئے۔ اسی زمانہ مین مجھے والد کا ایک خط ملا جس مین اونہون نے قتاغان تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ آنے سے ایک ماہ پیشتر مجھے مطلع فرمائینگے مین نے جواب دیا "بسلامتی تشریف بیاورید"

# باب دوم

## بلخ سے بخارا فرار ہونا

### ۱۸۶۳-۶۵ء

اب مین ناظرین کو ہرات کی جانب مایل کرنا چاہتا ہون۔ جس وقت اس ملک پر حملہ ہوا میرے جد امجد[1] بیمار تھے۔ سردار شیر علی خان اپنے والد کی خوب خدمت کرتے تھے لیکن دوسرے بیٹون سردار اعظم خان۔ امین خان اور اسلم خان کو سوتیلے بھائی سے اتنی نفرت تھی کہ امیر دوست محمد خان کے دشمن یعنی سلطان محمد گورنر ہرات کے ساتھ

---

[1] دوست محمد خان نے ۹ جون ۱۸۶۳ء کو وفات پائی۔

سازش کرنے لگے - اونکے والد کو اس قسم کی حرکت سے سخت صدمہ ہوا - اپنے باپ کے دشمنون کا دوست ہونا! خدا نہ کرے کہ میری عادت کبھی ایسی خراب ہو! امیر دوست محمد خان ہرات مین خواجہ انصاری کے مزار کے پاس دفن کیے گئے - اسکے بعد جب اونکے بیٹون نے دیکھا کہ امیر ہونا ناممکن ہے تو اونہون نے شیر علیخان کو امیر گردانا اور بلا اون کی اجازت کے اپنے اپنے علاقہ پر چلے گئے - امیر شیر علی نے یہ دیکھکر کہ بھائی اونہین چھوڑکر چلے گیے اپنے بیٹے یعقوب کو ہرات کا گورنر مقرر کیا اور آپ قندہار چلے آئے لیکن وہان بھی اونکے بھائیون نے اون سے ملاقات نہ کی۔

سردار اسلم خان ہزدہ نہر کے گورنر تھے اور اعظم خان کرم خوست کے - وہان پہونچکر اونہون نے وہین سے کابل مین مفسدہ پردازی شروع کی حالانکہ سردار محمد علی خان پسر بزرگ امیر شیر علی خان کو میرے دادا نے ہرات جاتے وقت گورنر مقرر کیا تھا - محمد علی خان نے اپنے والد کو قندہار خط لکھا کہ فوراً کابل تشریف لایئے ورنہ فتنہ برپا ہو گا - یہ سنکر امیر شیر علی خان بھائیون کو سزا دینے کو کابل روانہ ہوئے اور خیال کیا کہ پہلے سوتیلے بھائی کو سزا دیجائے بعدۀ اپنے بھائیون کی سرکوبی کیجائے گی۔

غزنی پہونچکر اونہون نے اپنے خلوص دل و راستبازی کے ثبوت مین میرے چچا سردار اعظم خان کے پاس قرآن شریف بھیجا اور کہلا بھیجا کہ چونکہ آپ برادر بزرگ ہین مین ہمیشہ آپکی اوسی طرح عزت کرونگا آپ مجھسے ایک مرتبہ غزنی مین ملاقات کرین دوبارہ یقین دلانے سے سردار اعظم خان نے امیر شیر علی خان سے ملاقات کی اور دونون نے پھر کلام مجید درمیان رکھکر قسمین کھائین - سردار اعظم خان اپنے علاقہ پر چلے گیے اور اپنے بڑے بیٹے سرور خان کو امیر شیر علی خان کے پاس چھوڑ گیے - اسکے بعد امیر شیر علی خان کابل واپس آئے - جب شیر علی خان غزنی پہونچے تھے تو سردار اسلم خان

بامیان مین تھے لیکن وہان سے بھاگ کر بلخ چلے گیے اور اپنے اہل و عیال کو پیچھے چھوڑ گیے میرے والد اوس وقت بلخ مین تھے - مین نے لکھا کہ اسلم خان نمک حرام ہے اوسے منھہ نہ لگایئے اور اپنے پاس نہ آنے دیجئے لیکن اونہون نے جواب دیا کہ جب وہ میرے دامن عاطفت مین آنا چاہتا ہے تو کسطرح اوسے نکالدون - اسی درمیان مین امیر شیر علیخان نے میرے چچا سردار اعظم خان کے ساتھہ جو عہد و پیمان کیا تھا اوسے فسخ کر دیا اور بسرداری رفیق الدین جو کہ ایک نہایت ہوشیار شخص تھا اون سے لڑنیکے لیے فوج روانہ کی سردار اعظم چونکہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے اعلیحضرت قیصرۂ ہند کی عملداری مین ہندوستان بھاگ گیے - اودہر امیر شیر علیخان نے کماواز - ذرمت اور لوگر پر قبضہ کر لیا - یہ علاقے والد کو میرے دادا نے دیئے تھے اور اس وقت انکا مہتمم احمد نامی ایک کشمیری شخص تھا جو میرے والد کا پروردہ تھا - امیر شیر علی خان کی اس قسم کی بے انصافیان اون کے بھائیون کے خیالات اون کی طرف سے برگشتہ کرتی گئیں اور بہت سے مفسدہ پرداز لوگ موجود تھے جو میرے والد کو بھی اونکی طرف سے بدظن کرنے کے لیے ہر وقت آمادہ تھے ان لوگون مین میرے چچا سردار اسلم خان - عبد الرؤف اور سردار امین خان گوندازہ[۵۱] بڑے مفتری تھے جب حسب تحریر سابق جب میرے والد مجہ سے ملنے کیلئے خان آباد تشریف لائے تو یہ فتنہ پرداز بھی اونکے ہمراہ تھے - ساتھہ ہی احمد ایک خط امیر کے پاس سے لایا جسمین شیر علی خان نے والد کو یقین دلایا کہ ہرگز میرا ارادہ نہین ہے کہ ترکستان آپ سے لے لیا جائے - میرے دل مین کسی قسم کی برائی آپکی جانب سے نہین ہے - یہ احمد بڑا نمک حرام تھا اور صرف اس کام پر مقرر تھا کہ والد کی مخبری کرے اور اگر امیر شیر علی خان کے خلاف کسی قسم کی سازش وغیرہ ہو تو اوسے توڑنے کی کوشش کرے - میرے والد

[۵۱] شاہان مغلیہ کے توپخانہ کے افسرون کی اولاد سے تھے اور اسیلیے گولنداز کہلاتے تھے - (مولف)

اور اونکے صلاح کار ہمیشہ یکجا ہو کر آپس مین صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے اور مجھکو شریک نہ کرتے تھے کہ مبادا مین اونکی تجاویز سے اختلاف راے ظاہر کرون۔ اگر مجھکو بیشتر معلوم ہوا ہوتا کہ وہان کس قسم کی گفتگو کی جاتی ہے تو مین ضرور اوسکی مخالفت کرتا اسیلیے کہ مجھے یہ سنکر سخت افسوس ہوا کہ یہ بات والد کے ذہن نشین کرائی گئی تھی کہ کابل کے بہت سے سرداراب آپ کو امیر قرار دینے کے لیے بالکل آمادہ و مستعد ہین اور یہ کہ بہترین طریقہ آپکے لیے یہ ہے کہ قتا غان واپس دیکر میر اتالیق سے صلح کرلین اور بلخ اور قتاغان کی فوجین لیکر کابل روانہ ہون جب میر اتالیق کے روبرو یہ تجویز پیش کی گئی تو اونہون نے فوراً منظور کرلیا اور زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ خبر آئی کہ امیر شیر علی خان ترکستان کی طرف آرہے ہین۔

والد نے مجھے اپنی جگہہ تختہ پل روانہ کیا اور امیر شیر علی خان سے خود مقابلہ کرنیکا ارادہ ظاہر کیا۔ مین نے سخت اصرار کیا کہ آپ اپنے اس ارادہ سے باز آئین اور مجھے مقابلہ کو جانے دین اسیلیے کہ اگر مجھے شکست ہوئی تو آپ میری مدد کرسکین گے لیکن اگر بدقسمتی سے آپ کو ناکامیابی ہوئی تو مین کام نہ سنبھال سکونگا۔ میرے والد نے میرے اعتراض کو تسلیم کیا لیکن اونکے نمکحرام دوستون نے میری راے پر عمل نکرنے دیا اور سمجھایا کہ چونکہ بہ نسبت عبدالرحمن کے آپ کابل کے لوگون کی عادات سے زیادہ واقف ہین اسیلیے معاملہ کی گفتگو اون سے بہتر کرسکین گے۔ اس صلاح کا اون پر بہت زیادہ اثر ہوا اور اوسے صحیح تسلیم کرکے میری ایک نہ سنی اور مجھے تختہ پل بھیجدیا۔

خان آباد کی گورنری کے زمانہ مین مین نے چودہ لاکھ روپیہ جمع کیا تھا اور فوج کی تنخواہین بھی بالکل ادا کردی تھین۔ والد نے اس روپیہ کو ساتھہ لے جانے کیلئے بکس تیار کرائے اور باجگاہ روانہ ہوئے جو کہ کابل اور بلخ کے درمیان واقع ہے۔ اونکی فوج کے افسر غلام احمد۔ نائب محمد۔ کرنل سہراب اور کرنل ولی محمد تھے۔ ان افسرون کو ایک کوچ۔ بکیے

فاصلہ پر آگئے بہیجدیا کہ درہ کے چاروں طرف کی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر قبضہ کرلیں لیکن حکم دیا کہ جب تک وہ خود نہ آئیں جنگ شروع نہ ہو۔ غالباً مین پہلے لکھہ چکا ہون کہ غلام احمد اچھا افسر تہا لیکن نہایت سست تہا۔ اس موقعہ پر بہی والد کی ہدایتون پر عمل کرکے دوسرے دن تک اوس نے پہاڑیون پر قبضہ کرنا ملتوی رکہا۔ اودہر امیر شیر علی کے تجربہ کار افسرون نے جن مین سردار رفیق خان اور جنرل شیخ میر بہی تہے اس توقف سے فائدہ اٹہا کر تمام چوٹیون پر سپاہی تعینات کردیئے اور جب دوسرے روز غلام احمد جاگا تو اون ہی بلندیون سے اوس پر گولیان پڑنے لگین۔ اس غلطی کا نتیجہ سخت آفت خیز ہوا اور باوجود میری فوج کی دلیری و شجاعت کے ہم کو شکست ہوئی اور وہ مضبوط درہ دشمن کے ہاتہہ مین رہا۔

جب اس مقابلہ کی خبر والد کو پہونچی تو وہ نہایت تیزی کے ساتہہ اپنے افسرون کی امداد کے لیے روانہ ہوئے لیکن قرا کوتل نامی مقام پر اون کی بہاگی ہوئی ہزیمت یافتہ فوج سے اوس افسوسناک شکست کی کیفیت معلوم ہوئی۔ سوا اسکے اور کوئی چارہ نہ تہا کہ فوج کے شکستہ حصون کو لیکر واپس آتے اس لیے ایک کوچ کے فاصلہ پر پیچہے ہٹ آئے اور ایک مقام پر جسکا نام دوآب تہا قیام کیا اپنے آدمیون اور توپون کو نہایت احتیاط کے ساتہہ آراستہ کیا اور اوسی جگہہ دشمن کے مقابلہ کی تیاری کی لیکن وہ بے وفا اور غدار سردار جنہون نے والد کو اس حالت کو پہونچایا تہا اب اونکے مخالف ہوگیے اور امیر شیر علی خان کو لکہا کہ عبدالرحمن کی تعلیم دی ہوئی فوج اس قدر مضبوط ہے کہ آپ اوسکے مقابلہ مین کامیاب نہو سکینگے اسلیے اگر شکست کہانا منظور نہ ہو تو سازش اور دغا و فریب سے کام نکالنا چاہیئے۔ امیر شیر علی نے اس صلاح پر عمل کیا اور سردار کہندل خان قندہاری کے بیٹے سلطان علی کو والد کے پاس کلام مجید دیکر بہیجا اور قسم کہائی کہ مین آپ کو بجائے والد کے تصور کرونگا اور آپ سے لڑکر اپنے پدر بزرگوار امیر دوست محمد خان کے نام کو دہبہ نہ لگاؤنگا۔ والد نے

اس عہد و پیمان کو صحیح خیال کیا قرآن شریف کو آنکھون سے لگا کر بوسہ دیا اور اس دام فریب
مین آکر امیر شیر علی خان کی طرف روانہ ہوئے اور فوج کو واپس جانیکے لیے پیچھے ہی چھوڑ دیا
حالانکہ سپاہی اصرار کرتے رہے کہ اب لڑنا ہی بہتر ہے - والد جب اپنے بھائی کی خیمہ گاہ
مین پہونچے تو وہ اونکے استقبال کے لیے باہر آئے اور اونکی رکاب کو بوسہ دیا یعنی منافقانہ
خوشامد کی اور افسوس ظاہر کیا کہ آپ برادر بزرگ ہین کیونکر لڑائی کا خیال بھی میرے دل مین
پیدا ہوا - والد کے لیے کرسی بھی آپ ہی رکھی اور خود کھڑے رہے - میرے والد کے
دل مین کینہ نہ تھا اور چونکہ دل صاف تھا خدا کی حمد و ثنا کی کہ بھائیون مین صفائی ہوگئی اور
چند ساعت بعد اپنی قیامگاہ مین واپس آکر سات ہزار بیٹرین اور دو ہزار خروار آٹے اور جو کے
گھوڑون کے لیے بھیجے اس لیے کہ امیر شیر علی خان کے پاس رسد کا سامان کم ہوگیا تھا -

دوسرے دن امیر شیر علی میرے والد سے ملنے کے لیے آئے اور واپس جا کر
محمد رفیق کو بھیجا اور سلطان الاولیا کے مزار پر زیارت کے لیے جانے کی اجازت چاہی - ساتھ
ہی یہ بھی کہلا بھیجا کہ وہان سے فارغ ہو کر کابل واپس جائینگے چونکہ وہان بہت کام پڑا ہوا تھا
والد نے اجازت دیدی اور اپنی فوج درہ یوسف کی راہ سے بلخ روانہ کی اور آپ باڈی گارڈ
کے تین ہزار سوارے کر آفاق کی سڑک سے امیر شیر علی خان کے ہمراہ جانے
کے لیے روانہ ہوئے -

جب فوج تختہ پل پہونچی تو مین نے والد کو لکھا کہ آپ نے سخت غلطی کی کہ فوج کو اپنے
پاس سے علیحدہ کر دیا لیکن اونہون نے اسکا مطلق خیال نہ کیا - امیر نے اپنے بیٹے
سردار محمد علی خان کو مزار شریف بھیجا اور خیال کیا کہ مین وہان جا کر اون سے ملاقات کرونگا
لیکن مین نے صرف خاطر تواضع و گرمجوشی کے کلمات لکھہ بھیجے اور کہا کہ اگر آپ اس قدر
تکلیف گوارا کرین کہ مجھہ سے آکر ملاقات کرین تو مین نہایت خوش ہونگا - اسکا جواب اونہون نے

یہ دیا کہ اِس وقت تو مین والد کے پاس واپس جانا چاہتا ہون لیکن انشاءاللہ تعالیٰ پہر ملونگا جب والد مزار شریف پہونچے تو مین قدمبوسی کے لیے حاضر ہوا اور یہ سمجہانے کی کوشش کی کہ امیر شیر علی آپ کو دہوکا دے رہے ہین مجہے اجازت دیجئے کہ وہ آئین تو اونہین گرفتار کر لون۔ لیکن میرے والد نے قرآن شریف اوٹہایا اور کہا ”تمہین قسم ہے اِس کتاب پاک کی ایسا معیوب اور نازیبا کام نکرو“ مین نے جواب دیا ”آپ دیکہین گے کہ میرے چچا اِس زبون حرکت سے باز نہ آئین گے“ دوسرے دن امیر شیر علی بہی پہونچ گئے اور شب مزار شریف پر بسر کی۔ میرے والد مجہہ سے تختہ پل مین ملنے آئے اور وہان سے بہائی کو تحائف بہیجے اور کہلا بہیجا کہ آپ سے رخصتی ملاقات کے لیے آؤنگا۔ مین نے عرض کی کہ ایسا نہ کیجئے لیکن حسب معمول میری صلاح گوش گذار نہوئی۔ وہ تاشقرغان روانہ ہوئے اونکے وہان پہونچتے ہی امیر نے وہ سب عہد و پیمان توڑ ڈالا اور والد کو قید کر لیا۔

فوج یہ خبر سنکر آگ ہو گئی اور درخواست کی کہ امیر کے مقابلہ مین اوسے لیجانا چاہیئے۔ مین اسی غرض سے مزار روانہ ہوا اور وہان پہونچکر قیام کیا لیکن میرے والد نے بذریعہ خط مجہے ہدایت کی کہ لڑنا نہین چاہیئے اور اگر مین نے نافرمانی کی تو فرزندی سے خارج کر دینگے۔ مین نے یہ خط فوج کو پڑہکر سنایا اور تعمیل حکم کا ارادہ ظاہر کیا لیکن سپاہی بہت ناراض ہوئے اور سوائے پانچ چہ سو ہمراہیون کے پوری فوج نے مجہے چہوڑ کر کابل کی راہ لی۔ نصف شب کو ایک اور خط والد کا مجہے ملا جسمین حکم تہا کہ جو باوفا ساتہی تمہارے ہمراہ جانا چاہین اونہین لیکر بخارا چلے جاؤ۔ مین فوراً روانہ ہوا اور اِس قدر تیزی کے ساتہہ مسافت طے کی کہ طلوع آفتاب تک سرحد صرف آدہی دور رہگئی۔ جب مین دولت آباد نامی ایک مقام پر پہونچا تو ایک پہاڑی کے چارونطرف تقریباً دو ہزار سوار دیکہے اور اوس پہاڑی پر بہی تہوڑے سے لوگ جمع تہے۔ مین نے ایک شخص دریافت حالات کے لیے بہیجا تو معلوم ہوا کہ یہ بلخ کے ازبک سوار تہے۔ یہ سنکر

مین اون کی طرف گیا مجھے دیکھکر اونہون نے سلام کیا اور کہا کہ ایک شادی کی تقریب مین ہم یہان آئے ہین - پھر مین نے پہاڑی کی چوٹی پر جو سوار تھے اونکا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ افغان ہین اور اِن لوگون سے بالکل علیحدہ ہین - اِس سے مین نے قیاس کیا کہ یہ ضرور نائب غلام اور عبدالرحیم خان ہونگے جو مجھہ سے گذشتہ شب رخصت ہوئے تھے مین نے ایک شخص اونکے بلانے کو بھیجا لیکن اونہون نے جواب دیا کہ جب تک اوس پیغام کی تحریری تصدیق نکی جاے ہم نہین آسکتے - مین نے اس بارہ مین اونکی تشفی کردی اور وہ آکر میرے ساتھہ ہوئے - غلام احمد تنہا تھا اسلیے کہ رات کو دوسرے ساتھی چھوٹ گئے تھے - ہم فوراً دریاے جیحون کی طرف روانہ ہوئے اور اُزبک سوار بھی میرے ہمراہ چلنے کے لیے آمادہ ہوئے لیکن مین نے اونکو باز رکھا - اِس پر اونہون نے اصرار کیا اور کہا کہ ہم آپ کی فوج مین داخل ہونا چاہتے ہین لیکن مین نے اونکو منع کیا اور کہا کہ مجکو تمہاری امداد کی ضرورت نہین ہے مین خوب جانتا تھا اُزبک افغانون سے دل سے نفرت رکھتے ہین اور اونہین نقصان پہونچانے کے ہمیشہ ساعی رہتے ہین - غرضکہ وہ راضی ہوگیے اور ہم نے کوچ کیا - نہر دہ نہر کے بعد راہ مین اور کوئی قریہ یا کسی قسم کی آبادی سواے صحراے لق و دق کے جیحون تک نہ تھی اس لیے ایک مقام پر جبکہ خربزون کا ایک کھیت ملا تو مین نے اپنے ساتھیون کو حکم دیا کہ دو دو خربزے و تربوز گھوڑون کے توبڑون مین ساتھہ لے لین مبادا صحرا مین کہین پانی نہ ملے -

نصف راہ طے کرچکے ہونگے کہ ایک مقام پر آدھے سوار خربزے کھانے کے لیے اُترے مین نے اونہین باز رکھنے کی کوشش کی اور کہا کہ یہ مقام محفوظ نہین اگر گھوڑون ہی پر بیٹھکر خربزے کھاؤ تو بہتر ہو لیکن نائب غلام احمد نے عذر کیا اور کہا کہ کہین سایہ مین بیٹھکر آرام کرینگے آپ آگے بڑہین تھوڑی دیر مین ہم سب بھی آملتے ہین - یہ کہکر اونہون نے جنگلی درختون کے

سایہ میں چادریں بچھائیں اور بیٹھ گئے۔ میں نے تیس سوار اور جتنا روپیہ ہمارے پاس تھا
سب ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوا اور وہیں ناکارہ غلام احمد کو دوسو چالیس سواروں کے ساتھ
وہیں چھوڑا۔ ان سواروں کے خاص افسر ناظر حیدر۔ عبدالرحیم۔ کرنل سہراب۔ کرنل نظیر۔ کمیدان
سکندر چرخی اور کمیدان حیدر پسر سکندر چرخی تھے اور علاوہ ان کے چالیس کپتان اور
رسالدار بھی تھے۔ یہ کہنا بے موقع نہوگا کہ تختہ پل میں میں اپنے سہ سالہ بیٹے کو اوسکے چچیرے
بھائی سردار عظیم خان کے ساتھ چھوڑ آیا تھا۔ جسکی عمر پندرہ سال تھی۔ یہ دونوں لڑکے سکندر خان
ارکزئی اور غلام علی کے زیر نگرانی تھے۔ ہم نو یا دس میل آگے نکل آئے ہونگے کہ ایک سوار
پیچھے سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا کہ جن اُ:یک سواروں کو آپ نے اپنے ساتھ لانے
سے انکار کیا تھا وہ بجاے اپنے گھر جانے کے ہمارے پیچھے ہو لیے تھے اور نائب غلام
او۔ اوسکے سواروں کو سوتا پاکر اون پر حملہ کیا ہے۔ اب آپ چلکر مدد کریں۔ میں نے جواب دیا
کہ میرے ملازم بھی کس قدر عقلمند ہیں کہ بجاے اپنی جان بچانے اور بھاگ آنے کے
چاہتے ہیں کہ واپس جاکر اونکے ساتھ میں بھی اپنی جان دیدوں۔ لڑائی کے وقت صرف
بہادری کام نہیں آتی بلکہ سپاہی کو اتنی سمجھ بھی ہونی چاہیئے کہ بوقت ضرورت بھاگ جائے
کسی خوفناک حالت سے جان بچانا بھی فتحیابی میں داخل ہے۔ میں نے اوس سوار کو
سمجھا دیا کہ جب تین سو سواروں سے میں نہیں لڑا تو اب تیس سوار لے کر کیا لڑونگا۔ میرے
ساتھیوں میں سے صرف ایک افسر نظیر خان اپنے بھائی سہراب کی وجہ سے اوس
سوار کے ہمراہ گیا۔

اسکے بعد ہم نے پھر اپنی راہ لی اور جب دریاے جیحون تھوڑی دور رہگیا تو میں نے
اپنے ساتھیوں کو ٹھیرنے کے لیے کہا اور آپ کشتی کرایہ کرنے کے لیے صرف ایک سوار
کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ملاح زیادہ آدمی دیکھکر ڈر جاتے۔ میں نے

جا کر دیکھا تو صرف ایک کشتی موجود تھی اور اوسکے کرایہ کے لیے بھی کشمش اور بادام بیچنے والے ترکمان سوداگر حجت کر رہے تھے تاکہ ایک تو اپنا مال اور دوسرے شتر کشتی پر سوار بھی کر دیے تھے میں گھوڑے سے اوتر کر کشتی پر گیا۔ ملاحون سے ترکی زبان مین پوچھا "تم کون ہو" ؟ میں نے اوسی زبان بین جواب دیا "سوداگر" اسکے بعد آپس مین بات بڑہی اور مین نے اپنے سوار کو باقی ماندہ لوگون کے لانے کے لیے بھیجا۔ سوداگر اور ملاح اونہیں دیکھکر دنگ رہ گیے لیکن پھر بھی کشتی چھین لینے کی کوشش کی۔ مین نے اپنی بندوق اونکی طرف سیدہی کی اور دہمکایا کہ تم کشتی پر آئے اور مین نے گولی چلائی۔ الغرض وہ اپنے اس ارادہ سے باز آئے اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ اوسنے جواب دیا "سردار عبدالرحمن پسر افضل خان" یہ سنتے ہی دونون نے مجھے سلام کیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ مین نے معاف کر دیا اور اپنے آدمیون کے دو حصے کیے ایک حصہ تو معہ گھوڑون کے میرے ہمراہ کشتی پر آیا اور دوسرے کو مجبوراً حکم دیا کہ پیچھے رہے اور ملاحون سے پھاوڑے وغیرہ مانگ لے کر اپنی حفاظت کے لیے ریت کی دیوارین بنا لین۔

دریا کے دوسرے کنارہ پر ہم پہونچا ہی چاہتے تھے کہ ایک کشتی سامنے دکھائی دی۔ مین نے اپنے ساتھیون مین سے ایک شخص کو جو کہ بڑا تیز شناور تھا دریافت حال کے لیے بھیجا۔ معلوم ہوا کہ دوست مین عبدالرحیم تھا جو شاہ بخارا کی طرف سے ایک ایلچی کے ہمراہ آرہا تھا ہم ملکر بہت خوش ہوئے اور چھ گھنٹے دریا کے سفر کے بعد دس بجے شاہ بخارا کی عملداری مین پہونچ گئے۔ کشتی بانون نے ہمارے قیام کے لیے اپنے مکانات خالی کر دیے لیکن مین نے اپنے باقی ماندہ ہمراہیون کے آنے تک کنارہ ہی پر ٹھیرنا بہتر سمجھا دس اشرفیان اونہیں دین اور کہا کہ اپنے اور ہمارے گھوڑون کے لیے خوراک لے آؤ۔ عبدالرحیم اور وہ ایلچی بھی اونکے ساتھ گیے اس لیے مین نے عبدالرحیم کو دو سو تنگے دیئے۔ اور ہدایت کی کہ دس ٹھیریان

خرید کر گوشت پکوالین اور تین سو روٹیان بہی لے آئین اس لیے کہ میرے سوار دوسرے دن پہونچ جائین گے۔

میر شیر آباد کو جو شاہ بخارا کے ماتحت تہے مین نے بذریعہ خط اپنے آنے کے اطلاع دی اور دو سو سوار طلب کیے تاکہ میرے سوارون کو دریا کی دوسری جانب سے لے آئین۔ جواب مین اونہون نے چار سو سوار اور چند کشتیان دوسرے روز علی الصباح بہیجدین۔ دن نکلتے ہی بندوقون کی آواز سنائی دی او ... س بار ہین چل چکی ہونگی جو مین نے اپنے سوارون کو جگایا اور اونہین یقین دلانے لگا کہ تمہارے ساتہی کشتیون پر سوار ہونے کی خوشی مین فیر کر رہے ہین مین نے کشتیبانون سے کہا کہ اگر تم بیس کشتیان اوس پار جانے کے لیے مجہے لا دو تو فی کشتی پچاس اشرفیان دونگا لیکن اونہون نے جواب دیا کہ دوسری جانب لڑائی ہو رہی ہے ہم اپنی جان معرض خطر مین نہین ڈالینگے۔ مین چند لحظہ ہچکچایا اور پہر اپنے غلام بچہ سے جسکا نام حسن تہا ہزار اشرفیون کا توڑہ لانے کے لیے حکم دیا اشرفیان کشتیبانون کے سامنے شمار کین اور اون سے وعدہ کیا کہ اگر تم کشتیان لا دو تو یہ سب اشرفیان تمہاری ہین۔ پہر بہی وہ سمجہے کہ اونہین دہوکا دے رہا ہون اسلیئے مین نے اطمینان دلایا کہ تم انہین ابہی لیجا سکتے ہو بشرطیکہ اپنے آدمی کشتیان لانے کے لیے بہیجدو۔ الغرض اس طریقہ سے تیس کشتیان ملگیئن اور ہم سوار ہو کر اتنی تیزی کے ساتہہ گیے کہ دو گھنٹے سے کسی قدر زیادہ مین دو ثلث دریا طے کر لیا۔

دریا پار کرنے پر مجہے معلوم ہوا کہ میرے وہ سوار جنہین مین نے جنگل مین سوتا چہوڑا تہا اور جن پر ازبک سوارون نے حملہ کیا تہا لڑتے ہوئے پیچہے ہٹتے تہے اور اسیطرح دریاے جیحون تک چلے آئے تہے۔ دشمن نے یہ دیکہکر کہ کوئی کشتی نہین ہے شب کے لیے لڑائی موقوف کی اور یہ خیال کیا کہ صبح کو میرے سوارون کو گرفتار کر لین گے۔ یہی صبح کی

بندوق بازی تھی جو مین نے سنی تھی - میرے سوا میری کشتیان دیکھکر نہایت دلیری سے
لڑے اور اونکے دوسرے ساتھیون نے بھی جنھون نے ریت کی دیوارین بنائی تھین
اون دیوارون کی آڑ سے گولیان برسائین حتیٰ کہ دشمن گھبراکر نہایت سراسیمگی سے بھاگا
اِسکے بعد ہم سب بخیریت واپس آئے اور جو کھانا کہ مین نے تیار کرایا تھا سوارون نے
نہایت سیر ہوکر کھایا اسلیے کہ چھتیس گھنٹے سے وہ بھوکے تھے -
کشتی بانون کے مکانون مین ہم دوسرے دن سہ پہر تک خوب آرام سے سوئے
اور پھر بخارا روانہ ہوئے - راہ مین ایک شب علی آباد مین قیام کیا جہانکہ میر شیرآباد اور اونکے سردار
میرے استقبال کے لیے آئے تھے وہان سے مین میر کے مکان پر گیا جو کہ میرے رہنے
کے لیے آراستہ کیا گیا تھا اور دس روز اونکا مہمان رہا - اسی درمیان مین شاہ بخارا کا ایک خط
مجھے ملا جس مین اونھون نے ملاقات کے لیے بلایا تھا اور اوسے دیکھتے ہی مین روانہ ہوگیا
پہلے دن شورآب مین قیام کیا دوسرے روز سرآب رہا - اور ایک ایک شب بلاک چخبار گلہ
چشنہ - حفیظان - قراشیخ - غذار - اور کدو کلی مین ٹھیرا - پانچ روز قرشی مین رہا اور وہان سے
خوجہ اور کاکرہ ہوتا ہوا بخارا پہونچا - وزیر - قاضی اور کوتوال معہ چند خاص افسرون کے کاکر نامی مقام
پر میرے استقبال کے لیے موجود تھے ایک مکان خاص میرے قیام کے لیے آراستہ کیا
گیا تھا اور ایک شخص میری مہانداری کے لیے بھی مقرر تھا - وہ بھی حاضر ہوا اور آداب بجالایا نو
روز تک میری دعوت کی گئی اِسکے بعد شاہ نے میرے اور میرے افسرون کے لیے خلعت
بھیجے اور دس ہزار تنگے میرے لیے - ایک ایک ہزار ہر اعلیٰ افسر کے لیے پانچ یا چھہ سو ہر کم
درجہ والے افسر کے لیے اور دو دو سو فی سوار کے واسطے - علاوہ اِسکے اونھون نے دو گھوڑے
مطلا ساز بھی میرے لیے بھیجے - جواب مین مین نے ایک سونے کے دستہ کی تلوار ایک مطلا
ساز جس مین بارہ ہزار اشرفیون کے وزن کا سونا تھا ایک سونیکا ملمع کیا ہوا پیش قبض - دو سو

اشرفیان۔ ایک مرصع پیٹی قیمتی چار سو پونڈ۔ اپٹ بابے ہوئے دو عربی گھوڑے مع طلائی
انگریزی زین۔ نو نو پارچے کمخواب وکشمیری کپڑے کے۔ نو کشمیری شال نو شالی عمامے۔
نو پارچے تنزیب کے اور نو کلاہ زری پیش کین۔ شاہ نے کچھہ کپڑے بہی بہیجے تہے جن مین
تین قمیص اور پائجامے تہے۔ پائجامون مین ازار بند نہ تہے اور مین نے سنا کہ شاہ بہی
اوسی قسم کے پائجامے پہنتے تہے۔ یہ سنکر مین متعجب ہوا اسلیے کہ اونمین چار مختلف
رنگ کا کپڑا لگا ہوا تہا سرخ۔ سفید۔ قرمزی اور سبز۔

جب مین اور میرے افسر پہ کپڑے پہن چکے تو ایک ملازم نے آکر اطلاع دی کہ شاہ
یاد فرماتے ہین۔ محل مین پہونچے تو وزیر نے میرا استقبال کیا اور شاہ کے کمرون تک لے
گیا۔ شاہانِ بخارا کے ہان رسم ہے کہ بادشاہ دو تین غلام بچون کے ساتہہ ایک بڑے مکان
مین بیٹہتا ہے۔ تمام بازمین مکان کے چارون طرف دیوار کے نیچے چہوٹے چہوٹے اونچے
چبوترون پر بیٹہتے ہین۔ دروازہ پر دو دربان رہتے ہین جو وقتاً فوقتاً جہانکتے رہتے ہین کہ شاہ
آنکہہ سے اشارہ کرے تو حکم بجا لائین۔ اگر شاہ اشارہ کرے تو وہ دوڑ کر جاتے ہین اور پہر شاہ
کیطرف پشت نکرکے واپس آتے ہین اور ہداچی (پیش خدمت باشی) کو حکم سناتے ہین۔
جب ان دربانون کے قریب مین پہونچا تو وہ شاہ کے پاس دوڑ گیے اور پہر واپس آکر ہداچی
سے کہا کہ شاہ نے اسکے تحائف قبول فرمائے۔ پہر مجہسے کہا کہ دونون گہوڑون کی باگین
ہاتہہ مین لو اور نذر وکہانے کے تنگے پشت پر رکہو اور شاہ کو سجدہ کرو۔ مین نے جواب دیا
کہ تنگے ایک آدمی کا بوجہہ ہین۔ گہوڑون کے واسطے دو سائیس درکار ہین اور کسی انسان کو
کوئی کیون نہو مین سجدہ ہرگز نہین کرسکتا۔ مجہے خدا نے پیدا کیا ہے اور سوا اوسکے
کوئی سجدہ کا مستحق نہین ہے۔

دربان نے چونکہ اس قسم کا جواب کبہی پہلے کسی سے نہین سنا تہا میری گفتگو سنکر

نہایت کشیدہ ہوا۔ یہ دیکھکر مین نے کہا کہ مین اپنا پیغام خود شاہ کو پہونچا وونگا ورنہ کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا۔ آخرش وزیر نے آکر ہماجی سے کچھہ کہا اور وہ پھر شاہ کے پاس گیا اور واپس آکر کہا کہ شاہ نے آپکے طرز آداب کو منظور فرمایا۔ مین مکان مین داخل ہوا اور مطابق رسم عام سلام علیکم کہکر شاہ سے مصافحہ کیا۔ اونہون نے مجھے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ مین مودبانہ بیٹھا اور گفتگو مین بھی آداب دربار کو نظر انداز نہ کیا۔ ایک گھنٹہ بات چیت کے بعد مین مکان واپس آیا۔

اسکے دو مہینے بعد شاہ کا ایک ملازم پیغام لایا کہ چونکہ بادشاہ سلامت آپ پر نہایت مہربان ہین اسلیے مناسب ہے کہ آپ ایک ہزار اشرفیان اور تین خوبصورت غلام بچے نذر کرین۔ مین نے جواب دیا "یہ تینون لڑکے بجاے میرے بیٹون کے ہین۔ اشرفیان دینا بادشاہون کا کام ہے۔ مطابق رسم کے مین نے بادشاہ کی خدمت مین تحائف پیش کیے اور اب عطیہ شاہی کی امید رکہتا ہون" دس روز بعد وہی شخص آیا اور کہا دو بادشاہ نے سلام کہا ہے اور وہ چاہتے ہین کہ آپکو ایک درباری عہدہ عطا کیا جاے تاکہ روز آپ اونکی خدمت مین حاضر ہوسکین۔ وہ آپ سے نہایت خوش ہین۔ مین نے کہا کہ مین نے کبھی نوکری نہین کی اور اس لیے آداب ملازمت سے بالکل بے بہرہ ہون۔ اسپر اوس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ ملازمت قبول کرین تو آپ کو جاگیر دی جائیگی۔ مین نے کہا کہ مین شاہ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہون مجھے جاگیر یا روپیہ کی ضرورت نہین ہے۔ وہ شخص بولا کہ اگر آپ نے ملازمت نہ کی تو غالباً آپ کو نقصان پہونچیگا لیکن مین نے اس خیال کی تردید کی اور کہا کہ صرف اون ہی لوگون کو نقصان پہونچ سکتا ہے جو کوئی برا کام کرین اور مین تو خود شاہ کی حفاظت و پناہ مین ہون۔ ہان اور جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا جس حالت مین کہ اپنے جد امجد امیر کابل کے لیے مین نے اس قسم کی خدمت کبھی نہ کی تو اب کس طرح ممکن

ہوسکتا ہے۔ دوسرے بالفرض اگر مین نے ملازمت کی بہی تو دوسرے افسرون کی طرح
مین تمام دن بیکار نہین رہونگا جسکی وجہ سے اور درباریون کو سست و کاہل دیکھکر بادشاہ
ضرور اون سے ناراض ہوجائینگے۔ میری حالت تو اِسکے مصداق ہے ~~

| نہ خداوند رعیت نہ غلام شہریارم | | نہ باشتر بر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم |
|---|---|---|

یہ باتین سنکر اوس شخص کو یقین ہوگیا کہ اوسکی پند و نصیحت بالکل بے سود تہی اور جو
گفتگو کہ مجہہ سے ہوئی اوسے لکھکر ساتہہ لے گیا۔

جب مین بخارا پہونچا تہا تو مین نے ایک معتبر شخص بیس اشرفیان ماہوار پر صرف
اس کام کے لیے مقرر کیا تہا کہ تمام شاہی خبرین مجہے پہونچایا کرے اور چونکہ شاہ بخارا کے
دربار مین سب کام زبانی ہوتا ہے اور تحریری نہین اسلیے ہر شخص جسے دربار مین بار ہو وہان
کے حالات سے کماحقہ واقف ہوتا ہے۔ ماہ رمضان مین شاہی افسر بالکل کام نہین کرتے
تہے صرف روزہ رکہتے تہے لیکن مجہے کوتوال کے مخبرون کے خوف سے مطلق اطمینان خاطر
نہ تہا اس لیے کہ جس روز سے مین نے ملازمت سے انکار کیا تہا خفیہ طور پر میری نگرانی
ہوتی تہی بلکہ مین نظر بند تہا۔ لیکن ظاہرا مین نے اس کا مطلق خیال نہ کیا اور اپنے
نوکرون سے بہی ذکر نہ کیا۔

عید کے روز ملازمان شاہی میرے لیے دو جوڑے کپڑے معہ عمامہ و رومال بطور
خلعت کے لائے اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ کل علی الصباح عید کی مبارکباد مین آپ آکر
شریک ہون۔ مین وہان پہونچا تو دیکہا کہ چالیس شخص ایک بڑے کمرے مین بیٹہے ہین اور
اونمین ایک شخص محمد خان[۱] بلخ کا ایک مصنف بہی موجود ہے۔ میرے اور میرے بتیس ہمراہیون

---

[۱] ابتداءً یہ شخص میرا سپاہی تہا لیکن بغاوت کی۔ اور غلام علی اور کرنل ولی محمد خان سرداران فوج
افغانی سے شکست کہا کر بخارا مین پناہ گزین ہوا۔

کے بیٹھنے کے لیے سب سے نیچے چبوترے پر جگہہ مقرر تھی اور سب سے اونچے چبوترے
پر محمد خان دس آدمیون کے ساتھہ تھا۔ جب بادشاہ سلامت تشریف لائے تو تمام لوگ
کھڑے ہو گیے اور اونکے ہاتھہ کو بوسہ دیا۔ مین نے بھی یہی کیا۔ اسکے بعد وہ چلے گئے
اور مٹھائی کی کشتیان اور خون لائیے گئے دسترخوان بچھائے گیے اور سب چیزین اون پر
چنی گئین۔ نوکر علیحدہ ہو گیے اور حاضرین نے فوراً کھانا شروع کر دیا۔ جو لوگ کہ کسی قدر دور
تھے اونہون نے اپنے اپنے رومال بھر لیئے اور اپنی جگہہ پر جا کر بیٹھہ گیے اور بعینہ جانورون
کی طرح کھانے لگے اسیلیے کہ جانورون کو بھی طشتری یا رکابی کی ضرورت نہین ہوتی ہے
مین متعجب ہو کر یہ کیفیت دیکھہ رہا تھا کہ ایک شخص نے کہا دو بادشاہ کی طرف سے یہ ایک
متبرک دعوت ہے آپ بھی کیون نہین کھاتے؟" مین نے ایک ٹکڑا مٹھائی کا اوٹھا لیا
اور کہا کہ بس اور نہین چاہیئے۔ پھر جسقدر جلد ممکن ہوسکا عیدگاہ گیا جہان کہ بادشاہ کے
حکم سے میرے لیے ایک خاص جگہہ منتخب کی گئی تھی۔ مین نے دیکھا کہ نائب غلام محمد اور کمیدان
سکندر خان معہ چالیس ساتھیون کے جو بیشتر میرے ملازم تھے وہان موجود ہین ایک مہینہ
ہوا تھا کہ یہ شاہ بخارا کی ملازمت مین داخل ہوئے تھے۔ ان لوگون نے مجھے سلام تک
نہ کیا۔ شاہ سفید گھوڑے پر تشریف لائے ایک لنبی کلغی عمامہ مین دوسری گھوڑے کے
سر پر اور تیسری گھوڑے کی پشت پر لگی ہوئی تھی۔ ایک کشمیری شال کمر سے لپیٹے ہوئے
تھے عمامہ زربفت بھی بیس یا تیس گز کا تھا اور ایک مرصع پیش قبض لگائے ہوئے بڑی
شان و شوکت سے اکڑ اکڑ چل رہے تھے۔ ہر تیسرے قدم پر لوگ سلام کرنے کے لیے
زمین دوز ہو جاتے تھے لیکن مین اوسی طرح کھڑا رہا۔ الغرض وہ تکبیر کہتے ہوئے میرے مقابل
آکر بیٹھے اور نماز شروع ہو گئی۔ مین نے دیکھا کہ شاہ کے عمامہ کے تین پیچ کھل گئے ہین اور اس
خوف سے کہ عمامہ گر جائیگا وہ سجدہ سے سر نہین اٹھاتے ہین۔ مجھہ سے نہ دیکھا گیا

کہ اس عظیم الشان بادشاہ کی بی حرمتی ہونیت توڑدی اور جہک کر عمامہ درست کردیا۔ خدا بڑا
غفور الرحیم ہے گو میری نماز پوری نہ ہوئی تاہم مجھے خوشی ہوئی کہ مین نے ایک نیک کام
کیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد شاہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ پیشتر کی طرح زین بوس
ہوئے۔ مجھے جب موقع ملا تو اپنے مکان واپس آیا۔ اسکے تہوڑے عرصہ بعد شاہ کے
حکم سے کوتوال نے مجھپر دوسرے لوگون کی بیبیون کے ساتہہ تعلق ناجایز کی تہمت
لگائی لیکن اسکے ثابت کرنے مین ناکامیاب رہا اسلیے کہ مین کبھی تنہا نہین رہتا تہا
جہان جاتا تہا ساتہہ ستر آدمی میرے ہمراہ ہوتے تھے۔ بعدۂ شاہ نے یہ ہدایت کی کہ کسی
طرح میرے نوکرون کو بہکایا جاے کہ وہ میری ملازمت چھوڑدین۔

اسی درمیان مین خبر آئی کہ روسیون نے تاشقند لے لیا اور بخارا پر قبضہ کرنا چاہتے
ہین۔ یہ سنتے ہی شاہ سمرقند روانہ ہوئے اور مجھے اور میرے ساتہیون کو وہین چھوڑ گیے
مین نے فوراً ایک ملازم اپنے چچا محمد اعظم خان کے پاس راولپنڈی روانہ کیا اور خط لکھا
کہ مین نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ کسی طرح اپنے تئین اس قید سے رہا کرون اور انشاء اللہ
تعالیٰ یہان سے بلخ روانہ ہونگا آپ بہی اگر ممکن ہو تو ہندوستان چھوڑیئے اور سوات کی راہ
سے چترال اور بدخشان ہوتے ہوئے تشریف لائیے تاکہ بلخ مین ملاقات ہو۔ ساتہہ ہی
مین نے اپنی فوج کو جو بلخ مین تہی اپنے اس ارادہ کی اطلاع دی اور شاہ بخارا کو سمرقند خط لکھکر وطن
واپس جانے کی اجازت چاہی۔ یہ خط مین نے بذریعہ ناظر حیدر خان اور کیدان نظیر کے
روانہ کیا۔ جب شاہ کے وزیر اور قاضی اور کوتوال بخارا کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اونہون نے ایک
شخص میرے پاس بہیجا اور دریافت کیا کہ بلا ہماری اجازت کے آپنے شاہ کو کیون خط
لکھا۔ مین نے جواب دیا کہ شاہ کے بہت سے ملازم ہین لیکن مین اونمین سے کسی کو
اپنے آپ سے برتر نہین سمجہتا۔ یہ سنکر اونہون نے کہلا بہیجا کہ ہم دوسرا آدمی بہیجکر اوس شخص

کو جو خط لے گیا ہے واپس بلا لینگے۔ مین نے کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو مین شاہ اور تمہاری
بلا اجازت چلا جاؤنگا اور تم اسکے جواب دہ شاہ کے نزدیک ہو گے۔ الغرض وہ اپنے
اس ارادہ سے باز آئے۔ شاہ نے میرے خط کا جواب نہ دیا اور قاصد کو بھی اپنے
ساتھ رکھا اسلیئے چند روز بعد مین نے جنرل علی عسکر خان کو بھیجا۔ یہ دوسرا خط پاکر شاہ نے
اپنے مشیر کارون سے صلاح لی۔ سب نے راے دی کہ چونکہ شروع سال سے مجھے کسی
قسم کی امداد روپیہ یا اخراجات کی شاہ کی جانب سے نہین دیگئی تھی اسلیئے میرا وہان رہنا
فضول تھا۔ شاہ نے اس تجویز کو منظور فرمایا اور مجھے روانگی کی اجازت دی۔ نیز وزیر کو یہ دریافت
کرنے کی فہمایش کی کہ میرے ملازم شاہی ملازمت منظور کرینگے یا میرے ہی پاس رہنا
پسند کرینگے۔ لیکن خط کا مضمون بہت صاف نہ تھا اور وزیر نے سمجھا کہ اونکا منشا اون
نوکرون سے تھا جو اوسوقت میری ملازمت مین تھے حالانکہ غرض اون لوگون سے تھی
جو میرے ساتھ بخارا آئے تھے اور پھر مجھ سے علیحدہ ہوکر شاہ کی ملازمت اختیار کی تھی۔
اس غلط فہمی کی وجہ سے وزیر نے کہلا بھیجا کہ اپنے نوکرون کو بھیجدیجئے تاکہ شاہی پیغام اونہین
سنایا جاے مین اسکا مطلب یہ سمجھا کہ وزیر اس بہانہ سے میرے نوکرون کو گرفتار کریگا اور بعدہٗ
مجھکو بھی۔ اور اسلیئے اونکے بھیجنے سے انکار کیا اور جواب دیا کہ اگر نوکرون سے کچھ کہنا ہے
تو خود آکر میرے سامنے کہہ جاؤ۔ میرے ساتھیون نے بھی اسے منظور کیا اور کہا کہ ہم لڑکر جان
دیدینگے لیکن وزیر کے پاس زندہ ہرگز نہ جائینگے۔ وہ بہت جلد مسلح ہوئے اور مینے
قاصد کو جواب دیکر رخصت کیا۔ یہ سنکر وزیر نے اپنا سکرٹری بھیجا جس نے کہ پہلے
مجھے شاہ کا پیغام سنایا۔ میرے نوکرون نے متفق اللفظ ہوکر کہا کہ ہم اپنے شاہزادے
کی خدمت کرنے آئے ہین نہ کہ شاہ کے غلام ہونے کے لیے۔
دو روز بعد جبکہ مین سفر کی تیاری کر رہا تھا سکندر خان اور نائب غلام بھی معہ اپنے تمام

ساتھیون کے اسباب وغیرہ لیے ہوئے آموجود ہوئے اور یہ خبر لائے کہ شاہ نے ہر ایک سے تحریری کاغذ اس مضمون کا طلب کیا تہا کہ جس مین شاہ کی غلامی کا اقرار ہو اور چونکہ اونہون نے اِس قسم کی تحریر سے انکار کیا اسیلیے سب موقوف کردیئے گیے۔ جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی اِن لوگون کے بہت سے قرض خواہ اداے دین کا تقاضا کرتے اور شور مچاتے ہوئے آئے۔ معلوم ہوا کہ دو ہزار اشرفیان یا فتنی ہین۔ مین نے نائب غلام سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تم سب میرے ساتھ ثابت قدم رہے ہوتے تو صرف تم کو تنہا اِس سے زیادہ خرچ کرنے کو ملا ہوتا۔ اس کا اوس نے کچھ جواب نہ دیا اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ مجھ سے آنکھین چار کرتا۔

مین نے کمیدان سکندر سے پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے جس کے جواب مین اوس نے کہا کہ بخارا کی دو ایک عورتون کو دل دے بیٹھا ہون اگر وہ ساتھ نہ گئین تو مین بھی نہ جاؤنگا مین نے اون عورتون سے کہلا بھیجا کہ اگر وہ چلین تو مین ہزار اشرفیان دونگا لیکن اونہون نے انکار کیا اور اسیلیے سکندر نے بھی وہین رہنا قبول کیا۔ مین نے نائب غلام اور اوس کے ساتھیون کے لیے گھوڑے اور زین خرید کیے اسیلیے کہ قرض ادا کرنے کے لیے اونکے جانور وغیرہ فروخت ہوچکے تھے۔ الغرض پانچ روز مین ہمارے سفر کا سامان بالکل تیار ہوگیا اور ہم بلخ روانہ ہوئے۔
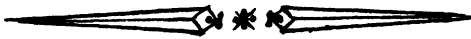
## امیر شیر علیخان سے مقابلہ

### سنہ ۶۷-۱۸۶۵ء

میرے بلخ چھوڑنے کے زمانہ سے جو کچھ امیر شیر علی خان نے کیا اب اوس کا ذکر کرنا ضرور ہے - جب مین بلخ سے چلا آیا تو امیر چھہ روز تاشقرغان قیام کرکے وہان پہونچے اور پہلا کام یہ کیا کہ ہمارے اہل وعیال کو قید کرکے کابل بھیجدیا - لیکن میرے والد کو اپنے سفر مین برابر ساتھہ رکھا - اپنے بھتیجے سردار فتح خان پسر اکبر خان کو بلخ کا گورنر مقرر کرکے کابل روانہ ہوئے اور اپنے بھائی امین خان اور شریف خان سے لڑائی کی تیاری شروع کردی جب سب سامان ہوگیا تو سردار ندرخان اور اپنے بیٹے ابراہیم کو کابل سپرد کرکے خود قندہار روانہ ہوئے - میرے والد کو نظر بند کرکے اپنے ہمراہ لے گئے - لیکن ہمارے اہل وعیال کے خرچ کے لیے ایک حبہ نہ دیا اور نہ کسی کو اونکی نگرانی کے لیے چھوڑا - میرے والد نے قید خانے سے امیر شیر علی خان کو خط لکھا اور اونکے افعال کی شکایت کرکے سمجھایا کہ سوتیلے بھائیون سے تو ایسی بری طرح پیش آچکے ہو اپنے حقیقی بھائیون سے ویسا ہی

سلوک نہین کرنا چاہیئے اور اخیر مین لکھا" اور زیادہ خونریزی کا باعث بنکر اپنے آپ کو بدنام نکرو ورنہ اسکا نتیجہ نہایت بُرا ہوگا اور تمہین پچھتانا پڑے گا" لیکن اِس فہمایش کا مطلق اثر نہ ہوا اور شیر علی خان دو روز (۵ و ۶ جون ۱۸۶۵ء) اپنے بھائیون سے لڑے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اونکے بھائی امین خان قتل ہوئے اور اون کا بیٹا سردار محمد علی خان جو ولی عہد بھی تھا مارا گیا۔

اتنی جانین تلف ہونیکی خبر پاکر والد نے پھر امیر کو لکھا" اس وقت کی شرارت سے تم اپنے واسطے آیندہ کے لیے نہایت خراب تخم ریزی کر رہے ہو۔ کبھی خوش نہ رہوگے اور ہمیشہ رنج والم دامنگیر رہیگا" امین خان کی لاش جب امیر کے سامنے لائی گئی تو او سے دیکھکر بولے" اس کتے کو پھینک دو اور میرے بیٹے سے کہو کہ آکر اس فتح پر مجھے مبارک باد دے" اہلکارون کو سچ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور بیٹے کی لاش بھی لے آئے وہ کسی قدر دور ہی تھی کہ امیر نے پوچھا" یہ دوسرا کتا کون ہے؟" جواب مین لاش اونکے قدمون کے پاس لاکر رکھی گئی اور جب اونہون نے پہچانا تو کپڑے پھاڑنے اور سر پر خاک ڈالنے لگے۔ درد و غم کا زور گھٹتے ہی بیہوش ہوگئے اور ایک گھنٹہ اسی حالت مین رہے۔ ہوش آیا تو بیٹے کی لاش سے باتین کرنے لگے اور پھر بیہوش ہو گیے۔ دو روز تک یہی کیفیت رہی اوسکے بعد محمد علیخان کا جنازہ کابل بھیجا گیا اور امین خان کے ملازمون نے اونکی لاش قندہار مین خرقہ کے متبرک دروازہ پر دفن کی۔ راہ مین امیر شیر علیخان کبھی تو صحیح الحواس ہو جاتے اور کبھی ہذیان بکتے تھے اور قندہار پہونچکر تو بالکل پاگلون کی طرح رونا اور چلانا شروع کیا۔ یہی زمانہ تہا جو مین بخارا سے روانہ ہوا اور شیر آباد پہونچکر بلخ کی فوج کو خط لکھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے متفق ہو کر مجھے بلایا۔

اِس موقعہ پر دو بھائی ولی محمد اور فیض محمد خان کی زندگی کے مختصر حالات بھی بیان کرنا

لازم ہے - یہ دونون صوبہ آقچہ کے گورنر تہے جوکہ میرے والد نے اونہین دیا تہا - مان ان کی کنیز تہی اور جب یہ کابل مین رہا کرتے تہے تو امیر دوست محمد خان کے زمانہ حیات مین دو ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تہا - اونکے انتقال کے بعد میری سوتیلی والدہ بی بی مروارید انپر مہربان ہوئین اور والد کو لکہا کہ وہ کنیز اپنے دونون بیٹون کو آپ کی غلامی مین دینا چاہتی ہے لیکن اتنا روپیہ اوسکے پاس نہین کہ جس کے ذریعے سے وہ آپکی خدمت مین حاضر ہو سکین - اسکے جواب مین والد نے پانچہزار روپیہ ولی محمد کو بہیجدیا اور حکم دیا کہ بلخ چلے جاؤ جب وہ وہان پہونچا تو اوسے ایک پلٹن چہہ توپین ایک ہزار ایلیشیا ہزار سوار اور صوبہ آقچہ عطا فرمایا - فیض محمد کو بہی معہ اہل وعیال والد نے بلا لیا - یہ ولی محمد بڑا نمکحرام ثابت ہوا اور جو سازش کہ میرے والد کو گرفتار کرنے کی کیگئی تہی اوسمین امیر شیر علی خان سے مل گیا تہا اسکے صلہ مین امیر شیر علی خان ولی محمد کو اپنے ہمراہ کابل لے گیے تہے اور فیض محمد کو اوسکی جگہہ گورنر مقرر کر دیا تہا - جس زمانہ مین کہ مین بلخ واپس آیا ہون اوس وقت فیض محمد سے اوسکے صوبہ کا حساب طلب تہا اور چونکہ وہ بہت سا روپیہ اپنے تصرف مین لا چکا تہا حساب دینے سے قاصر تہا - علاوہ برین مجہے مخبرون سے معلوم ہوا کہ ولی محمد بہی کچہہ دل برداشتہ تہا اور خوش نہ تہا اسیلیے مین نے ناظر حیدر اور جنرل علی عسکر کے ذریعے سے دونون بہائیون کو خط لکہا کہ دو سو سوار شہر وہ نہروالہ رسالہ کے جو ولی محمد کے ماتحت تہے مجہہ سے شیر آباد آکر ملگئے مین اگر تم بہی آجاؤ تو انعام واکرام کے مستحق ہوگے - صوبہ کے قزاقون اور رہزنون کے سردارون کو بہی مین نے بلایا اور خلعت اور انعام دیکر تین سو سوار عاریتاً لیے - جب شاہ بخارا نے مجہے بلخ جانے کی اجازت دی تہی تو میر شیر آباد کو لکہہ دیا تہا کہ مجہے وہان تین روز سے زیادہ استقامت نکرنے دین - لیکن چونکہ میرے ساتہہ اڑہائی ہزار سوار جمع ہوگیے تہے اور میر کے پاس کل ایک سو تہے اسیلیے اسکا تصفیہ میرے اختیار مین تہا کہ جب تک

دل چاہے شیرآباد مین رہون - میر نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہیئے اور خود میرے پاس
صلاح کے لیے آیا اور کہا کہ اگر مین آپ سے تشریف لے جانے کے لیے کہتا ہون تو
غالباً آپ مجھے قتل کرڈالین گے اور اگر شاہ کے حکم کی تعمیل نہین کرتا ہون تو وہ زندہ نہ
چھوڑینگے مین نے کہا کہ اس مشکل سے نجات پانے کی مین تدبیر تبلاتا ہون - اولاً شاہ کو خط
لکھو کہ عبدالرحمٰن کے پاس اتنی فوج ہے کہ وہ بزور شمشیر نہین نکالا جا سکتا اسلیے جو حکم ہو اوس
طرح عمل مین لایا جاے - دوسرے یہ خط ایسے شخص کو دو جو اوسے نہایت آہستہ آہستہ لے
جاے اور اگر بادشاہ اس قدر تاخیر کی وجہ دریافت کرین تو کہدے کہ راہ مین اتنا سخت
بیمار ہوگیا تھا کہ مرتے مرتے بچگیا خدا کا شکر ہے کہ حضور مین حاضر ہو سکا - میر نے اس صلاح
کو بہت پسند کیا اور ایک معتبر شخص کو خط دیکر بھیجا ادہر مین نے اپنی روانگی کے انتظام مین
عجلت کی لیکن چند روز بعد سنا کہ سرپل کی فوج نے بغاوت کی اور اپنے نئے افسرونکو قتل
کرکے آقچہ چلی گئی - یہ خبر سنتے ہی مین فوراً روانہ ہوگیا اور تھوڑی دیر وزیرآباد ٹھیر کر دریاے
جیحون کے کنارہ پہونچا - اوسوقت اتفاقاً صرف دو کشتیان موجود تھین اسلیے خدا پر
بھروسہ کرکے تیس سب سے زیادہ بہادر اور شجیع افسر و سوارون کو ساتھہ لے کر مین کشتیونپر
سوار ہوا - افسرون مین کرنل نظیر خان کرنل ولی خان اور میر امعتمد غلام جو کہ میدان جنگ مین
شیر ببر کیطرح لڑتا تھا (بالفعل وہ میرا کمانڈر انچیف ہے) میرے ساتھہ تھے - جس زمانہ کا یہ
ذکر ہے اوسوقت اوسکی ڈاڑھی تک نہ نکلی تھی لیکن کئی لڑائیون مین اوسکے ہنر و کمال
کی آزمایش کا موقع ملا تھا اور مین دیکھہ چکا تھا کہ وہ تنہا چالیس سوارون کا مقابلہ کرسکتا
ہے - ایک اور نہایت دلیر شخص میرے ساتھہ میر اغلام فرہاد تھا - الغرض بخیریت ہم نے
دریا پار کیا اور رفتہ رفتہ میرے باقیماندہ ساتھی بھی آگئے - تمام رات ہمنے کوچ کیا اور طلوع آفتاب
تک صوبہ آقچہ کے موضع چلک شیرآباد پہونچکر قیام کیا - وہان سے اون دو پلٹنون کو خط

بھیجے جو سرپل سے معہ توپخانہ آئی تھین - اور نیز ملیشیا کو خط لکھا جسکے پاس وہ چھ توپین تھین جو کہ میرے والد نے ولی محمد کو دی تھین - یہ خطوط بھیجکر مین سو گیا اسیلیے کہ تین شب مطلق آرام نہین کیا تھا - میرے خط پاکر سپاہی اس قدر خوش ہوے کہ تقریباً ایک ہزار میرے استقبال کے لیے پیدل آئے - مین نے اونہین عمدہ اور مہربانی کے سلوک کا اچھی طرح یقین دلایا اور جواب مین اونہون نے میرے لیے لڑنے کی قسم کھائی اونہون نے یہ بھی کہا کہ جب سے آپ تشریف لے گیے ہم نہایت افسردہ خاطر رہے اور اسی کے منتظر تھے کہ آپ واپس آئین تو امیر شیر علیخان بدعہد کے مقابلہ مین اپنی جوانمردی دکھلائین -

اسکے بعد ہم آقچہ روانہ ہوے جہانکہ فیض محمد نے ہمارا استقبال کیا لیکن وہ دیوانہ ہو رہا تھا کہنے لگا کہ مین نہین چاہتا تھا کہ آپ آئین لیکن فوج نے آپ کو بلایا ہے - مین نے جواب دیا - "کوئی ہرج نہین تم عقلمند آدمی ہو" مین نے دل بڑہانے کے لیے فوج کو یقین دلایا کہ جو دو ہزار ملیشیا سوار اور پانچہزار ازبک سوار سردار فتح خان نے ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجے ہین اونپر ہم کو ضرور فتح حاصل ہوگی - یہ سوار اس خیال سے کہ اونکی سابق سرکشی اور نمکحرامی کی مین سخت سزا دونگا اپنے افسرون کو گالیان دے رہے تھے کہ اونہون نے مجھ سے اور والد سے اونہین برگشتہ کیا تھا حالانکہ مین نے اور والد نے اونکے ساتھ بھائیون اور بیٹون کی طرح برتاؤ کیا اور شتر اور گھوڑے اور بھیڑون کے گلون کا مالک بنایا تھا - سردار فتح محمد خان نے اپنی پیدل فوج قلعہ نملک مین رکھی اور سوار باہر آراستہ کیے - فوج کا سردار شہاب الدین پسر وزیر احمد تھا جو پہلے والد کا ملازم تھا اور جس کے ساتھ والد نے بڑا سلوک کیا تھا - یعنی وزیر احمد کو ایک مرتبہ بلخ کے ایک قصبہ کا گورنر مقرر کیا تھا اور اوس نے دو لاکھ روپیہ محاصل کا غبن کر لیا لیکن والد نے اوسکا قصور معاف کر دیا

اوسے اور اوسکے بیٹون کو ایک سو سوارون کا خان بہی اون ہی نے بنایا تہا اور نشان و
علم اور فوج عطا کی تہی - شہاب الدین اور فتح محمد ہر وقت مخمور رہا کرتے تہے - اون کے
افسرون نے قلعہ نمک کو سوارون سے بہر دیا اور باقی فوج ٹہیک تختہ پل کے باہر سدے
مقابلہ کے لیے رکہی - مین نے ایک خط شہاب الدین کو اس مضمون کا لکہا "اے نمکحرام!
میری مہربانیان اور عنایات بہول گیا اور صرف دو چار گہونٹ تلخ شراب کے لیے میرے
دشمنون کا ساتہہ دے رہا ہے" اور فوج کو لکہا "تم میرے سپاہی ہو مین تم سے نہ لڑون گا
اگر تم مجہے قتل کرنا چاہو تو مین کل قلعہ مین آنے کے لیے مستعد ہون - تم مجہے مار ڈالنا اور اپنے
پرانے آقا کا خون کر کے انعام پانا" یہ خط پڑہکر اونکے دل پگہل گیے اور صرف سو آدمی قلعہ
مین چہوڑکر میری جانب روانہ ہوے - شہاب الدین کو جب اسکی خبر ہوئی تو اوس نے چند
قندہاری اور ازبک سوار اونکے روکنے کو بہیجے اور لڑائی شروع ہو گئی - میرے سوار حکم پاتے
ہی اس مستعدی سے آگے بڑہے کہ دشمن کی فوج پایمال ہو کر اس سراسیمگی سے بہاگی کہ چار سو
گہوڑے اونکے ہمارے ہاتہہ آئے - شہاب الدین بہی تختہ پل کی طرف بہاگا اور اوسکے
جاتے ہی تختہ پل کے تمام سوار میری طرف چلے آئے اور پلٹنین پراگندہ ہو گئین - سردار
فتح محمد اپنا تمام مال و متاع چہوڑکر تین یا چار سو سوارون کے ساتہہ تاشقرغان بہاگا - یہ وہی
موسم تہا جس مین گذشتہ سال مین بخارا بہاگا تہا - یہ دنیا تجربون اور آزمایشون سے
بہری ہے اور اس مین کیسے کیسے نشیب و فراز ہین!

جب مین بلخ پہونچا تو فوج نے میری بڑی تعظیم و تکریم کی - نائب غلام احمد کو مین نے
رعایا کو راضی کرنے اور تشفی و تسلی دینے کے لیے تختہ پل روانہ کیا اور دو روز بعد آپ بہی وہان
پہونچکر فوج کو اپنی آیندہ مہربانیون اور خیر خواہیون کا یقین دلایا - فوج کی حالت درست کر کے
مین نے علی عسکر خان کو توپخانہ کی جرنیلی دی اور نظیر خان کو پیدلون کی - دوسرے افسرون

کو بہی کرنیل اور جنرل کے عہدہ نمبر ترقی دی اور نیز اون سپاہیون کو جو ابتدا سے سفر سے میرے ساتہہ تہے۔

تہوڑے ہی روز بعد مین تاشقرغان کی طرف بڑہا جہانکہ سردار فتح محمد[۵۱] چہہ پلٹنین لیکر موجود تہا۔ میری خواہش تہی کہ ملک کو دشمن سے پاک کردون۔ تاشقرغان مین بلا کسی مزاحمت کے مین داخل ہوا اور دو روز قیام کرکے ہیبک روانہ ہوا۔ فتح محمد اور شہاب الدین جو غوری مین تہے ہندوکش ہوکر کابل کی طرف بہاگے اور راہ مین شیخ علی ہزارہ نے اونکا تمام مال واسباب لوٹ لیا۔ میر اتالیق مرچکا تہا اور اوسکا بیٹا سلطان مراد قتاغان کا گورنر و میر تہا وہ میرے سلام کو حاضر ہوا اور پانچ سو گہوڑے۔ دو سو شتر۔ دو ہزار بہیڑین چار ہزار بوجہہ غلہ چالیس ہزار روپیہ اور دیگر مختلف تحائف پیش کیے۔ مین نے اوسکے والد کے انتقال پر افسوس ظاہر کیا اور کہا "جب میرے والد نے ملک قتاغان تمہارے والد کو دیا تہا تو اونہون نے تاجک۔ عرب اور قدیم افغان اور ہزارہ قومون کو اپنے ماتحت رکہا تہا اور تمکو صرف قتاغان کے لوگون کی حکومت دی تہی۔ مین بہی اس انتظام کو برقرار رکہون گا" اوسنے جواب دیا کہ امیر شیر علی خان نے یہی کیا تہا لیکن ایک لاکہہ روپیہ سالانہ خراج لیتے تہے اور اخیر مین اسپر ہی اکتفا نکرکے تین لاکہہ تک نوبت پہونچی تہی اور اس سے بہی زیادہ کی طلبی تہی۔

اس زمانہ مین چچا صاحب کا ایک خط میرے پاس بدخشان سے آیا جسمین لکہا تہا کہ وہ فیض آباد مین مقیم تہے اور میر اتالیق کی لڑکی سے شادی کرنے کا ارادہ تہا۔ بعد شادی کے مجہسے آکر ملین گے۔ چونکہ سفر کا سب انتظام کرچکا تہا موسم سرما بہی چلا آرہا تہا اور امیر شیر علی خان ہنوز کابل نہین آئے تہے مین بامیان روانہ ہوا اور قرا کوتل اور درہ

[۵۱] امیر شیر علی خان نے اپنے بہتیجے سردار فتح محمد کو بلخ کا گورنر مقرر کیا تہا۔

با دفاغ پار کر کے باجگاہ مین قیام کیا اور وہان سے بامیان پہونچا۔ میں یہاں سے ہزارہ کو خلعت
دیئے۔ اور اون سے دو ہزار خروار گیہون اور جو۔ ایک ہزار خروار مکھن اور تین ہزار
بھیڑین جمع کرنے کو کہا۔ اس سامان کے مہیا ہونے تک اور نیز چچا صاحب کے انتظار
مین مین باجگاہ ٹھیرا رہا۔ ایک مہینے بعد وہ تشریف لائے اور مین معہ اپنی فوج کے
اونکے استقبال کے لیے گیا۔ چترال کے سفر مین جو جو مصیبتین اونہین پیش آئی تہین
اون سب کا ذکر مجھ سے کیا اور بیان کیا کہ گورمنٹ انگریزی کی سرد مہری اونہین اچھی
نہ معلوم ہوئی اسلیئے کہ جس زمانہ مین وہ جمرود مین تھے تو اونکی وساطت سے اونکے والد
دوست محمد خان اور برٹش گورمنٹ مین تعلقات دوستانہ پیدا ہوئے تھے۔ اونہون نے
یہ بھی کہا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد سب لوگ دوست محمد خان کو سمجھاتے تھے
کہ انگریزون سے نہ ملو ممکن ہے کہ صوبہ پنجاب پھر مثل سابق افغانستان کی حکومت
مین آجاوے۔ اور اگر اونہون نے یہ صلاح سنی ہوتی تو اسمین شک نہین کہ پنجاب
افغانون کے قبضہ مین آجاتا لیکن صرف اون ہی نے اپنے والد کو اس سے باز رکھا اور
صلاح دی کہ انگریزون سے جو وعدہ ہوا ہے اوسے نہ توڑنا چاہیئے اسلیئے کہ ایسا کرنے سے
وہ تمام دنیا مین بدنام ہو جاوینگے۔ میرے چچا کو امید تھی کہ اسکے صلہ مین گورمنٹ برطانیہ
اون سے اچھا سلوک کریگی اور اسی غرض سے وہ ہندوستان گیے تھے۔
انگریزی گورمنٹ کا برتاؤ جب ایسا پایا تو میرے چچا بنو بہاگ گیے اور سوات پہونچکر
نجم الاولیا آخوند احمد کے پاس گیے۔ وہان تھوڑے عرصہ قیام کر کے دیر آور کوتل لوری کی
راہ سے چترال پہونچے اور وہان سے درہ کوتل ہو کر بدخشان پہونچے اور پھر
قتاغان اور غوری ہوتے ہوئے باجگاہ آئے۔ اونکے بخیریت پہونچنے سے مجھے
نہایت خوشی ہوئی اور مین نے اون سے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ آپ بجائے والد کے میرے

ساتھ ہین۔ ہم نے فوراً سرداران کابل کے ساتھ خط وکتابت شروع کی ۔ دوسرے روز بعد غور بند کی طرف سے کوہستان پہونچے۔ مین پہلے لکھ چکا ہون کہ سردار امین خان قتل ہو چکے تھے۔ اوسی لڑائی مین سردار شریف خان کو بھی امیر شیر علی نے قید کر لیا تھا۔ اس وقت انہین شریف خان کو رہا کر کے بمقام تتم درہ مجھ سے لڑنے کے لیے بھیجا لیکن جب اونکو میرے چچا کا خط ملا تو وہ چلے آئے اور سلام کیا اور اپنے بھائی سے ملے جو ہمارے ساتھ تھا امیر شیر علی خان کس قدر کوتاہ اندیش تھے کہ ایسے لوگون کو اپنے بھائی کے حامیون سے لڑنے کے لیے بھیجتے تھے۔

شریف خان نے اپنی فوج کو رخصت کر دیا اور وہ کابل واپس گئی۔ مین چارہ کار سے سعید آباد ہو کر تتم درہ مین داخل ہوا۔ موسم سرما شروع ہو گیا تھا اور کمر تک برف زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ سوارون کی مدد سے مین نے اونٹون کے لیے سڑک صاف کرائی اور اونکے پیرون سے برف دب گئی اس کے بعد پیدل فوج اوسپر سے گذری انھیں مین توپخانہ بھی بڑی دقت سے کھینچکر لایا گیا۔

راہ اس قدر دشوار تھی کہ روز دو گھنٹہ سے زیادہ نہین چل سکتے تھے اور اسیلیے پیشقدمی سستی کے ساتھ ہوئی لیکن آخرش ہم قلعۂ قاسم پہونچکئے شیر علی خان کی فوج بمقام خواجہ تھی۔ مین نے پہاڑیون سے فائدہ اوٹھایا اور اپنی فوج چوٹیون پر نصب کی جہان تھوڑی دیر دشمن کی جانب سے تقدیم کا انتظار کیا گیا لیکن کوئی کارروائی اودھر سے ظہور مین نہ آئی مین نے دوربین سے دیکھا کہ کابل کو حملہ سے محفوظ رکھنے کے لیے کسی قسم کا انتظام نہین کیا گیا ہے۔

رات اوسی مقام پر بسر کی۔ دوسرے دن صبح پسر امیر شیر علی خان کا کابل سے خط آیا جسمین لکھا تھا کہ اگر کابل پر چالیس روز تک حملہ نکرو تو مین تمہارے والد کو قید سے

رہا کر دونگا اور ترکستان بھی چھوڑ دونگا - اسے مین نے منظور کر لیا - اس لیے کہ کثرت برف مین لڑنا نہایت ہی دشوار ہوتا اور دوسرے اگر وہ اپنے وعدہ کے سچے نکلے تو ہملوگ موسم بہار مین بلخ واپس جا سکین گے - اسی درمیان مین سردار محمد رفیق خان اور جنرل شیخ میر جو سردار ابراہیم کے درباری تھے آپس مین لڑے تھے اور چونکہ شیخ میر کے ہوا خواہون کی تعداد زیادہ تھی محمد رفیق کو شکست ہوئی تھی - یہ محمد رفیق نہایت ہوشیار شخص تھا اور امیر شیر علیخان کا وزیر تھا اس شکست کے بعد اوسے معلوم ہوا کہ اوسکی جان لینے کے لیے بعض لوگون نے سازش کی تھی اسیلیے وہ کابل سے شب کے وقت بھاگا اور تگاؤ مین پناہ لی - جب مین چارہ کار پہونچا تو وہ مجھے وہان ملا تھا اور اوس سے امیر شیر علی خان کی بد انتظامی کا پورا حال معلوم ہوا - یہ شخص اوسوقت بھی ہمارے ساتھہ تھا اور چالیس دن تک حملہ نکرنے کے عہد و پیمان کے بعد ہماری فوج کے ساتھہ کوہستان واپس آیا - میرے چچا چارہ کار مین رہے جو کابل سے ستائیس میل ہے -

ماہ مارچ آپہونچا اور امیر شیر علی خان کے بیٹے کے وعدہ کی مدت بھی منقضی ہوگئی جب مین نے دیکھا کہ ایفاے وعدہ کی کوئی امید اوس طرف سے نہین تو کابل پر پیشقدمی کی اور قلعہ دودہ مست پہونچگیا - عظیم الدین خان جو ایک ہزار ملیشیا کے ساتھہ میرے مقابلہ کو بھیجا گیا تھا دو چار گولیان چلنے کے بعد کابل واپس گیا - میرے چچا بہت سے سپاہیون کے ساتھہ کابل مین داخل ہوئے[۵۱] اور جب سردار شیرین خان کے مکان مین پہونچے تو وزرا اور سردارون نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی ادہر سردار ابراہیم خان نے قلعہ کابل کو خوب مضبوط کیا تھا جسکی وجہ سے میری فوج نے نوروز تک اوسکا محاصرہ کیا لیکن اخیر مین جنرل شیخ میر اور دوسرے لوگون نے دروازے کہولدے - پس امیر شیر علی خان نے

[۵۱] فروری سنہ ۱۸۶۶ء

جو اوسوقت حرم سرا مین تہا باہر آکر ہمکو سلام کیا۔ غرضکہ ہم کابل پر قابض ہو گیے اور سپہر
امیر شیر علی خان قندہار بہاگ گیا۔

چھہ ہفتہ بعد خبر آئی کہ امیر شیر علی فوج لے کر ہماری طرف آرہے ہین۔ مین نے اپنی فوج
کو تیار رکہا تہا۔ سوارون کے تین حصے کئے ایک حصہ کابل مین چچا کے پاس چھوڑا اور
دو حصے ساتہہ لے کر کوہ سنگ سنگ کی جانب روانہ ہوا۔ کابل مین سوار رکہنے کی یہ وجہ
تہی کہ فتح محمد خان کی ایک لڑکی کابل پر جلال آباد کی طرف سے حملہ کر رہی تہی جبانکہ فوج موسم
سرما مین رہ چکی تہی۔ تین ہزار سپاہی اور بہی جو مین نے حال مین نوکر رکہے تہے چچا کے
پاس چھوڑے اور نو ہزار سوار اور تیس توپین اپنے ہمراہ لین۔ میر رفیق خان کو حکم دیا کہ میرے
ہمراہ غزنی چلے اور شیخ میر کو چچا کے ساتہہ کابل رہنے دیا۔ جب غزنی پہونچا تو دیکہا کہ
نذر خان وردک نے پیشتر ہی سے قلعہ مضبوط کر لیا تہا۔ مین نے اوسکا محاصرہ کیا لیکن وہ
نہایت مستحکم تہا اور میرے خچر باتری کی توپون سے فتح نہین ہو سکتا تہا۔ اس لیے مین نے
مناسب نہ سمجہا کہ گولہ بارود اوسپر ضایع کرون جو کہ میرے پاس وافر نہ تہا۔ اودہر محصورین
کی ہمت بہی اس وجہ سے زیادہ ہو رہی تہی کہ اونکے امیر کے پاس سے روزانہ خبر آتی تہی
کہ چالیس ہزار فوج کے ساتہہ وہ اونکی امداد کو آرہے ہین۔ غرضکہ گیارہ دن تک کچھہ نہ کیا
گیا حتی کہ امیر شیر علی خان کی فوج غزنی سے ایک کوچ کے فاصلہ پر آپہونچی۔ میرے
مخبرون نے مجھے اطلاع دی کہ امیر شیر علی خان کی فوج کی تعداد چالیس ہزار تہی اور نہایت
تعلیم یافتہ تہی۔ یہ سنکر مین نے میر رفیق خان سے مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ اتنی
بڑی فوج سے کہلے میدان مین لڑنا ہماری تہوڑی فوج کے لیے ناممکن ہے اس لیے
ہم ایک تنگ درہ مین واپس گیے جہانکہ ہماری قلیل التعداد فوج کو بہتر موقع لڑنے کا
مل سکتا تہا اولاً میر رفیق نے اس تجویز سے اختلاف کیا تہا اس لیئے کہ واپس جانے

سے سپاہیون کے دل ٹوٹ جائینگے اور ممکن ہے کہ وہ ہمین چھوڑکر چلے جائین لیکن
مین نے اس اعتراض کی تردید کی اور سمجھایا کہ میری فوج کو ایسی تعلیم دیگئی ہے کہ جہان مین
جاؤن میرے ہمراہ چلے معمولی افغانی سپاہی اوسمین شامل نہین ہین۔ سعید آباد ایک تنگ
درہ تہا اور اوسکے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چہوٹی چہوٹی پہاڑیان تہین۔
ہم اوسی شب وہان پہونچے۔ جس وقت کہ ہم سعید آباد واپس جارہے تہے امیر شیر علیخان نے
دس ہزار ہراتی اور قندہاری سواروں کو ہمارے عقب پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہ بہی ہدایت
کی کہ کابل والی سڑک پر قبضہ کرلین تاکہ دوسرے روز اگر وہ فتحیاب ہون تو ہمارے بہاگنے
کی راہ مسدود ہو جائے۔ دشمن کی فوج کے ان حصون سے میرے چہ سو سپاہیون سے
مقابلہ ہوگیا جنہین مین نے بطور ہراول کے آگے بہیجا تہا۔ میرے سوار دلیری سے لڑے
اور آہستہ آہستہ پیچہے ہٹتے گئے اور مجہے اپنی مشکل کی اطلاع بہی دی۔ مین نے خبر پاتے
ہی دو پلٹنین پیدلون کی اونکی مدد کو بہیجین جو کہ اچانک جا پہونچین اور چونکہ امیر شیر علیخان
کے سوار سب ایک ہی جگہہ جمع تہے تہوڑی سی گولیون نے اونہین بہت نقصان پہنچایا
اور وہ بہاگ کہڑے ہوئے۔ میرے سپاہی خوشی خوشی مال غنیمت لیکر واپس آئے
اور ہم سعید آباد کی طرف پہر روانہ ہوئے۔

جب امیر شیر علی خان نے اس شکست کی خبر سنی تو اوسی قدر سپاہی اپنی فوج کی مدد
کے لیے روانہ کیے لیکن اونہون نے آکر میدان خالی پایا اور میری فوج کو واپس جاتے
دیکہا۔ اسلیے وہ خود واپس چلے گئے اور امیر کو مژدہ سنایا کہ اونکی فوج کی کثرت دیکہکر مین نے
ہمت ہاردی تہی اور لڑائی سے منہ موڑکر بہاگا جاتا تہا۔ یہ سنکر امیر نے حکم دیا کہ فتح کی خوشی
مین سلامی فیر کی جائے اور سوارون کو تعاقب کے لیے بہیجکر ہدایت کی کہ مجہے گرفتار کرلین
نو بجے دن کے ہم شش گاؤ پہونچے تو یہ سوار ہمین اچانک دکہلائی دئے۔ مین نے دادر

باربرداری کے سامان کے پیچھے پیچھے کوچ کرتا تہا اور چار پلٹنین اور بارہ خچر باتری کی توپین میرے ساتہ تہین - سردار رفیق کو ایک حصے کے ساتہ اسباب کے داہنی طرف تعینات کیا تہا اور جنرل نظیر اور عبدالرحیم آگے آگے تہے - جب دشمن کے سوار قریب پہونچے توپین نے بہت تیزی کے ساتہ بڑہنا شروع کیا اور سڑک کے کنارے ایک بڑے غار مین ایک پلٹن پوشیدہ کردی اور حکم دیدیا کہ میری توپون کی آواز سنتے ہی بندوقین چلانے کے لیے تیار رہو جائین - اسکے بعد مین نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ آہستہ چلین اور جیسے ہی دشمن کی فوج کو دیکہا کہ غار کے سامنے ہے اپنی بارہ توپون کے منہ اونکی طرف پہیر دیئے اور گولہ باری شروع کردی - ساتہ ہی چہپی ہوئی پلٹن نے جو کہ دشمن کے بالکل قریب تہی گولیان چلائین جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر شیرعلیخان کے ایک ہزار سوار کم آئے اور تہوڑے سے مقابلہ کے بعد باقی سوارون نے پشت دکہائی - لیکن بہت جلد وہ پہر سنبہل گیے اور میری فوج کے پیچہے پڑے لیکن اونہین حملہ کرنے کی ہمت نہوئی - تہوڑی دور تک وہ اسی طرح ساتہ آئے یہانتک کہ مین نے ایک ہزار سوارون کو اونپر حملہ کرنیکا حکم دیا - اسمین مجہے کامیابی ہوئی اور ڈیڑہ سو سوار دشمن کے قید کرلیے - لیکن اون لوگون کو مین نے رہا کردیا اور کہدیا کہ میری تعلیم یافتہ فوج کا مقابلہ کرنا ناممکن اور فضول تہا - میرا اچہا سلوک اور میرے سپاہیون کی دلیری دیکہکر وہ شیرعلیخان کے پاس واپس گیے - راہ مین اہل ملک کے سو آدمی اونہون نے قتل کیے اور اونکے سرکاٹ کر ہمراہ لے گیے - اور امیر شیرعلیخان کو دکہلا کر کہا کہ یہ افغان سوارون کے سر ہین - لیکن زیادہ عرصہ نہ گذرا تہا کہ مقتولین کے رشتہ دار پہونچے اور امیر شیرعلیخان کے پاس اونکے سوارون کے ظلم کی شکایت کی - اونکی فریاد سنکر اونہون نے رسالہ کے افسر اعلیٰ کو بلایا اور حقیقت حال دریافت کی - اوس نے کہا کہ عبدالرحمن کے سپاہیون سے لڑنا بہت مشکل ہے اگر لڑائی کسی صحرا مین ہوئی تو اوسکے سوار گہر گیے

ہوتے اور ایک ہی نہ بہاگ سکتا۔

امیر شیر علی خان غزنی کی طرف روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر چار روز قیام کیا اور میرے والد کو قلعہ مین مقید کر کے میری طرف جانب سعید آباد بڑہے۔ سعید آباد مین مینے ایک مضبوط مقام منتخب کیا تہا اور پہاڑیون کی چوٹیون پر توپین نصب کر کے لڑائی کا انتظام کیا تہا چار روز کوچ کر کے امیر ہمارے ۔۔۔ وجون کے سامنے آگر ٹھہرے۔ مین نے اس سے پہلے ایک گانون آنچی نامی اس غرض سے لوٹا تہا کہ فوج کے لیے بیس روز کا سامان رسد مہیا کرون۔ اس گانون کے لوگون نے مجھے کہانے پینے کی چیزین خریدنے سے روکا تہا۔ میری فوج کی تعداد سات ہزار تہی اور امیر کے پاس پچیس ہزار سپاہی اور پچاس توپین تہین۔ بہت جلد نہایت زور شور سے لڑائی شروع ہوگئی بندوقون اور توپون کے دہوئین سے آفتاب تک پوشیدہ ہوگیا اور چار بجے شام کو جنگ موقوف ہوئی۔ میرے دو ہزار آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے لیکن امیر شیر علیخان کا نقصان تخمیناً اس سے سہ چند ہوا[51]۔ جیسے ہی مجھے یقین ہوا کہ خداوند کریم نے مجھے فتحیاب کیا مین نے چند تیز سوار غزنی بہیجے کہ میرے والد کو قید سے رہا کر دین۔ لیکن اون کے پہونچنے کے پہلے ہی سنتریون نے میری فتح کی خبر پاکر والد کو رہا کر کے اطاعت قبول کی تہی دیگر سردار جو والد کے ساتھ رہا ہوئے وہ یہ تہے:۔

سردار سرور خان پسر سردار اعظم خان۔ سردار شاہنواز خان۔ سردار سکندر خان اونکے چچا۔ اور محمد عمر برادر سردار سلطان جان گورنر ہرات۔ آخر الذکر دو تین اشخاص ہرات مین گرفتار کیے گئے تہے۔ امیر شیر علی خان قلعہ غزنی ہمارے قبضہ مین چہوڑ کر قندہار بہاگ گئے اور اونکے شکست پاتے ہی اونکا رسالہ جو اصل مین میرے والد کا تہا، اونہین چہوڑ کر ہماری طرف آگیا۔

---

[51] ۱۰ مئی سنہ ۱۸۶۶ء۔

لڑائی شروع ہونے کے پہلے مین نے چچا کو لکھا تھا کہ آکر میری مدد کرین اور حالانکہ وہ میرے قریب پہونچگئے تھے میرے شریک نہوئے اور دور ہی سے جنگ کی کیفیت دیکھتے رہے۔ اونکا بیٹا سردار محمد عزیز خان جسکی عمر صرف سترہ سال تھی میری طرف نہایت دلیری سے لڑا۔ میرے والد نے بھی اس فتح پر اظہار خوشی کیا اور مجھے خط لکھا جسے پاکر مین نہایت خوش ہوا اور خدا کی حمد وثنا کی۔ جواب مین مین نے لکھا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کرون لیکن اونہون نے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ تم فوج سے علیحدہ نہ ہو مین خود بہت جلد آکر تم سے ملونگا۔

میرے سپاہیون نے چار روز تک امیر شیر علی خان کا خزانہ اور اسباب لوٹا اور پانچوین روز میرے والد تشریف لائے۔ مین نے معہ اپنی کل فوج کے اونکا استقبال کیا۔ گھوڑے سے اوترکر اون کے قدمون کو بوسہ دیا اور اونکی رہائی پر خدا کا شکر ادا کیا۔ دوسرے دن مین نے ہرات تک امیر شیر علی خان کے تعاقب کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا اور والد نے میری غیر حاضری مین دیگر امور کی نگرانی اور انتظام اپنے ذمہ لینا قبول فرمایا لیکن میرے چچا نے میرے جانے کی مخالفت کی۔ یہ دیکھکر مجھے غصہ آیا اور مین نے کہدیا کہ اگر آپ خطرات جنگ سے محفوظ رہنا چاہتے ہین تو امیر شیر علیخان کے گرفتار ہونے کے بعد مجھ سے آکر ملیئے گا لیکن میرے چچا کے اعتراضات کا والد پر بھی اثر ہوا اور اونہون نے بھی اون سے اتفاق کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنا ارادہ فسخ کرنا پڑا اور ہم سب کابل روانہ ہوئے۔ وہان کے لوگون نے نہایت خوشی سے ہمارا استقبال کیا اور بہت کچھ خیرات بھی کی۔ ہم محل مین داخل ہوئے اور مین نے والد کے نام کا خطبہ پڑھا۔ تمام سردار جمع ہوکر اونہین امیری کی مبارکباد دینے کے لیے آئے اور کہا کہ چونکہ آپ امیر دوست محمد خان کے بڑے بیٹے ہین اور اونکے بعد آپ ہی حقدار ہین اسلیے ہم نہایت خوشی سے آپکو اپنا فرمانروا تسلیم

کرتے ہین - نیز یہہ کہ صرف چند فوجی افسرون نے شیر علی خان کو امیر گردانا تہا ورنہ اونکی حکومت سے کوئی راضی نہ تہا اور اپنے حقیقی بہائی کو مارڈالنے اور میرے والد کو قید کرنے کے سبب خلاف تہے - اسلیے کہ والد اون سے عمر مین بڑے تہے اور عزت و تعظیم کے مستحق تہے - شیر علی خان کے بیٹے کے مارے جانے کا ہم سب نے افسوس کیا لیکن یہ اون کے گناہون کا نتیجہ تہا -

موسم گرما نہایت خوشی کے ساتہہ اچہی طرح بسر ہوا - میرے والد ملکی انتظام کرتے تہے اور مین اور چچا فوج کے نگران تہے - موسم خزان مین والد نے مجہسے کہا کہ شیر علی خان نے قندہار سے کابل پر چڑہائی کرنے کی تیاریان کی ہین مین نے جواب دیا کہ اگر بعد فتح کے مجہے اونکے تعاقب کی اجازت دیگئی ہوتی تو ہرگز دوبارہ وہ لڑائی کا انتظام ہرگز نہ کر سکتے - تب اونہون نے دریافت کیا کہ کتنے دن مین تم روانہ ہونے کے لیے تیار ہو سکتے ہو - مین نے کہا کہ مین پہلے ہی سمجہا ہوا تہا کہ یہ واقعہ ضرور پیش آئیگا اور اس لیے تمام انتظام درست کر رکہا ہے - اور آج ہی روانہ ہو سکتا ہون - وہ سخت متعجب ہوئے اور کہا یہ پہلی مرتبہ ہے کہ افغانی فوج جس روز اعلان جنگ ہوا اوسی روز روانہ ہونے کے لیے تیار ہے - مین والد کی حضوری مین رہا اور ضروری احکام جاری کر دیئے - چار گہنٹے مین بارہ ہزار سپاہی محل کے قریب جمع ہوگئے اور مین ہمراہی روانہ ہوا - میرے روانہ ہونے سے پہلے والد نے فوج کا خود معائنہ کیا اور میرے انتظام مین کسی قسم کی خامی نہ پائی - اسکے بعد وہ میرے چچا سے مخاطب ہوئے اور پوچہا کہ آپ کی فوج ہمراہ جانے کو تیار ہے یا نہین - جواب ملا کہ سوا خیمون کے اور کوئی سامان تیار نہین لیکن ایک مہینے مین تمام انتظام ہو جائے گا - مین نے کہا کہ غزنی مین آپ کا انتظار کرونگا اور والد کے ہاتہہ کو بوسہ دیکر اوس طرف روانہ ہوا - وہان بیس روز قیام کے بعد مین نے سنا کہ شیر علی خان

کلات تو خبر ہو چکے ہین۔ یہ خبر پاکر مین نے والد کو لکھا کہ چچا کب آئین گے اس لیے
کہ اونکے ساتھہ صرف تین ہزار سوار ہو نگے اور اتنے تہوڑے آدمیون کے لیئے میری
فوج کا پڑا رہنا قابل افسوس تہا۔ مین نے یہہ بہی عرض کیا کہ میرے پاس سوار صرف چار ہزار
ہین اور چونکہ یہہ کافی ہونگے اسیلئے اگر چچا کے آنے مین دیر ہو تو تہوڑے سوار میرے
پاس فوراً بہیجدیئے جائین۔ خط بہیجکر مین نگر روانہ ہوا۔ شیر علیخان کو جب یہ خبر ہوئی تو
اونہون نے کلات مستحکم کیا اور وہین رہے۔ مگر مین بارہ روز چچا کا انتظار کر کے
مین کلات کی طرف ٹہرا۔

دوسرے روز شیر علی خان نے دس ہزار سوار زیر کمان شاہ پسند خان اور فتح محمد
میری خیمہ گاہ کے چارو نطرف ملک لوٹنے کے لیے مقرر کیے۔ مین نے ایک مخبر سے
سنا کہ یہ لوگ چھہ میل کے فاصلہ پر پوشیدہ تہے اور پہر آگے بڑہکر چشمہ پنجاب نامی مقام پر
معلوم ہوا کہ اونہون نے شب ایک بڑا سے نے قلعہ مین بسر کی۔ مین نے جنرل نظیر خان اور
عبدالرحیم کو ایک ہزار رسالہ کے سوار ایک ہزار درانی سوار۔ دو پلٹن پیدل۔ اور چھہ
توپین دیکر قلعہ پر رات کو حملہ کرنے کے لیے بہیجا۔ اونہون نے اسکی تعمیل کی اور دشمن کی
فوج گہبرا کر بہاگی۔ تین سو آدمی مارے گئے اور ایک ہزار قیدی ہاتہہ آئے۔ میری فوج
کا صرف ایک شخص ضایع ہوا اسیلیے کہ دشمن کی فوج نے لڑنے کی ہمت نہ کی بلکہ سراسیمگی
کے ساتہہ بہاگ کہڑی ہوئی۔ یہ قیدی مین نے غزنی بہیجدیئے۔ شیر علی خان یہہ بری خبر پاکر
نہایت افسردہ ہوئے اور گیارہ روز تک لڑائی کی کوشش نہ کی۔ اس درمیان مین میرے
چچا بہی سوار اور پیدل فوج سے کر آپہونچے اور اون سے مین نے اس واقعہ کا ذکر کیا۔
جس مقام پر ہم تہے وہان سے دو سڑکین جاتی تہین ایک کلات غلزئی ہو کر قندہار کو
اور دوسری قوم ہوتکی کے ملک سے ناوہ ارغستان مین اور پہر منڈی حصار ہو کر قندہار

ان دونون سڑکون کو ایک بلند پہاڑ ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا ہے اسلیے مجھے خیال ہوا کہ چونکہ شیر علی خان نے کلات کے مضبوط کرنے مین بڑی محنت کی تہی اگر ہم ارغستان والی سڑک سے کوچ کرین تو اونکی تمام محنت بیکار ہو جاے گی۔ مین نے چچا سے اسکا ذکر کیا۔ اونہون نے میری راے سے اتفاق کیا اور ہم اوسی سڑک سے روانہ ہوے۔

مین عموماً کوچ اس طریقہ سے کیا کرتا تہا کہ باربرداری وغیرہ کا سامان آگے بہیجدیتا تہا اور حکم دیدیتا تہا کہ جب تک مین نہ پہونچون کوئی چیز نہ اوتاری جاے۔ اسکے بعد ہی جنرل نظیر خان عبدالرحیم اور چند دیگر افسر ہوتے تہے اور مین خود فوج کے بازو پر رہتا تہا تا کہ یمین و یسار سے حملہ ہو تو اوسے روک سکون۔ دیوالک ایک مقام پر پہونچکر مین نے فوج کو ٹہرنے کا حکم دیا۔ مین اور چچا ایک چوتہائی میل کے فاصلہ پر پیچہے رہے اور صرف دو سو سوار دو توپین ہمارے ساتہ تہین۔ اوسوقت چند سوارون نے مجہ سے آکر کہا کہ ایک گلہ بہیڑونکا ہماری جانب آرہا ہے لیکن مین نے دوربین لگا کر دیکہا تو معلوم ہوا کہ یہ دشمن کی فوج کا ایک حصہ تہا۔ مین نے اپنے دو سو سوارون کو حکم دیا کہ چار چار پانچ پانچ ایک ساتہ ہو کر پہاڑی پر چڑہین اور اوترین تاکہ معلوم ہو کہ اونکی تعداد زیادہ ہے اور عبدالرحیم کو کہلا بہیجا کہ فوراً ہماری امداد کو آے اور لڑائی کی تیاری کرے۔ تہوڑے عرصہ مین شیر علی خان کی پوری فوج اس ترتیب کے ساتہ دکہلائی دی۔ دس ہزار ہشت رود کے سوار۔ تین ہزار ہرات کے۔ دس ہزار قندہاری اور چار ہزار شیر علی خان کے اپنے کابل کے سوار۔ یہ سب ہماری طرف بڑہے چلے آتے تہے۔ میرے افسرون نے آکر مجہے صلاح دی کہ سوار ہو کر فوج سے ملجایئے لیکن مین نے اس بنا پر عذر کیا کہ دشمن کو ہماری قلیل التعدادی معلوم ہو جاے گی اور اوسکے سوار ہمارے جانے کی راہ مسدود کر دینگے۔ برخلاف اسکے اگر ہم برابر چلتے پہرتے رہین اور مختلف

موقعون پر آگ جلائین تو حملہ کرنے سے پہلے وہ ہماری اصلی تعداد دریافت کرنے مین کچھ وقت صرف کرین گے الغرض وہ راضی ہوگئے لیکن اونکو یہ نہ معلوم تھا کہ مین کس قدر بے قرار ہو رہا تھا اور مجھے کتنا اضطراب تھا۔ اودہر تو دشمن کی فوج لڑائی کے لیئے صف آرا ہو رہی تھی لیکن ظاہرا اس وجہ سے توقف کرتی تھی کہ پہلے ہماری تعداد معلوم ہو جاوے اور ادہر میری فوج اتنی دور تھی کہ اگر مین کسی کو اوسکے بلانے کے لیے بھیجتا تو اوسکے پہونچنے اور فوج کے آنے مین دیر ہوتی۔ آخرش مین نے عبدالرحیم کو دور آتے ہوئے دیکھا لیکن اوسکے پہونچنے سے پہلے ہی دشمن نے ہماری توپون پر حملہ کر دیا اسلیے کہ دو توپون کا بہت کم اثر اتنی بڑی فوج پر ہو سکتا تھا اور وہ توپچیون کو مار کر اور ایک کو زخمی کر کے اونپر قبضہ کر لیا۔ باقی توپچی بھاگ گئے جس وقت کہ میری توپین کھینچکر لیجا رہے تھے مین نے چار پلٹنین زیر حکم عبدالرحیم اونہین چارون طرف سے گھیر لینے کے لیے بھیجین۔ اس جدوجہد مین پانچ سو آدمی اور بہت سے گھوڑے دشمن کے مارے گئے اور ہم نے توپین چھین لین باقی ماندہ سوارون کا مین نے کلات کی دکھن جانب تعاقب کیا۔ یہ سوار سہ پہر کے وقت کسی قدر دیر سے قریہ تلہ نامی تک پہنچکر ٹھہر گئے اور طلبق سر نامی پہاڑیون پر مقیم ہوئے۔ ہم بھی قریب ہی خیمہ زن ہوئے جہان سے شیر علی خان کو قلعہ کلات مین بلا دور بین کی مدد کے دیکھ سکتے تھے۔ مین نے دیکھا کہ شکست خوردہ سوارون کو دیکھکر باقی فوج پست ہمت ہو گئی ہے اور سپاہی اپنے مورچون مین بیدلی سے چل پھر رہے ہین۔ مین نے نہایت دشواری سے اپنی فوج کو صف آرا کیا اور توپین نصب کرنے کے لیے پہاڑیان منتخب کین میرے پاس اوس وقت بارہ پلٹنین چھ چھ سو سوارون کی۔ دو ہزار رسالہ کے سوار اور ایک ہزار درانی سوار تھے۔ باقی فوج پیچھے خیمہ زن تھی۔ شام تک مین پہاڑی پر کھڑا رہا اوسکے بعد نیچے اوتر آیا اور دشمن کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی۔ پہر اندھیرا ہوتے ہی واپس ہوا اور دو بجے شب کو اپنی پوری فوج سے آملا۔ خدا کا شکر ہے کہ اوس وقت سے

صبح دس بجے تک خوب بارش ہوئی جسکی وجہ سے سڑکین کیچڑ سے بہر گئین اور خیمے تر ہو گئے
دو روز وہان قیام کرکے ہم قندہار کی طرف روانہ ہوئے اور یہ خبر پاکر شیر علی خان بہی اوسی
جانب چلے لیکن چونکہ ہم دونون مین ایک سلسلہ پہاڑون کا حائل تہا اس لیے اون کی
فوج ایک جانب کوچ کرتی تہی اور میری دوسری جانب۔ ہم کو امید تہی کہ شیر علی خان
سے پہلے قندہار پہونچ جائین گے اور اون کا ارادہ تہا کہ ہمین راستہ ہی مین وہان
پہونچنے سے باز رکہین۔ اسیطرح پانچ روز متواتر ہم چلتے رہے۔ دونون فوجین ایک
دوسرے سے پانچہزار قدم کے فاصلہ پر تہین لیکن ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے
کوئی بہی تیار نہ تہی۔

پانچوین روز ہم ایک ایسے مقام پر پہونچے جو کہ لڑائی کے لیئے نہایت موزون تہا اور
شیر علی خان نے بہی وہان قیام کیا۔ کچہہ توپین جہنڈون کے ساتہہ پہاڑیون کی چوٹیون پر
نصب کین اور باقی پیچہے چہپا دین۔ ضرورت سے زیادہ اسباب و سامان آگے بہیجدیا اور
اور جنرل نظیر اور عبد الرحیم کو حکم دیا کہ تین پلٹنین پیدلون کی اور ایک ہزار ملیشیا کے سپاہی لیکر
اون غارون پر قبضہ کرلین جو کہ اوس سڑک کے کنارہ تہے جس سے کہ شیر علی خان آئین گے
یہ دیکہکر کہ مین نے سڑک پر قبضہ کرلیا ہے شیر علی خان لڑنے پر مجبور ہوئے اور اپنی فوج کو
جنگ کے لیئے آراستہ کیا۔ لیکن یہ دیکہکر کہ چوٹیون پر صرف تہوڑے ہی آدمی تہے اور
سامان باربرداری وغیرہ آگے چلا گیا تہا اونہون نے اپنے افسرون سے کہا کہ ایک ہی حملہ
کرین اسلئے کہ دشمن کی فوج زیادہ نہ تہی۔ یہ کہکر اونہون نے پہاڑ کی چوٹیون پر جو میرے سوار
تہے اون پر حملہ کیا اور ساتہہ ہی جو فوج کہ پوشیدہ تہی اوسکے باہر نکلنے کا حکم دیا جس وقت
کہ لڑائی بڑے شد و مد کے ساتہہ ہو رہی تہی اور دونون فوجین خستہ ہو چلی تہین
مین نے عبد الرحیم اور جنرل نظیر کو بلایا اور اونہون نے دشمن کے بازو اور عقب پر حملہ کیا

اس کے تھوڑے سے ہی دیر بعد شیر علی خان کی فوج کے پاؤن اوکھڑ گئے اور وہ قندہار کی طرف بھاگ گی۔ مین نے سوارون کو دشمن کا اسباب وسامان لوٹنے دیا پینتیس توپین بھی ہمارے ہاتھ آئین۔ اسکے بعد مین اپنی خیمہ گاہ واپس آیا جو کہ تیرہ میل کے فاصلہ پر تھی اور خوب لنبی نیند سویا اس لیئے کہ گذشتہ پندرہ روز کی کشمکش واضطراب ودشمن کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے کسی روز دو تین گھنٹے سے زیادہ نہین سویا تھا۔ دوسرے دن شام کے وقت میری آنکھ کھلی لیکن کھانا کھاکر پھر سو رہا اور دوسری صبح کو جاگا۔ اتنا سونے کے بعد میری طبیعت بالکل درست ہوگئی اور اپنی فتحیابی پر خداوند کریم کا شکر ادا کیا۔

دوسرے روز چچا کے ساتھ قندہار کی طرف روانہ ہوا اور پانچوین دن وہان پہونچگیا شیر علی خان سیدھے ہرات بھاگ گے۔ قندہار پہونچکر میرے چچا نے کابل جانیکا اشتیاق ظاہر کیا اور کہا کہ تم یہین رہو۔ لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ مین کابل جاؤنگا اور آپ یہان گورنر رہین۔ مین نے باربرداری کے جانورون اور اپنے ساتھیون اور توپخانہ کے لیئے گھوڑون کا انتظام کیا اس لیئے کہ موسم سرما مین میرے ساتھ کے جانور نہایت کمزور ہوگئے تھے اور چرنے اور فربہ ہونے کے لیئے چھوڑ دیئے گئے تھے۔

اس موقع پر اپنے چچا کی فوج کے ایک افسر فتح محمد پسر سلطان احمد خان کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ جنگ ہرات مین سلطان احمد خان کو شیر علی خان نے گرفتار کرلیا تھا لیکن میرے والد نے اوسے رہا کرکے ہزارہ جات کا گورنر مقرر کردیا تھا۔ یہ شخص اوس عہدہ سے دست بردار ہوکر چلا آیا۔ اور شیر علی خان سے جا ملا۔ اونھون نے اوسے اپنے رسالہ کا سردار مقرر کیا اور اس لڑائی مین وہ برابر میرے مقابل رہا ایسے

شخص کی نسبت کیا راے قایم کی جا سکتی ہے جو اپنے آزادی دہندہ اور محسن سے لڑے اور جس نے اوسے قید کیا تہا اوسکا طرفدار ہو؟

سچ ہے ایک بدطینت شخص تعلیم و تربیت سے کبھی درست نہین ہو سکتا باغون مین گل بوٹے پیدا ہوتے ہین اور جنگلون مین خار ؎

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے | تا کس بہ تربیت نشود اے حکیم کس
باران کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست | در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

# باب چہارم

## شیر علی خان سے مقابلہ

و

## حالات امیر محمد اعظم خان

## سنہ ۱۸۶۷-۷۰ء

اب بلخ کا حال سنئے مین بیان کر چکا ہون کہ اوس ملک کو فتح کر کے مین نے فیض محمد ناظر
حیدر خان اور جنرل علی عسکر خان کو وہان کا گورنر مقرر کیا تہا جب مین بامیان پہونچا تو سنا کہ
ان تینون اشخاص مین آپسمین ناچاقی ہے مین نے اونہین لکہہ بہیجا کہ ایسے وقت مین
جبکہ مین کابل پر حملہ کرنے والا ہون۔ آپس کی پرخاش سے باز رہین بموسم سرما مین مینے
فیض محمد کو لکہا کہ ایک ہزار بار برداری کے ٹٹو بہیجدے لیکن اوس نمکحرام نے یہ دیکہکر کہ مین
جنگ مین مصروف ہون انکار کیا۔ فتح سعید آباد کے بعد میرے والد نے اوسے لکہا
کہ اگر ہم سے ملاقات کرے اس سے بہی اوس نے انکار کیا۔ اسی درمیان مین کہ

چچیرے بھائی سردار سرور خان آٹھ ہزار سوار اور غلام علی خان کے ہمراہ ہزارہ کا انتظام کرنے کے لیئے بامیان بھیجے گئے تھے اور اسی زمانہ مین شیر علی خان قندہار سے غزنی جا رہے تھے کہ کلات مین ہین سے اونکا مقابلہ کیا جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہون۔

سردار فیض محمد روز بروز زیادہ تکلیف دینے لگا اور مجبور ہوکر میرے والد نے سرور خان کو اوسپر فوج کشی کا حکم دیا۔ وہ فوراً بلخ روانہ ہوئے اور ہیبک سے پانچ کوچ کے فاصلہ پر آب کلی نامی گانون مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ سرور خان نے شکست کھائی لیکن دوبارہ فوج جمع کرکے پھر باجگاہ مین لڑے لیکن اس مرتبہ بھی فیض محمد کو فتح ہوئی۔ سردار سرور خان بھاگ گئے اور بہت سے افسر اور سپاہی فیض محمد نے قید کر لیئے۔ نائب غلام اور غلام علیخان اور دو یا تین بڑے افسرون کو اوس نے قتل کر دیا۔ اسکے بعد وہ قطغان و بدخشان کی طرف واپس گیا اور میر جہاندار سے یہ دونون ملک خفیف لڑائی کے بعد چھین لیئے میر جہاندار میرے والد کے پاس کابل شکایت کرنے کے لیئے گیا لیکن اونکے پاس خود فوج نہ تھی اور چونکہ معلوم ہوا کہ فیض محمد کابل کی طرف بڑھ رہا ہے اونہون نے اوسے روکنے کے لیئے مجھے لکھا۔ گو مین اوسوقت عارضہ گردہ کی وجہ سے نہایت کمزور تھا تاہم خط پاتے ہی فوراً روانہ ہوا۔ گھوڑے پر سوار نہین ہو سکتا تھا۔ اس لیے تخت روان پر چلا اور ڈبل کوچ کرکے پانچوین دن غزنی پہونچ گیا۔

وہان والد کا ایک خط ملا جسمین لکھا تھا کہ چندان جلدی کی ضرورت نہین ہے اس لیئے کہ نمک حرام فیض محمد بلخ اور قطغان کی طرف واپس چلا گیا تھا مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی اس لیے کہ گو مین اچھا ہو گیا تھا لیکن میری فوج دوہرے کوچون کی وجہ سے بہت تھک گئی تھی۔ پانچ روز غزنی ٹھیر کر مین کابل روانہ ہوا۔ والد نے بہت سے لوگ میرے استقبال کے لیئے بھیجے اور اون سے بیٹے دوستانہ برتاؤ کیا۔ والد کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور والدہ کی قدمبوسی حاصل کرکے

نہایت خوش ہوا - دریاے کابل کے کنارہ مین نے اپنی فوج کو ٹھہرایا - روز ایک مرتبہ
والدین کو دیکھنے جاتا تھا لیکن ہمیشہ واپس آکر فوج کے ساتھہ سوتا تھا - تو جنگہ اسیطرح رہنے لگا
یہانتک کہ موسم گرما آیا اور کابل مین ہیضہ شروع ہوا - اوسوقت والد نے فرمایا کہ خیمہ گاہ کی ہوا
اچھی نہین بہتر ہے کہ تم بالاحصار جاکر رہو - مین نے اپنے سپاہیون کو رخصت کیا اور وہ
اپنے اپنے مکان چلے گئے - اور خود بالاحصار جاکر اقامت کی -

زیادہ عرصہ گذرا تہا کہ خبر آئی کہ والد بھی اس وبائی مرض مین مبتلا ہوئے اور اس ملک کے
جاہل عطارون کی دواؤن کی اونپر آزمایش ہونے لگی یہانتک کہ بخار بھی آگیا اور وہ سخت
بیمار ہو گئے ساتھہ ہی یہ بھی سنا گیا کہ شیر علی خان بلخ پہونچ گئے تھے جہانکہ فیض محمد بھی
اون سے ملگیا تہا اور دونون کابل کی طرف بڑہ رہے تھے - مین نے فوراً چچا کو اپنے والد
کی خطرناک و نازک حالت سے مطلع کیا - شیر علیخان اور فیض محمد کی فوج کشی کا حال لکھا اور
عرض کیا کہ گو مین از حد خواہشمند ہون کہ بڑہکر اون دونون سے لڑون لیکن بلا آپکے آئے
والد کے پاس سے علیحدہ نہین ہو سکتا - عرصہ تک اس خط کا کوئی جواب نہ آیا اس لیے مینے
یہ انتظام کیا کہ مخبر تعینات کیے کہ شیر علیخان کی پیشقدمی کی روزانہ کیفیت مجھہ سے بیان کریں
تاکہ جب کابل پہونچنے مین دو دن کی راہ باقی رہجاے تو مین باہر نکلکر اون سے لڑون -
ایک روز مجھے یہ سنکر تعجب ہوا کہ دشمن پنج شیر واپس گیا اور چاہتا تہا کہ یکایک کوہستان
کابل مین داخل ہو - یہ سنکر مین والد سے رخصت ہوا اور چارہ کار روانہ ہوا - اونہون نے
میری فتحیابی کے لیئے دعا مانگی - چچا بھی غزنی پہونچ گئے لیکن لڑائی کے اختتام تک وہین
مقیم رہے چارہ کار پہونچکر مجھے خبر ملی کہ فیض محمد کا ارادہ وادی پنج شیر سے آنے کا تہا اسلیئے
مینے تمام شب کوچ کیا اور طلوع آفتاب تک گل بہار نامی مقام اور قلعہ اللہ داد پہونچا جو کہ
کھاٹی کے منہ پر واقع ہے - ادہر تو مین اپنی پوری فوج کے ساتھہ ادہر ہوا اور ادہر فیض محمد بھی

پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ گیا۔ بعدہٗ مجھے معلوم ہوا کہ ہماری فوج سامنے دیکھکر اوسے سخت تعجب
ہوا اس لیئے کہ سواران کوہستان نے اس غرض سے اوسے اپنے ملک سے ہوکر جانے
کے لیئے بلایا تہا کہ راہ مین کسی قسم کی مزاحمت کا کم موقع ہوگا لیکن مین آفت ناگہانی کی طرح
اوس وقت جا پہونچا تہا۔ علاوہ برین ایک خط شیر علی خان کا اوسے ملا جسمین
فہمایش کی گئی تہی کہ اونکے آنے تک اوسے آگے نہ بڑہنا چاہیئے کیونکہ دو روز کے
عرصہ مین وہ وہان پہونچ جائینگے۔ یہ خط پاکر فیض محمد کے ہاتہہ پیر چہوٹ گیے اور شیر علیخان
کو ملامت آمیز خط لکہکر اطلاع دی کہ عبد الرحمن پہونچگیا ہے۔ اگر تم نے آنے مین زیادہ
توقف کیا تو دونون جان سے جائینگے۔

فیض محمد نے شب ہی کو پہاڑی کی چوٹیون پر مورچہ بندی کی اور دوسرے روز صبح
کے وقت مین نے اوسپر حملہ کیا۔ لڑائی نہایت سخت ہوئی اور گو فیض محمد بلندی پر ہونے
کیوجہ سے ہم سے زیادہ فائدہ مین تہا تاہم چند گہنٹے کے بعد مین نے اوسکے بعض سنگرون پر
قبضہ کرلیا۔ یہ سنگر وہ پہاڑیون کے پیچہے سے سامنے آیا اور مین نے اوسپر ایک ایسا
سیدہا گولا چلایا کہ اوسکے ٹہیک شکم مین جاکر لگا ہمارا نمک جو اوس نے کہایا تہا وہ اس
طرح پہوٹ کر نکلا اور ایسے نمک حرام کی زندگی کا اس موزونیت کے ساتہہ خاتمہ ہوا مین نے
تقریباً اوسکی تمام فوج گرفتار کرلی اور شیر علی خان صرف دو ہزار سوارون کے ساتہہ جو وہ
ہرات سے لائے تہے بلخ بہاگ گئے[۵۱]۔ مین نے فیض محمد خان کی لاش اوسکے بڑے بہائی
ولی محمد اور اوسکی مان کے پاس بہیجدی اور تین چار روز بعد مین بہی کابل واپس گیا۔

چند روز بعد میرے چچا کو اس فتح کی خبر غزنی پہونچی۔ کابل پہونچتے ہی مین والد کی خدمت
مین حاضر ہوا اور اونکو حالت نزع مین پایا۔ خواتین حرم سرا نے بآواز بلند کہا کہ عبد الرحمن

[۵۱] ۱۳ دسمبر ۱۸۶۶ء۔

آگیا ہے اور قدمبوسی کے لیے حاضر ہے۔ لیکن اونہیں یارا سے کلام نہ تھا تاہم مجھے دیکھکر
میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھکر کہ وہ اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائینگے مین رونے
لگا۔ تھوڑی دیر تک وہان رہکر مین اپنی خیمہ گاہ مین آیا اور اپنے فوجی فرایض کی طرف
متوجہ ہوا۔ والد کو روز دو بار جا کر دیکھتا تھا۔ میری واپسی کے تیسرے روز جمعہ کے دن
اونہون نے اس دار ناپایدار سے رحلت کی اور مجھے اپنی مفارقت کا داغ دے گئے
لیکن مین نے مشیئت ایزدی کے روبرو سر تسلیم خم کیا اور صبر کیا۔ اسکے بعد تجہیز و تکفین کا
انتظام کیا گیا اور اپنی وصیت کے مطابق وہ قلعہ ہوشمند خان مین جو اونکی ملکیت تھی دفن
کیے گئے۔ مین دل شکستہ کابل واپس آیا اور غربا اور مساکین کو کہانا کہلایا۔

تین روز بعد مین نے اپنے چچا سردار محمد اعظم خان سے کہا کہ جب تک والد زندہ تھے
آپ اونکے چھوٹے بہائی تھے اور مین بمنزلہ آپ کے چھوٹے بہائی کے تھا۔ اب
جو والد نے وفات پائی تو مین آپکو بجائے اونکے سمجھونگا اور آپکی جگہہ خود لونگا۔ اور آپکا بڑا
لڑکا میری جگہ متصور ہوگا۔ اونہون نے جواب دیا کہ تم اپنے باپ کے تخت کے
حقدار ہو اور مین تمہارا نوکر رہونگا۔ مین نے کہا "آپ کی ریش سفید کے لئے زیبا نہین کہ آپ
کسی کے ملازم ہون مین جوان ہون اور جسطرح والد کی خدمت کرتا تھا اوسیطرح آپکی بہی کرونگا"
چار روز بحث کے بعد جمعہ کی شب کو مین نے اہل خاندان امرا اور صوبجات کے سردارون
کو طلب کیا اور حکم دیا کہ چچا صاحب کے نام کا خطبہ پڑہا جائے۔ اسکے بعد سب سے پہلے
مین نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی اور دوسرے سردارون نے بہی ایسا ہی کیا اور اونہین
مبارکباد دی۔ مین اپنی خیمہ گاہ مین واپس آیا چالیس شبانہ روز والد مرحوم کی روح کو ثواب پہونچانے
کے لیے قرآن شریف ختم کروائے اور محتاجون کو خیرات دی۔ چند مہینے بعد مفسدون نے میرے
چچا کو مجہہ سے بدظن کر دیا اور اونہین باور کرایا کہ میرے کابل مین رہنے کی وجہ سے اون کا

رعب کم ہے بہتر ہو کہ مجھے بلخ بھیجدین اور میری جگہہ اپنے بیٹے کو مقرر کرین - وہ بیوفا او نمکحرام لوگ جنکے ہاتہہ مین امیر کی لگام تھی یہ تھے :-

شیر فراز خان (غلزئی) صاحبزادہ غلام جان - ملک شیر گل (غلزئی) نواب صوفی خان (کیانی) محمد اکبر خان (غلزئی) امیر اکبر خان (کوہستانی) امیر جان عبد الخالق پسر احمد کشمیری (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) اور ملک جبار خان انکے بہکانے سے امیر اسقدر مجھسے بدگمان ہو گئے - کہ ایک روز حسب معمول مین سلام کے لیئے گیا تو دربان نے روکا اور کہا کہ امیر صاحب آرام فرماتے ہین - مین دروازہ پر صبح سے ایک بجے دن تک بیٹھا رہا حالانکہ دیگر ملازمین اور ارکین متواتر آتے جاتے تھے - اسکے بعد خاصہ چنا گیا تب مجھے تعجب ہوا کہ امیر صاحب کی عجیب قسم کی نیند تھی کہ خواب مین کہانا بہی کہاتے تھے - اب مجھے بہی اندر جانے کی اجازت دیگئی - دیکھا کہ یہ سب ارکین امیر کے چارون طرف بیٹھے ہین مین بہی بیٹھہ گیا لیکن جب مجھہ سے کہانے کے لیئے کہا گیا تو مین نے جواب دیا کہ مین کہانا کہا چکا ہون اور کہانا ختم ہونے تک ایک گوشہ مین بیٹھا رہا - پہر مین نے دیکھا کہ درباری آپسمین سرگوشی کرنے لگے اس لیئے مین اوٹھکر چلا آیا - یہ پردہ داری اور سازش دو تین روز تک رہی جسکے بعد امیر نے کہا کہ تمہارا بلخ جانا بہتر ہے - مین نے اونہین یقین دلایا کہ بہتر ین انتظام یہ ہوگا کہ وہ اپنے بیٹے عبد اللہ کو عبد الرحیم اور جنرل نظیر اور میری فوج کے دیگر افسرون کے ہمراہ جو بلخ کے رہنے والے تھے چوبیس توپونکے ساتہہ بہیجدین اور مجھے کابل مین انہی خدمتگذاری کے لیئے رہنے دین - مین نے خیال کیا کہ اگر شیر علی خان نے ہرات کی طرف سے لشکر کشی کی تو مین اونکا مقابلہ کرونگا - میرے چچا نے کہا کہ بلخ کا انتظام سوائے تمہارے اور کسی سے نہین ہوسکتا - مین سمجہہ گیا کہ اونکا اصلی منشا مجھے وہان سے نکالنا تہا اسلیئے دس روز مین بلخ روانہ ہو گیا اور اپنے اہل و عیال کو کابل مین رہنے دیا - جاڑے کا موسم تہا اور زمین برف سے چھپی ہوئی تھی - مجھے راہ مین سخت تکلیف ہوئی اور میرے تین سو آدمیونکے دست و پا پالے

سے بیکار ہو گئے۔

یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ میری روانگی سے پہلے امیر نے محمد اسمعیل پسر سردار امین خان کو ایک پلٹن چھ توپین اور پانچ ہزار سوار دیگر ہزارہ اور کرنل سہراب کو چار سو سوار اور چار توپین دیکر باجگاہ تک جانیکا حکم دیا اور ہدایت کی کہ جب مین وہان پہونچون تو مجھ سے آکر ملین اس حکم کے مطابق یہ افسر میرے سلام کو آئے۔ مین نے اون سے بلخ تک ساتھ چلنے کے لئے کہا تاکہ وہان جو لوگون نے علم بغاوت بلند کیا تھا اوسے زیر کرین اور وعدہ کیا کہ موسم بہار مین کابل واپس بھیجدونگا اونہون نے منظور کر لیا لیکن کرنل سہراب کے پاس چچا صاحب کا خط آیا کہ میری اجازت لیکر یا بلا اجازت جس طرح ہو فوراً واپس جائین چند روز بعد گورنر بامیان نے (جسے مین نے مقرر کیا تھا) لکھا کہ حساب فہمی اور موقوفی کے لیے کابل سے طلبی کا حکم آیا ہے۔ مین نے یہی جواب دیا کہ تعمیل حکم کرنا لازم ہے بہت سی تکلیفین اور راہ کی سختیان اوٹھاکر جب مین ہیبک پہونچا تو میر قتاغان سلام کے لیے حاضر ہوا اور بہت سے تحائف معہ چار سو شتر اور ایک ہزار گھوڑون کے لایا۔ وہان سے مین تاشقرغان گیا۔ شیر علی خان کی بدنظمی کی وجہ سے ملک کی حالت بالکل متغیر پائی۔ میرہاے بلخ کو جنہون نے بخارا کولاب اور حصار وغیرہ مین پناہ لی تھی شیر علی خان نے اپنے ملک کو واپس آنے کیلئے لکھا تھا بشرطیکہ وہ ملک اور توپین روپیہ دیکر خرید کر لین۔ ان بیوقوفون نے یہ سمجھکر کہ شیر علی خان کو ملک فروخت کرنے کا اختیار تھا روپیہ دیدیا اور افغان باشندون کو یہ کہکر فوراً لوٹ لیا کہ اون کو شیر علی خان نے بیچ ڈالا تھا۔ افغانون نے جواب دیا کہ ہم شیر علی خان کو امیر نہین مانتے۔ عبدالرحمن ہمارا بادشاہ ہے۔ اسطرح بات بڑہتی گئی حتیٰ کہ بہت کشت وخون ہوا اور اسیلئے جب مین وہان پہونچا سب امیر خوف زدہ ہو کر آقچہ اندخوی بشبرغان اور میمنہ بھاگ گئے اور قلعہ نملک کو مستحکم کر کے میرے مقابلہ کے لیے فوج جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

مین تاشقرغان سے مزار شریف اور وہان سے تختہ پل گیا - میرے پہونچنے کے چند روز
بعد اسمعیل خان کے توپخانے اور پلٹن کے افسرون نے مجھ سے آکر کہا کہ اسمعیل خان
آپ سے صاف دقانہ برتاؤ نہین رکھتا ہے ہم نہایت خوش ہونگے اگر آپ ہمین اپنی فوج مین
داخل کرلین - مین نے جواب دیا "میرے چچا امیر اعظم خان نے تمہین اسمعیل خان کے
ماتحت مقرر کیا ہے - جب تک اونکی اجازت نہ ہو مین تمکو تبدیل نہین کرسکتا" لیکن مین نے
چچا کو اسکی نسبت لکھنے کا وعدہ کیا اور لکھا بھی جسکا جواب یہ آیا کہ جو کوئی میرے نورچشم محمد اسمعیل خان
کی شکایت کرے وہ مفسد و کذاب ہے - یہ خط مین نے اون افسرون کو دکھا دیا اور
تملک روانہ ہوا جہانکہ میرے مقابلہ کی تیاریان کی گئی تہین - مین نے صلح اور آشتی کے
ساتھ وہانکے لوگو نکو سمجہایا کہ لڑکر اپنے آپ کو تباہ نکرین اور قسمین کہائین لیکن اونہون نے اس
خیال سے ایک نہ مانی کہ قلعہ فتح نہوسکے گا - قلعہ کی خندق کا طول ۳۰۰ گز اور عرض پچاس گز
تہا اور اس لیئے اوسے عبور کرنا تقریباً ناممکن معلوم ہوتا تہا - دوسرے دن مین نے اپنی توپونکو
آراستہ کیا اور طلوع آفتاب کے وقت حملہ کا حکم دیا - نو بجے صبح تک قلعہ کا دروازہ اور دو مینار مسمار
کردئے گئے میری فوج نے دس ہزار پولے خشک گہاس کے خندق مین ڈالدئے اور اونپر چلکر قلعہ کی
دیوارون تک پہونچ گئے - باغیون اور قلعہ کے لوگون نے بید کے بڑے بڑے گٹھون مین
آگ لگائی اور اونہین میری فوج پر پہینکا اور جو سپاہی دیوارونپر چڑہے - اون پر سنگینون سے
حملہ کیا - باوجود اس سب کے وہ قلعہ مین داخل ہوگئے حالانکہ اس کوشش مین سات سو
آدمی کام آئے قلعہ کے تمام لوگ جنکی تعداد اڑہائی ہزار تہی قتل کیئے گئے صرف ایک شخص
زندہ بچا اور وہ بھی اسطرح کہ اوس نے اپنے تئین ایک اندہے کوئین مین گرا دیا تہا - اوس زمانہ
کیا کہ جب میرا سے بلخ نے سنا کہ مین آرہا ہون تو اڑہائی ہزار سب سے زیادہ دلیر اور
بہادر شخص منتخب کیئے جنہون نے از خود کہا کہ اس قلعہ کی حفاظت کے لیئے جان تک دینے سے

دریغ نہ کرینگے اس کے صلہ مین خلعت - تلوارین - بندوقین وغیرہ اونہین بطور انعام دیگئی تہین -
مین نے قلعہ کے حاکم قرا خان پسر ایشان صدور میر بلخ سے دریافت کیا کہ تم نے میری
قسم کیون نہ مانی اور کیون لڑے اوس نے جواب دیا "جسطرح مین جانتا ہون آپ
بہی واقف ہین کہ - پہلے کبہی یہ قلعہ فتح نہین ہوا ہے اور اسلیئے ہمکو یقین کامل تہا کہ
اسے آپ نہ لے سکینگے" مین جانتا تہا کہ سچ کہتا ہے اسلیئے کہ میرے چچا نے اٹہارہ
مہینے اسکا محاصرہ کیا تہا اور سامان رسد ختم ہوجانے کی وجہ سے مجبوراً محصورین سے صلح
کی تہی - خدا کے فضل سے مین نے چند گہنٹے مین اوسے فتح کیا اور اوس ملک مین جو ظلم
افغانون پر ہوئے تہے اون سب کا عوض لیا - دوسرے روز اوس ایک شخص کو مین نے
رہا کردیا اور میر ہائے بلخ کے پاس بہیجدیا کہ اونکو قلعہ کے فتح کی کیفیت سنائے اس کے بعد مین آقچہ
کی طرف بڑہا - وہان کے باشندے میرے استقبال کیلئے شہر کے باہر آئے میری عزت اور
تعظیم کی اور میر ہائے بلخ کے افعال کی معافی چاہی - مین نے معاف کردیا اسلیئے کہ اونکے
قصور کا اصلی سبب شیر علی خان کا اونکے پاس ملک بہیجنا تہا - تمام میر ہائے بلخ میمنہ کی طرف
بہاگ گیے سوائے میر حکیم خان کے جس نے کہ میری اطاعت قبول کی اور محمد خان میر سرپل
کے جس نے مجہے بہت سے تحائف بہیجے - اس شخص کا مین پہلے بہی ذکر کرچکا ہون جہانکہ
اوسکے بخارا مین رہنے کا بہی حال لکہا ہے - اوسکے تحائف مین نے واپس کردیئے اور ایک نئے
گورنر کو خط دیکر بہیجا کہ اوسکے ملک پر قبضہ کرنے - الغرض وہ بہی میمنہ کی طرف بہاگ گیا شبرغان
چونکہ مین نے سابق میر حکیم خان کو بحال کیا اور اندخوی مین نیا گورنر بہیجا - میر حکیم نے ممنون احسان
ہو کر اپنی بیٹی میرے عقد مین دینا چاہی - اولاً مین نے انکار کیا لیکن بعدہٗ منظور کرلیا - محمد اسمعیل خان
کے محافظون نے مجہے اطلاع دی کہ وہ ہماری گورنمنٹ کا دشمن ہے اوس سے ہوشیار رہنا
چاہیئے چونکہ اسی قسم کی شکایت اسمعیل خان کے افسرون سے پہلے سن چکا تہا اس لیئے مین نے

صلاح دی کہ براہ راست امیر کو اطلاع دین اور اُس تحریر پر اپنی مہرین کروین مین نے چچا صاحب کو بہی لکہا لیکن اونہون نے مطلق خیال نہ کیا اور اولٹا ہمکو سخت و سست کہا۔ مجہے حکم بہیجا کہ فوراً میمنہ چلے جاو لیکن چونکہ یہ سفر ثابت ہوتا مین نے عذر کیا کہ میری فوج موسم سرما مین برابر سفر کرتی رہی ہے بہت صعوبتین اوٹہائی ہین اور لڑائی مین فتح بہی پائی ہے مناسب ہے کہ اوسے اچہی طرح آرام کرنے دین۔ دوسرے ملک کی حالت بہی قابل اطمینان نہتہی اور اس وجہ سے اوس وقت تک میرا وہان رہنا مفید تہا جب تک کہ لوگ ہماری حکومت کے عادی نہ ہوجائین۔ اسکے جواب مین اُنہون نے لکہا کہ شیر علی خان میرے بیٹے سرور خان اور عزیز خان کے مقابلہ مین ضرور قندہار فوج بہیجیگا اور اگر ایسا ہوا اور اونہین شکست ہوئی تو مین اسے تمہارا قصور تصور کرون گا۔ مین نے کہا میمنہ اور فوج بہیجدیجئے اور مجہے یہان اپنے قریب رہنے دیجئے تاکہ اگر شیر علی خان قندہار پر حملہ کرین تو مین اون کا مقابلہ کرون علاوہ برین میمنہ کے محاصرہ مین کیے مہینے صرف ہونگے اور ممکن ہے کہ شیر علیخان مجہے اس قدر دور دیکہکر کابل پر فوج کشی کرین۔ لیکن چچا صاحب نے میری صلاح پر کان نہ دیا اور کہا کہ اگر تم میرے خیر خواہ اور دوست ہو تو ضرور تعمیل کروگے۔ مجہے سخت نا امیدی ہوئی اور دل مین آیا کہ لکہدون کہ شیر علیخان کی دشمنی کا مجہے خوف نہین ہے تو آپکی دشمنی کا کیا ہوگا لیکن یہ سوچکر باز رہا کہ چونکہ مین نے ہی اونہین تخت پر بٹہایا تہا اس لیے ہر بات مین اون کی تائید کرنی چاہیے۔ لہذا مین نے ہر طرف گورنر مقرر کیے اور اندخوی کی راہ سے میمنہ روانہ ہوا۔ ساتہہ ہی اپنی روانگی کی اطلاع امیر کو بہی دیدی اور لکہا کہ ایک دن آپکو میرے یہان سے جانے کا افسوس کرنا پڑے گا۔

جب مین ایک گانون مین پہونچا جہان سے کہ میمنہ ایک دن کی راہ ہے تو امیر کا خط آیا کہ شیر علیخان کے بیٹے قندہار کی طرف بڑہ رہے ہین اور اونہون نے فرح لے لیا ہے اپنی

نصف فوج فوراً کابل بھیجدو اور باقی سے میمنہ کا محاصرہ کرو اور نور چشم اسمعیل خان کو بھی اوس فوج کے ساتھہ روانہ کردو - مین نے جواب دیا کہ مین آپکو پیشتر ہی متنبہ کر چکا ہون آخر وہی ہوا اور اوسوقت آپ نے میری ایک نہ مانی اب میرا خود آنا یا فوج بھیجنا ناممکن ہے اسلئے کہ نصف فوج سے میمنہ کا محاصرہ نہین ہو سکتا ہے -

مین پھر آگے بڑہا اور میمنہ پہونچکر قلعہ کے باہر مورچہ بندی کا انتظام کیا - قلعے سے پندرہ سو قدم کے فاصلہ پر تل عاشقان نامی پہاڑی پر جو قلعہ سے زیادہ بلند تھی خیمہ زن ہوا - محاصرہ شروع کر چکا تہا کہ ایک اور خط چچا صاحب کا آیا جس سے معلوم ہوا کہ اونکے بیٹے محمد عزیز خان کو محمد یعقوب خان نے شکست دیکر قید کر لیا تہا اور صوبہ پشت رود پر قبضہ کر لیا تہا اسلئے مجھے حکم ہوا کہ نصف فوج فوراً بھیجدو - لیکن مین نے پھر انکار کیا اور کہا کہ چونکہ دشمن سے مقابلہ ہو چکا ہے اور قلعہ کا محاصرہ بھی شروع ہو گیا ہے اتنی فوج میرے پاس نہین ہے کہ نصف آپکے پاس بھیجدون -

مین نے قلعہ پر نہایت زور کے ساتھہ حملہ کیا لیکن اوسے فتح نہ کر سکا اسلئے کہ محمد اسمعیل خان نے دشمن کو پیشتر سے مطلع کر دیا تہا کہ کس وقت حملہ کیا جائیگا تاہم اونہین یہ یقین ہو گیا کہ دوسرا حملہ برداشت نکر سکین گے - بدین وجہ میر میمنہ نے اپنے اڑکے کو چند افسرون اور علما کے ساتھہ میری خدمت مین بھیجا - اونہون نے قرآن شریف پر قسم کہائی اور چالیس ہزار[1] اشرفیان سالانہ خراج دینا منظور کیا - اس کے علاوہ گھوڑے اور نیز دیگر اشیا بطور تحائف بھیجین - کابل کی طرف جو دشواریان پیش تہین اونکی وجہ سے مین نے یہ شرائط قبول کرلین جس کے بعد خود میر بھی میرے سلام کو آئے - قلعہ پر معہ چہہ توپون کے جو اوسمین تہین مینے[2] قبضہ کر لیا - میر حسین خان نے میرے دیگر کی جانب سے بھی معذرت کی اور مین نے اونہین

---

[1] ۵۱ مئی ۱۸۶۸ء -

معاف کر دیا۔

میرے چچا نے محمد اسمعیل خان کو لکھا کہ پانچ خط تمہارے پاس بہیجے کہ واپس چلے آؤ لیکن تمنے معلق خیال نہ کیا۔ یہ خط مین نے اسمعیل خان کو دیا اور سمجہا دیا کہ پہلے خط مین نے اس سبب سے تمکو نہین دیئے تہے کہ مجہے تمہاری فوج کی ضرورت تھی لیکن چونکہ اب ضرورت باقی نہین ہے تم واپس جا سکتے ہو۔ دوسرے دن وہ چلے گئے اور مین بہی بلخ روانہ ہو گیا۔ چونکہ محمد اسمعیل خان دل سے دغاباز تہا اس لیے اوس نے لمبے لمبے کوچ کرنے شروع کیے تاکہ مجہہ سے پہلے پہونچکر شہر لوٹ لے لیکن مجہے شبہ ہو گیا تہا اور اوسے آگے نہ بڑہنے دیا۔ بلخ پہونچکر کرنل سہراب کا ایک خط مجہے ملا جسمین لکہا تہا کہ امیر کے حکم کے مطابق مین سردار شریف خان کو تختہ پل سے لے آیا ہون اب اسکی مناسب نگرانی آپکے متعلق ہے۔ یہ شریف خان محمد اسمعیل خان کا چچا تہا اس لیے مجہے خیال ہوا کہ غالباً اسمعیل خان اوس کے چہڑانے کی کوشش کریگا لہذا مین نے دو پلٹنین اور ایک باتری اوس شب کو روانہ کی اور حکم دیا کہ دن رات کوچ کرکے تختہ پل پہونچ جائین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور فوج صحرا پار کرکے اور آقچہ اور بلخ ہوکر تختہ پل پہونچ گئی۔ اسمعیل خان بہی حملہ کرنے اور چچا کو رہا کرنے کے ارادہ سے دوسرے روز پہونچا لیکن میری فوج کو وہان پاکر مزار شریف کی طرف واپس گیا۔ وہان پہونچکر گہوڑون کو و ہتکیان وغیرہ و دیگر جبراً تمام سرکاری روپیہ یعنی تیس ہزار تنگے لے لیے اسکے بعد خزانہ لوٹنے کی غرض سے تاشقرغان کی طرف چلا لیکن لوگون کو پیشتر ہی سے اوسکے آنے کی خبر ہو گئی اور اونہون نے اوسکے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ معلوم کرکے اوس نے بامیان کی طرف رخ کیا اور جو کچہہ راستہ مین ملا لوٹتا گیا۔ میرے چچا صاحب اوسکی ان حرکتون سے آگاہ نہ تہے۔ بمقام بامیان اوسے خط لکہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو کابل چلے آؤ اس لیے کہ شیر علی خان نے قندہار فتح کر لیا تہا اور کلات کی طرف

بڑہتے چلے آتے تھے اور وہ خود اونکے مقابلہ کو غزنی جانے والے تھے۔ محمد اسمعیل خان نے جو کہ "نور چشم" کہلاتا تھا جواب دیا کہ میری دو پلٹنین توپخانے کے سپاہی اور سوار کہتے ہین کہ جب تک ہمین ایک سال کی باقی ماندہ تنخواہ نہ دی جائیگی ہم نہین جانے دینگے۔ لیکن میرے چچا کو اوسکے تخت پل سے روانہ ہونے کی خبر پہونچ چکی تہی مجہے کہلا بہیجا کہ تم سچ کہتے تھے کہ اسمعیل حیلہ باز ہے۔ مین نے جواب دیا کہ ہنوز روز اول ہے "نور چشم" ابہی آپکی اور بہی خدمت کریگا اور لکہا کہ خدا کے واسطے کابل نہ چہوڑیے اور ایک مہینہ توقف فرمائیے اوسکے بعد مین آکر آپکی امداد کرونگا اور فوراً دو ہزار بہادر سپاہی زیر کمان غلام علیخان پوپلزئی بہیجدے کہ میرے پہونچنے تک وہان رہین۔

دوسرے روز مجہے بخار آگیا اور اکیس روز مین اوسمین مبتلا رہا۔ لیکن اچہا ہوتے ہی کابل روانہ ہوا۔ بیماری کے زمانہ مین مین نے عبد الرحیم خان اور جنرل نظیر خان کو معہ دیگر افسران کے ہدایت کردی تہی کہ سفر کا سامان درست کرلین۔ اوسکے ٹہیک ہوتے ہی مین تاشقرغان گیا اور وہان سے ہیبک پہونچا جہانکہ میرے حرم سرا کا ایک غلام بچہ فقیر کے بہیس مین مجہے ملا اور خبر لایا کہ امیر اعظم خان غزنی چلے گیے تہے اور سردار اسمعیل چند کوہستانی سردارون کے ساتھہ کابل کا محاصرہ کر رہا تہا۔ قلعہ مین صرف دو سو سپاہی تہے اور چہ روز لڑے لیکن کابل کے لوگ اسمعیل سے ملگیے اور شہر کے دروازے کہولدئے۔ اسمعیل نے میرے اور امیر کے اہل وعیال کو محل سے باہر نکال دیا اور شیر علی خان کو امیر قرار دیا۔ غلام بچہ سے یہ بہی معلوم ہوا کہ میری والدہ نہایت پریشان وپراگندہ خاطر تہین علاوہ اسکے سردار سرور خان نے غوری سے لکہا کہ غزنی مین اون کی فوج نے شکست کہائی اور چونکہ بہاگنے مین وہ امیر سے علیحدہ ہوگیے اسلئے یہ نہین معلوم کہ امیر کس طرف گیے یہ خبر سنکر مجہے نہایت ملال وافسوس ہوا اور ناظر حیدر گورنر بلخ کو مین نے لکہا کہ میرے چچا

صاحب کو تلاش کرے۔ پنجاب مین اون کا پتہ لگا جہان کہ وہ ہزارہ ہو کر گیے تھے۔ گورنمنٹ کو مین نے ہدایت کی کہ اونہین ایک لاکھ تنگے اور سواری کے گھوڑے دیوے۔ اور جس چیز کی ضرورت ہو اونکے پاس بھیجدیوے۔ اسکے بعد کابل جانیکا ارادہ ترک کرکے مین غوری روانہ ہوا اور جنرل نظیر خان کو لکھدیا کہ باجگاہ جانے سے باز رہے۔

جب ہم غوری پہونچے تو میر جہاندار شاہ نے جو کہ میرے ہمراہ تھے اپنی بھتیجی دختر میر شاہ کو میرے نکاح مین دینا چاہا۔ مینے انکار کیا اور کہا کہ جو رشتہ داری میرے چچا کے ذریعہ سے اونکے خاندان سے قایم ہو گئی ہے وہ کافی ہے۔ لیکن اونکے اصرار سے مین نے اوس لڑکی سے عقد کرلیا۔ میر محمد شاہ نے جسے کہ فیض محمد نے میر جہاندار شاہ کا ملک دیدیا تھا مجھے تحائف بھیجے لیکن مین نے یہ کہکر واپس کردیے۔ کہ یا تو ملک واپس کردو یا خود ملک چھوڑ کر کہین چلے جاؤ۔ اور خود میر جہاندار کو مینے دو سو سوار شاہ الدین خان کے ماتحت دیے کہ جاکر اپنے ملک پر قبضہ کرلین۔ مین غوری مین رہکر قتاغان کا انتظام درست کرتا رہا اور چچا صاحب کو لکھا کہ مجھسے آکر ملین۔ اسکے جواب مین اونہون نے مجھے بلایا لیکن چونکہ مین غوری مین ہندوکش اور کابل کے راستون کی نگرانی کرتا تھا نہ جاسکا۔ میرے نہ جانے کی وجہ اونہون نے معقول سمجھی خود ملنے آئے اور مین نے اونکی تعظیم و تکریم کی۔ اونکو کابل پر دوبارہ قبضہ کرنے کی ازحد خواہش تھی اور مصر ہوے کہ شیر علیخان سے لڑنا چاہیے مینے سمجھایا کہ موسم بہار تک انتظار کرنا نہایت ضروری ہے اسلیئے کہ برف کے زمانہ مین تمام کوشش بے سود ہوگی۔ لیکن حسب معمول اونہون نے ایک نہ مانی اور کہا کہ اگر تم ابھی نہین چلتے ہو تو مین بخارا چلا جاؤنگا۔ مین نے وعدہ کیا کہ پہ مہینے مین جنگ کیلئے تیار ہو جاؤنگا اور حتی الامکان کوشش کی کہ وہ بھی میرے ساتھ اتفاق راے کرین لیکن بیکار۔ آخرش مجبور ہو کر اونکے ہمراہ باوقائع دشلو قتو کی راہ سے بامیان روانہ ہوا۔ بامیان سے ہم

گردن دیوال پہونچے جہانکہ تین ہزار ہراتی سوار شیر علیخان کے مقیم تھے - میرے پہونچتے ہی وہ سر چشمہ بہاگ گئے جسپر میری فوج کی راے ہوئی کہ تعاقب کرنا چاہیئے تاکہ شیر علیخان کی ہمت پست ہو - مین نے اسے منظور کیا لیکن چچا صاحب نے انکار کیا اور اصرار کیا کہ تور اور ورہ سوختہ ہو کر غزنی جانا چاہیئے - موسم خراب ہونے کی وجہ سے بہت سی تکلیفون کے بعد ہم غزنی پہونچے - خدائے نذر خان وردک نے قلعہ مستحکم کیا اور ہم روضہ مین خیمہ زن ہوئے میرے چچا نے پیشتر ہی سے اپنے بیٹے سردار سرور خان کو سرفراز غلزئی کے پاس طرزان کیطرف بہیجدیا تہا - اہل اندرہ کی وفاداری پراونہین بہت کچہہ اطمینان تہا اور چونکہ اونکے ملک سے ہم صرف ایک روز کے کوچ کے فاصلہ پر تہے چچا نے اون سے امداد چاہی چندروز بعد وہ لوگ ہمارے پاس آئے لیکن کسی قسم کی امداد کرنے یا خلعت لینے سے انکار کیا اور میرے چچا صاحب نے بیہودہ ہو کا کہایا -

شیر علیخان نے جو سنا کہ ہم غزنی مین ہین تو وہ ہم سے لڑنے کے لیے بڑہے - یہ ہمارے لیے مضر تہا اگر کابل جاکر ہم نے اوس پر حملہ کیا ہوتا تو کامیابی کی زیادہ امید ہوتی - شش گاؤ پہونچکر اونہون نے کمر تک برف زمین پر پائی دہوپ نہ تہی اور رسد کا بہی سامان موجود نہ تہا - برخلاف اوسکے ہم ایسے سطح مقام پر تہے جہانکہ برف نہ تہی - دہوپ برابر رہتی تہی اور رسد کا سامان بہی کافی تہا -

ایک روز حسب معمول اپنی سامان رسد لانے کے لیے اونٹ بہیجے تہے بمحافظت دو پلٹن اور چہہ توپون کے کہ شیر علیخان کے دس ہزار سوارون سے مقابلہ ہوگیا - اتفاق سے مین اوسوقت دوربین لگائے ہوئے تہا - دشمن کی بڑی فوج آتے دیکھکر مین نے دو ہزار سوار اپنے سپاہیون کی کمک کو بہیجدے - یہ سوار جلد موقع پر پہونچگئے اور دشمن کے عقب پر تلوار سے حملہ کیا - اس امداد سے میرے پہلے سپاہیون کو بہی خوب ہمت ہوئی اور توپون سے

اچھی طرح کام لیا۔ دشمن کا بہت سخت نقصان ہوا اور چونکہ اوسکے سوار ابھی تازہ نوکر تھے
اور اچھی طرح تعلیم و تربیت نہین پائی تھی بھاگنے کی کوشش مین ایک دوسرے پر گر پڑے اور
اسوجہ سے تقریبًا ایک ہزار گھوڑے چار توپین اور بہت سے قیدی ہمارے ہاتھ لگے۔

اوسی شب شیر علی خان نے دس ہزار سوار زیر کمان فتح محمد خان میرے بار برداری کے
جانورون پر بمقام نانی اور شاندیپ حملہ کرنے کے لیے تعینات کیے۔ یہ خبر پاکر مین نے مخبر
مقرر کیے کہ جس مقام پر وہ شب باش ہون اوس سے مجھے اطلاع کرین اور دو ہزار سوار چھ خچر
باتری کی توپین چھ اسپی توپین دو پلٹنین اور پانچ سو ملیشیا کے سپاہی زیر حکم عبدالرحیم خان
اور جنرل نظیر خان اون پر اچانک حملہ کرنے کے لیے بھیجے۔ تمام رات کوچ کرکے ان دونون
افسرون نے قبل از طلوع آفتاب حملہ کیا اور دشمن کو پسپا کردیا۔ اسمین ایسی کامیابی ہوئی کہ
ہراتی سوار ہرات بھاگ گیے۔ قندہاری قندہار چلے گیے اور تین ہزار زخمی ہوئے مارے
گیے اور قید ہوئے۔

اس فتح کے بعد مین نے شیر علی خان کی فوج کے افسرون کو لکھا کہ مین تم سب کو بہت
چاہتا ہون تم مجھسے کیون لڑتے ہو۔ اُنھون نے جواب دیا کہ آپ کے چچا سے ہمین سخت
نفرت ہے اونکے ظلم و تعدی سے تنگ آکر شیر علی خان سے ملے ہین اگر وہ پہلے ساتھ
نہوتے تو ہم آپ کی اطاعت قبول کرلیتے۔ مین نے یہ خط چچا صاحب کو دکھایا اور کہا کہ جب
تک مین کابل مین رہا سب لوگ خوش تھے صرف آپ کے بُرے سلوک کی وجہ سے
لوگ ہمارے مخالف ہو گیے ہین اسکا وہ کچھ جواب نہ دیسکے۔

رسد کی تکلیف کی وجہ سے شیر علی خان اپنی فوج ہٹا کر زنا خان (دشت ناگاؤ کے قریب
ایک مقام ہے) مقیم ہوئے جہانکہ چھ سات قلعے ہین اور کھانے پینے کا سامان بھی ہو سکتا تھا
میرے چچا نے خیال کیا کہ بہتر ہو جو زنا خان پر حملہ کیا جائے تاکہ اگر ہمارا قبضہ اوسپر ہو جائے تو شیر علیخان

کورسدنہ مل سکیگی مین نے اونہین سمجہانے کی کوشش کی کہ ایسے خراب موسم مین جبکہ کمر تک برف
زمین پر پڑی ہوئی ہے ہمارا اپنی جگہہ سے حرکت کرنا ازحد نامناسب ہے اسلیئے کہ نہ تو مورچہ بندی ہوسکیگی
اور نہ اسقدر برف مین سوار رات کو کہڑے ہوسکین گے۔ میرے چچا نے اپنی ضدکو پہرا دی اور محبہ
سے اتفاق نکرکے اصرار کیا کہ زنانخان کے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے۔ یہ قلعے میری خیمہ گاہ کی بہ نسبت
شیر علیخان کی قیامگاہ سے زیادہ ترنزدیک تھے اگرچند ہی ساعت مین اونپر قبضہ ہوگیا تو خیریت ہوگی لیکن
شیر علیخان غالبًا اس موقع کو ہاتہہ سے نہ دیکر پوری فوج کے ساتھہ علی الصباح حملہ کرینگے اور اوسوقت
تک اگر قلعے فتح نہ ہوئے تو اونکے مقابلہ مین مجہے کامیابی کی بہت کم امید باقی رہے گی
فوج کو تقریبًا شب و روز گہری برف پر کوچ کرنا پڑے گا۔ علاوہ برین نصف فوج چچا
صاحب کے ساتھہ چہوڑنی پڑے گی اور جو باقی رہیگی وہ شیر علی خان کے مقابلہ کیلئے
کافی نہوگی۔ مین نے یہ سب امور بصراحت اپنے چچا کے روبرو پیش کیے لیکن وہ نہ مانے
اور اونکے اصرار کی وجہ سے مین مجبورًا بوقت غروب آفتاب روانہ ہوا۔

قلعون کے نزدیک پہونچکر مین اونکے سامنے ٹہیرا اور جب ملیشیا سوارون نے صلح و
آشتی کے ساتھہ سمجہانے سے اونہین چہوڑا تو مین نے جنرل نظیخان کو پانچ پلٹنین۔
چوبیس توپین۔ دو ہزار ملیشیا پیدل اور چار ہزار سوار یعنی تقریبًا اپنی پوری فوج دیکر اطراف
کی پہاڑیون کی چوٹی پر جانے کا حکم دیا تاکہ رات کی رات مورچہ بندی کرلین۔ توپین مناسب
موقعون پر نصب کرین اور دوسرے روز تک کے لیے تمام انتظام درست کرلین اسلیئے
کہ مجہے یقین تہا کہ کل کی لڑائی ہم مین اور شیر علی خان مین قطعی تصفیہ کردے گی۔ اسوقت
اندہیرا ہوگیا تہا اور سردی نہایت ہی سخت تہی۔ تمام شب برف مین بیٹہے رہنے کی وجہ سے
ہمین بہت زیادہ اور شدید تکلیفین ہوئین۔
صبح ہوگئی اور قلعے فتح نہوی۔ مین نے چچا کے پاس ایک آدمی بہیجا کہ ایک ہزار رسالہ کے

سوار اور پانچ سو قتاغان کے سوار لیکر فوراً آپ چلے آئین اور سلطان مراد کو بہی معہ تین پلٹن اور ایک توپخانہ کے بہیجدین - یہ بہی صاف لکہدیا کہ شیر علی خان ہم پر حملہ کرین گے اور جو اچہا یا برا نتیجہ ہوگا اوسی پر سب کچہہ منحصر ہے - لیکن اونہون نے جواب دیا کہ سردی ایسی تیز ہے کہ ذرا کم ہو تو مین فوراً روانہ ہو ؤن - حالانکہ اوس شخص نے سمجہایا کہ چونکہ تین گہنٹے زناخان پہونچنے مین صرف ہونگے آپکو فوراً روانہ ہونا چاہیے اور لڑائی آفتاب نکلتے ہی شروع ہوجائیگی -

اوہر شدت سردی سے جنرل نظیر خان بہت زیادہ شراب پی کر بلا توپین پہاڑیون پر نصب کیے ہوئے اور بلا کسی قسم کی مورچہ بندی کے سو گیا تہا - طلوع آفتاب کے وقت ایک سوار گہوڑا دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ شیر علی خان معہ اپنی تمام فوج کے پہونچگئے میرے پاس صرف چالیس سوار تہے اونہین لیکر مین پہاڑیون پر چڑہ گیا لیکن دیکہتا ہون کہ نہ تو توپچی ہین نہ توپخانہ ہے نہ میگزین ہے اور تمام توپین نیچے گہاٹی مین پڑی ہوئی ہین - پہاڑی کی چوٹی سے دیکہا کہ شیر علی خان کی فوج بالکل قریب اور لڑائی کے لیے آراستہ ہے اور جنرل نظیر خان ابہی تک شراب کے نشہ مین پڑا ہوا ہے - مین نے اوسے جگایا اور کہا "تمنے کیون ایسی حرکت کی ؟ اِسکا جو نتیجہ ہوگا اوس کے تم ذمہ دار ہوگے - توپچی سپاہی اور باربرداری کے جانور کہان ہین ؟" اوس نے جواب دیا " سردی ایسی سخت تہی کہ مین نے اونہین خیمہ گاہ مین سونے کی اجازت دی وہ ابہی آئے جاتے ہین " مین نے کہا " تم ابہی دیکہہ لوگے کہ کیا ہوتا ہے " وہ بولا " مین شیر علی خان کا منہ چیر ڈالونگا " باوجود اسقدر افسردگی اور ملال کے اوسے مخمور دیکہکر اور اوسکی اس قسم کی گفتگو سنکر مجہہ سے نہ رہا گیا اور ہنس پڑا چونکہ لڑنے کے لیے فوج نہ تہی اور جو چند لوگ کہ میرے ساتہہ تہے وہ بہی اودہر اودہر بہاگ گیے تہے دشمن نے پہلے ہماری توپین لینا شروع کین - دشمن کو چارون طرف دیکہکر سب مجہے جان بچانے اور بہاگنے

کی فسکر ہوئی اور اِس لیے مین اون چند سوارون کے ساتھ ہولیا جو کہ تھوڑے لوگون کا
تعاقب کر رہے تھے اور پکڑو۔ پکڑو کہتے جاتے تھے۔ اِس طریقہ سے مین دو میل
نکل گیا اور موقع پاتے ہی بھیس بدلکر اپنے چند سوارون سے ملگیا جو میرے متلاشی تھے
ان کو ساتھ لیکر مین میمنہ کی طرف چلا جہان کہ چچا صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان
کو تمام سرگذشت سنا کر کہا کہ اگر آپ نے میری رائے پر عمل کیا ہوتا تو اس وقت مین
اس مصیبت مین گرفتار نہوتا۔ پہر مین نے بیس ہزار اشرفیون کا حال دریافت کیا جو کہ
اونکے پاس چھوڑ کر آیا تھا۔ اونہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ مین سو گیا اور فرانجی نے وہ
بوجہہ علیحدہ کر دے۔ مین نے کہا کہ مین نے اشرفیان آپ کے سپرد کی تہین نہ کہ فرانجی
کے اور اب ہم نے شکست بھی کہائی اور روپیہ بھی نہین ہے۔ چونکہ بلخ کی راہ برف سے
مسدود تھی ہم وہان نہین جا سکتے تھے اس لیے مجبوراً وزیری پہاڑیون کیطرف جانیکا
ارادہ کیا۔ لیکن روانہ ہونے سے پہلے دشمن کے دو یا تین سو سوار آپہونچے۔ میرے داہنی
جانب ایک نہر بیچ بستہ تھی سوارون کو دیکھکر مین نے صرف اپنے چار سوارون کے
ساتھ اوسے عبور کیا باقی سوارون کا دشمن کے رسالہ نے تعاقب کیا اور اونہین میری
آنکھون کے سامنے گرفتار کر لیا۔ مجھے نہایت مایوسی ہوئی کہ یہ سب میری آنکھون کے
سامنے ہو رہا ہے اور مین بالکل لاچار ہون بہت دیر بعد میرے چچا اور عبدالرحیم معہ تین سو
ستر کے مجھسے آکر ملے۔ رات ہوتے ہوتے ہم خستہ تباہ حال اور شکستہ دل قلعہ
زرمست مین پہونچ گیے۔

دو گھنٹہ گانون مین آرام کر کے ہم پہر روانہ ہوئے اور صبح آٹھ بجے سرروضہ پہونچگئے
وہان کے باشندون نے یہ سمجھکر کہ ہم شیر علی خان کے فوج کے آدمی ہین نکل کر ایک گولہ
چلایا لیکن جب پہچانا تو معذرت کی اور اونکے ملک اور ملا ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے

لیے کھانا وغیرہ لائے ایک ملا نے مجھے پانی پینے کے لیے تانبے کا کٹورا ہدیتہً دیا۔
اور دوسرے نے ایک آفتابہ حقہ اور تماکو مین سے نغو و خرید کیا اور چونکہ دو روز سے حقہ کی
بو بھی نہین سونگھی تھی اوس وقت حقہ پینے مین نہایت لطف آیا۔ میرا کل اثاث البیت
یہ تھا۔ ایک تانبے کا کٹورا۔ ایک آفتابہ۔ ایک حقہ۔ ایک کمبل اوڑھنے یا بچھانے کے
لیے ایک جوڑا کپڑون کا جو کہ لڑائی مین پہنے ہوئے تھا۔ تلوار۔ پیٹی۔ تمنچہ اور ایک سواری کا
گھوڑا۔ حالانکہ چند روز پیشتر میرے خزانہ مین آٹھہ لاکھہ بخارے کی اشرفیان۔ بیس ہزار
انگریزی پونڈ۔ پینتیس ہزار ماشے سونا۔ گیارہ لاکھ روپے کابلی۔ پانچ لاکھہ روپے [illegible]
کے (ہندوستانی روپیہ کے برابر) دس ہزار خلعت۔ دو ہزار آدمیون کے لیے کھانا
پکانے کے برتن (اسی قدر آدمی روز میرے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے) ایک ہزار
اونٹ۔ غرضکہ افغانستان مین سب سے زیادہ مال ومتاع میرے پاس تھا۔ لیکن
اس سب کا مجھے زیادہ افسوس نہ تھا صدمہ تھا تو اس بات کا کہ مین اپنے سچے خیرخواہ اور مہربان
ملازمون سے علیحدہ ہو گیا جنھون نے نہایت ایسی محبت سے پالا تھا اور جن کی اسوقت
مجھے مطلق خبر نہ تھی۔

اوسی روز سہ پہر کے وقت مین سرِ روضہ سے روانہ ہوا اور امیر محمد نامی ایک شخص
خروٹی قوم کا بطور رہنما کے ساتھ لیا۔ آٹھ بجے شب کے بعد ہم پیرال پہونچے۔ گھوڑون سے
اوترے اور ایک مقام پر جہان سے برف علیحدہ کردی گئی تھی تاپنے کے لیے آگ روشن
کی۔ قلعہ پیرال کے لوگ بہت ملنے کے لیے آئے اور مجھ سے نزاع شروع کی
میرے سوار اور چچا صاحب مجھے اوسی حالت مین چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی ہی
دیر بعد موقعہ پاکر مین نے پیرال کے ایک باشندے سے گھوڑا چھین لیا۔ جب وہ سوار ہونا
چاہتا تھا اور ایک پیر رکاب مین رکھہ کو دکہ گھوڑے پر بیٹھہ گیا۔ اوس شخص نے مجھے نیچے

گرانا چاہا لیکن جب مین نے تلوار نکالی تو وہ علیحدہ ہوگیا - مین نے تیزی سے گھوڑا دوڑایا
اور اپنے ساتھیون سے جا ملا - چچا صاحب نے مجھے دیکھکر تعجب کیا لیکن جب مین نے
دریافت کیا کہ مجھے چھوڑکر کیون سب بھاگ آئے تو اونکے پاس اسکا کچھہ جواب نہ تھا - ہم
مین سے کسی کو بھی راہ معلوم نہ تھی اسلیے آگے بڑہنے مین دقت ہوئی اور سب نے آپس مین
مشورہ کیا - مین نے کہا کہ آج شب یہین قیام کرنا چاہیے - صبح کے وقت راستہ معلوم
ہوجائیگا اور سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا - مین نے آگ جلائی تو چچا صاحب نے
کہا کہ ہم پہچان لیے جائینگے اور ممکن ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے - مین نے جواب دیا
کہ مین ایسا بزدل نہین ہون اسکی ذمہ داری میرے سر ہے - اگر آگ نہ جلائی جائے تو ہم سردی
سے میرے ساتھیون کے ہاتھہ پیر رہ جائینگے - تھوڑے عرصہ بعد چالیس خرلخی
شخص آئے اور کہا کہ ہم آپ کے متلاشی تھے اور آگ سے پہچانا کہ آپ یہان ہین -
اونھون نے اپنے مکان ہمین ٹھیرنے کو دیے - ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے کھانے اور
دانے کا انتظام کیا اور ہر طرح خاطر و مدارات کی - مین اون کا نہایت ممنون احسان ہون - صبح کو
ایک رہنما ساتھہ لیکر ہم اون سے رخصت ہوئے اور شام کے قریب پیر گوئی قوم کے
قلعہ مین پہونچگئے - اون لوگون نے دروازہ بند کرنا چاہا لیکن مین بلا تامل اندر داخل ہوگیا اور
میرے ساتھی بھی ہمراہ گئے - مجبوراً اونھین ہماری خاطر تواضع کرنی پڑی اور ہماری دعوت
بھی کی لیکن ہمنے منظور نہ کیا اور صرف چارپیکر روانہ ہوگئے - یہ کوئی رہنما ساتھہ نہ تھا اور چونکہ
ہر طرف راہین اور گھاٹیان تھین ٹھیک راستہ دریافت کرنے مین دقت ہوئی - بہرحال
مین آگے بڑہا اور اپنے ساتھیون کو اوسی راہ چلنے کی فہمائش کی اور کہا کہ کوئی بستی ملے گی
تو رہنما ساتھہ لے لینگے - اسطرح ہم چار میل گئے ہونگے کہ ایک سوار ملا اور ہم نے
پوچھا کہ کون ہو - یہ سنکر کہ مین عبد الرحمن خان ہون وہ گھوڑا دوڑا کر آیا اور قدمبوس ہوا اور کہا کہ

مین آپکے والد کا پُرانا ملازم ہون اور دوست محمد خان کی بہی خدمت کر چکا ہون - پہر اوس نے
میرے لڑکپن کی بہت سی باتین یاد دلائین - چونکہ اوسکا پیشہ رہنمائی تہا اور وہ خود ہمارے
ساتھ چلنے کے لیے مستعد تہا مین نے اوسپر بہروسہ کرنا مناسب سمجہا - اوس نے
کہا کہ سیدہی سڑک سے وزیریون کا ملک دو روز کی راہ ہے لیکن آپ کو ایک
اونچے پہاڑ پر سے ایسے نزدیک راستہ سے لے جاؤنگا کہ اوسی روز سہ پہر کے
وقت وہان پہونچ جائینگے - میرے چچا کو اتنا خوف تہا کہ کہین رہنما دہوکا نہ دے کہ اونہون
نے دور کے راستہ سے جانا چاہا لیکن مجھے یقین تہا کہ رہنما سچ کہتا ہے اور اس لیے
ہمنے پہاڑ کی راہ لی - ایک بلند پہاڑی کی چوٹی پر چڑہکر ہمکو یہ دیکھکر سخت تعجب ہوا کہ ایک
فوج ہمارا تعاقب کرتی معلوم ہوتی ہے - یہ دیکھتے ہی میرے سب سوار مجھے چھوڑ کر
بہاگ گئے سوا اُن چالیس[۵] بہادرون کے جو کہ میرے ساتھ رہے -

یہ لوگ اور چند سوار مرے اور دشمن کے مقابلہ کے لیے تیار ہوئے لیکن کسی وجہ سے
دشمن کی فوج جسطرح دکہائی دی تہی اوسی طرح جلدی سے غائب بہی ہوگئی صرف دس آدمی

---

۵ - اون کے نام یہ ہین - عبد الرحیم خان پروانہ خان (جو آجکل نائب سپہ سالار فوج ہے) - عبد اللہ خان (جو بالفعل ناظم بدخشان و قطغان ہے) جان محمد خان (جو آجکل میر اخراجی ہے) - فرامرز خان (سپہ سالار ہرات) سید محمد (کرنل باڈی گارڈ) محمد شیر خان (کرنل رسالہ) - احمد خان رسالدار (جس نے سمرقند مین وفات پائی) - محمد اللہ خان - رسالدار حیدر خان (جسے مین نے قندہار کا سپہ سالار مقرر کیا تہا لیکن اپنے جور وظلم کی وجہ سے وہ کابل کو بہاگنے پر مجبور ہوا) سکیدان نائب اللہ [illegible]ن - کرنل منصور علی (جو فی الحال کابل مین ہے) - کرنل محراب خان (برادر جنرل نظیر خان) اور میر عالم خان (جو آجکل بلخ مین توپخانہ کا جنرل ہے)

رہ گیے سوذہ بھی ہماری بندوقون کی آواز سے بھاگ کھڑے ہوئے - اسکے بعد ہم پھر روانہ ہوگیے اور چند میل آگے بڑھکر چچا صاحب اور دیگر سوار بھی ملگیے - ایک دوسرے پہاڑ پر ہم چڑھے تو اوسی قبیلہ کے دو سو سوارون نے ہمین روکا - چونکہ ہم تین سو جوان تھے مین گھوڑے سے اوترکر لڑائی کے لیے تیار ہوا لیکن لڑائی شروع ہونے سے پہلے مین نے اونھین سمجھایا کہ بلاوجہ لڑانے سے اونھین نقصان ہوگا - اونھون نے جواب دیا کہ تمنے ہمارے پانچ آدمی زخمی کیے ہین اونکا عوض ضرور لینگے - مجبور ہوکر مین نے اپنے آدمیون کے تین حصے کیے - ایک حصہ داہنی طرف اور دوسرا بائین جانب کسیقدر بلندی پر بھیجدیا اور تیسرے حصے کے ساتھ خود دشمن پر حملہ کیا - اونکو پسپا کرکے ہمنے پھر اپنی راہ لی -

بہت جلد وزیریون کے قلعجات مرغا ہمین دکھائی دئے - چونکہ چچا صاحب وہان کے لوگون سے واقف تھے اپنے رہنما کے ذریعہ سے ملکون کے نام خط لکھکر روانہ کیے جواب مین سو سوار ہمارے استقبال کے لیے آئے اور ایک ہزار پیدل اس خوشی مین قومی باجا بجاتے تھے - دو روز تک ہماری دعوت ہوئی اور ہمارے گھوڑون کو بھی دانہ پانی دیا گیا - ہم نے اس سب کے عوض اونھین روپیہ دینے کی کوشش کی لیکن اونھون نے انکار کیا - سردار عبداللہ خان پسر عبدالرحیم خان نے دو سو اشرفیان مجھے دیدی تھین - بس یہی ہمارا سرمایہ تھا عبداللہ نے اونھین اپنے کارتوس کی پیٹی مین رکھا تھا اسلیئے وہ بارود لگکر سیاہ ہوگئی تھین - دو روز بعد ہم پھر چلے اور ملک کے دوسرے حصہ مین قیام کیا جہان کہ ہمکو سب سامان خریدنا پڑا - لیکن جب مین نے وہ اشرفیان دین تو وہان کے لوگون نے تانبا سمجھکر اونکے لینے سے انکار کیا اور روپیہ طلب کیا - یہ معلوم کرکے کہ شیرجان کے پاس ہزار روپے تھے مین نے اوس سے اشرفیان بدلنی چاہین لیکن اوس نے نہ مانا اور کہا کہ جب آپکے ہاتھ سے کوئی نہین لیتا ہے تو مجھ سے کون لیگا - مین نے مجبور ہوکر جبراً اوس سے روپیہ چھین لیا -

اور ننلو اشرفیان دیدین - اِس روپیہ سے اپنے ساتھیون اور گھوڑون کے لیے تمام
کھانے پینے کا انتظام کیا -

دو دن بعد ہم ملک آدم خان وزیری کے قلعون مین پہونچے - اوس نے نہایت گرمجوشی
سے میری تواضع کی اور اوس شب کو ہمین قلعہ ہی مین رکھا - اگلے دن ہم دوسرے گانو مین
پہونچے اور وہان کے لوگون نے بھی ہماری تعظیم و تکریم اور دعوت کی - دوسرے دن دونون
ملک جو ہمارے ہمراہ رہنمائی کے لیئے آئے تھے رخصت ہوئے اور اپنے ملک واپس گیے
ہم داوا مین داخل ہوئے جو کہ ایک افغانی گانون ہندوستانی سرحد کے نزدیک واقع ہے -

اِس موقع پر ایک دلچسپ واقعہ کا ذکر کرنا ضرور ہے جو کہ کچھ دن پہلے پیش آیا تھا جب سے
مجھے شکست ہوئی تھی اوس وقت سے اوس شب تک جبکہ ہم وزیریون کے ملک مین پہونچے
مین نے کچھ نہین کھایا تھا - وہان پہونچکر مین نے سوارون سے کہا کہ نہایت بھوکا ہون یک
پارچہ گوشت ملجاے تو کیسا اچھا ہو - اونکے پاس ایک روپیہ تھا اوس سے گوشت - نمک
اور پیاز خریدی - اب یہ دقت پیش آئی کہ پکانے کے برتن ہمارے پاس نہ تھے - اور
اوس ملک کے لوگ صرف مٹی کے ظروف استعمال کرتے ہین - بہرحال میرے آدمی کہین سے
ایک کڑہائی لے آئے اور اوسمین مین نے تھوڑا شوربے دار گوشت پکایا - مین نے کڑہائی
کو دو لکڑیون سے باندھکر آگ پر لٹکایا تھا اور گوشت کھانے کیلئے نکالنا ہی چاہتا تھا کہ ایک
کتا غالبا یہ سمجھکر کہ وہ رسی جس سے کڑہائی بندھی ہوئی تھی کسی جانور کی آنتین ہین اوسے منہ مین
لیکر بھاگا اور کڑہائی وغیرہ سب کچھ ساتھ لیگیا - میرے سوار کتے کے پیچھے دوڑے لیکن
گوشت گر پڑا تھا - یہ واقعہ بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا - تین دن پہلے ایک ہزار شتر
صرف میرے کھانے پکانے کے برتن لانے کے لیے میرے پاس تھے اور آج
ایک کتا میرا کھانا اور برتن دونون لے گیا - مجھے اس خفیف کن واقعہ پر تبسم آیا اور روکھی روٹی

کھاکر سورہا۔

بمقام داوا سردار محمد خان (جسے میرے چچا نے اپنے ماموں کے پاس حاجی و خوست بھیجدیا تھا) چالیس سوار اور جنرل علی عسکر خان اور معاذ اللہ کو ساتھ لیکر ہمارے پاس آیا چند روز بعد عید ہوئی اور داوا کے لوگ نماز مین ہمارے شریک ہوئے۔ اونکی مین نے خاطر تواضع کی اور مٹھائی اور دستارین دین میرا خرچ اب زیادہ ہوتا جاتا تھا چھ سو آدمی میرے ہمراہ تھے اور روپیہ کی مجھے سخت ضرورت تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ عبد الرحیم خان کا ایک نوکر کابل سے پیدل آیا اور دو ہزار اشرفیان ہمراہ لایا۔ اس وفاداری کا ہم پر نہایت اثر ہوا۔ یہ شخص سابق مین عبد الرحیم خان کا خزانچی تھا اور چونکہ جوتا اوسکے پاس نہ تھا پیرون پر دری کے ٹکڑے لپیٹ کر چلا تھا۔ پیر پھٹ گئے تھے اور اون سے خون نکلتا تھا عبد الرحیم کے اہل وعیال کی نگرانی اور ہماری دیگر فرمائشون کی تعمیل کیلئے اوس نے کابل واپس جانیکی اجازت چاہی۔ مین نے اجازت دیدی اور ایک گھوڑا سواری کے لیے دیا لیکن اوس نے انکار کیا اور پیدل جانا بہتر سمجھا اس لیے کہ شاید اوس گھوڑے کی ہمین خود ضرورت ہو۔ اون اشرفیون کو بدلکر مین نے بیس ہزار روپیہ لیا۔ اور اوس سے وردیان کپڑے اور کھانے پینے کا سامان اپنے ہمراہیون کے لیے خرید کیا۔

اسی درمیان مین اضلاع بنو و پشاور کے دو انگریزی افسرون کے پاس سے میرے چچا کے پاس خط آیا کہ آپ انگریزی عملداری مین پناہ کیون نہین لیتے اور داوا مین کیون مقیم ہین چچا نے بعد ادائے مراسم جواب دیا کہ اگر وائسرائے ہند دعوت کا خط لکھین اور وعدہ کرین کہ دریائے اٹک کے اوس پار ہمین نہ لے جائینگے تو ہم آسکتے ہین اس خط پر مجھسے بھی مہر کرنے کو کہا لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے کبھی انگریزی دوستی کا فائدہ نہین معلوم ہوا اور اگر ایک مرتبہ دہوکا کھاکر آپ پھر اونپر اعتبار کرنا چاہتے ہین تو آپ تنہا چلے جائے۔

مین نے یہ بہی کہا کہ راولپنڈی سے واپس آنے کے بعد تو آپ نے انگریزون کی سرد مہری
کی شکایت کی تہی اب آپکی راے ایکبارگی کیونکر بدل گئی - اونہون نے جواب دیا کہ مین اپنی
پہلی راے پر قایم ہون لیکن صرف اس وجہ سے خط و کتابت کرتا ہون کہ بیکاری سے
کچھہ کرنا بہتر ہے مین نے کہا کچھہ کرنے کے کیا یہ معنے ہین کہ دروغ گوئی کیجئے ؟ یہ اچھی
عادت نہین ہے - صاف صاف لکہدیجئے کہ آپکو اونکے یہان پناہ لینا منظور نہین ہے
اس لیے کہ آپکو اون سے فائدہ کی کوئی امید نہین - غرضکہ میرے کہنے کے مطابق اونہون
نے خط لکہدیا لیکن مین نے اس وجہ سے مہر نہ کی کہ مین ایک نامعلوم شخص تہا اور میرا ذکر کافی
تہا - اونہون نے اسکی شکایت کی جسپر مجہے بہی غصہ آگیا اور مین نے اپنی مہر توڑکر اوس
شخص سے جو کہ خط لایا تہا زبانی کہلا بہیجا کہ مین آپ سے کسی قسم کے تعلقات پیدا
کرنا نہین چاہتا - آپ میرے دوستون کے دشمن ہین اور جو اونکے دشمن ہین وہ میرے بہی
دشمن ہین - وہ شخص پشاور واپس گیا اور غالباً میرا پیغام پہونچا دیا ہوگا -

داوا مین ہم آٹہہ روز اور رہے اور پہر کان گرم روانہ ہوے جہانکہ پانچ روز بعد پہونچ گیے -
ہم وہان سترہ روز رہے اور چونکہ سبز گہاس بہت تہی اس عرصہ مین ہمارے گہوڑے بہی
درست ہو گیے - گو مجہے پانچ روز بخار آیا تاہم مین وانا روانہ ہوا اور دو روز قیام کے بعد
دریاے گومل عبور کیا - جب ہم اوس پار پہونچے تو ایک شخص کو دیکہا کہ ہماری طرف دوڑا
آتا ہے اور رومال ہلا رہا ہے - مین نے علی عسکر خان کو بہیجا کہ دریافت حال کرین اور
یہ معلوم کرکے وہ نہایت متحیر ہوے کہ مردانہ بہیس مین یہ ایک عورت تہی جسے کہ وزیری
افغانستان سے بارہ برس کی عمر مین چرا کر لائے تہے - اب اوسکی عمر بیس سال کی تہی
اور یہ موقع پاکر وہ ہماری محافظت مین آنا چاہتی تہی - مین نے اوسکو تسلی دی اور سواری
کے لیے گہوڑا دیا اور اوسکے مان باپ کے پاس پہونچا دینے کا وعدہ کیا -

وہان سے چلکر ہم شیرانیون کے ملک مین ایک ایسے مقام پر پہونچے جہان کہ صرف دو مکان تھے اور اونمین رہنے والونکے پاس صرف ایک بھیڑ - چار بکریان اور تین مرغیان فروخت کے لیے تہین چاول نہ تھے - میرے ساتھہ اوسوقت تین سو آدمی تھے باقی ہندوستان جانے کے لیے مجہہ سے علیحدہ ہو گیے تھے - یہ جانور ہمنے خرید کر لیے اور جسطرح ہوسکا اون پر گذارا کیا - دوسرے روز ہم کاکر زوب کے ایک گانون مین پہونچے جہانکہ آٹا - مکہن اور گوشت خرید کیا اور کہانا بہی اسقدر پکایا کہ دو روز کے لیے کافی ہو - اوس روز سے ہم ہمیشہ اِسی انداز سے کہانا پکایا کرتے تھے - اس کے بعد ہم ایک گانون مین پہونچے جو وہ برنج کہلاتا تہا اور وہان ہمنے بہت کچھ کہانے پینے کا سامان جمع کیا - علاوہ اون چیزون کے جنکی ہمین ضرورت تہی وہان کے باشندے مختلف اقسام کی چیزین بکثرت لائے اور اونکی خریداری کے لیے اصرار کیا - میرے انکار کرنے پر وہ سب اشیاء وہین چھوڑ کر چلے گیے دوسرے روز جب اونہون نے دیکہا کہ اون چیزون کو کسی نے نہین چہوا اور ہمین اونکی خریداری پر مجبور نکر سکے تو وہ اونہین چار ناچار اوٹہا لے گیے اور مجہے برا بہلا کہتے گئے - جب ہم چند میل وہان سے آگے بڑہے تو دو ہزار آدمی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے راہ مین ہمارے منتظر ملے - اونمین سے ایک نے میرے چچا کے گہوڑے کی لگام پکڑ لی لیکن تلوار نہین کہینچنے پایا تہا کہ مین گہوڑا دوڑا کر پہونچ گیا اور اپنی بندوق اوسکے سینہ سے لگا کر چلانے کی دہمکی دی - اوس نے فوراً لگام چہوڑ دی اور میرے سوال کے جواب مین کہ تم کیا چاہتے ہو کہا کہ اس جگہہ کا نام زوب ہے جب تک بیس روپیہ فی کس محصول نہ دیجیے گا ہم نہین جانے دینگے - مین نے اونکو سمجہایا کہ اگر ہم اونہین اس قسم کا محصول دین تو تمام اہل کاکر ہمکو ڈرا کر محصول وصول کرینگے اس کے بعد مین نے محصول دینے سے انکار کیا اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا - یہ دیکہکر اونہون نے کہا کہ ہم تو مذاق کرتے تھے اور ہمارے آگے بڑہنے مین مزاحم نہ ہوئے

ابہی اوس روز کا کوچ ختم نہین ہوا تہا اور ہم مقام مقصود تک پہونچنے نہین پائے تہے کہ ایک ضعیف شخص دس مریدون کے ساتہہ سفید دستار باندہے - جٹا دونون کانون تک چہوڑے ہوئے اور ایک موٹا عصا ہاتہہ مین لیے سڑک پر دکہائی دیا - اِس صورت کے دکہلائی دینے کے پہلے دو مریدون نے میرے چچا سے آکر کہا تہا کہ ہم اس ملک کے سردار ہین اور اوس پیرمرد کو دیکہکر نہایت جہک کر سلام کیا اور کہا کہ یہ بڑے بزرگ ہین - اور سید ہین - یہ سنکر میرے چچا کہڑے ہوگیے اور اونکے ہاتہہ کو بوسہ دیکر اپنے پہلو مین جگہہ دی - مین نے اِس قسم کے بہت سے دغاباز اور فریبی شخص دیکہے تہے اِس شخص کی صورت سے بہی مجہے شبہ ہوا کہ پارسائی کے پردہ مین ضرور کچہہ دال مین کالا ہے میری عادت تہی کہ جب مین کسی گانون مین جاتا تو وہان کسی باشندہ سے ملاقات کرتا اور اوسے روپیہ دیکر وہان کے کل حالات دریافت کرتا تہا - ایسے ہی ایک شخص سے یہان بہی کیفیت پوچہی تو معلوم ہوا کہ یہ پیرمرد بڑا مشہور چور تہا - سوار ہزنون کا سردار تہا اور چالیس آدمی ہمارا مال لوٹنے کے لیے اپنے ہمراہ لایا تہا - مین نے چچا سے اسکا ذکر کیا لیکن اونکو یقین نہوا اور اپنے بیٹے سردار سرور خان سے کہا کہ یہ بزرگ آج کی شب ہماری خیمہ گاہ مین مہمان رہین گے - غروب آفتاب کے قریب چند آدمیون نے اون کنوؤن کو گہیر لیا جن سے کہ میرے آدمی گہوڑون کو پانی پلانا چاہتے تہے - یہ دیکہکر اور چونکہ مین ڈاکوؤن کی جانب سے ہوشیار رہتا مین نے یہ چال چلی کہ اپنے گہوڑون کو دو دو تین تین کرکے تقسیم کیا اور گانون کے مختلف حصون مین مختلف اوقات پر دوہرے گارو کے ساتہہ پانی پلانے کے لیے بہیجا اور اون کنوؤن کے نزدیک بہی وہ نہ گیے جو کہ ہماری خیمہ گاہ کے قریب تہے اور جہان کچہہ ہمارے گہوڑون کے منتظر تہے - اِس طریقے سے ہمارے تین سو گہوڑے بحفاظت تمام واپس آگیے - میرے چچا اور اونکے لڑکے کے پاس تقریبًا پچاس گہوڑے تہے

اونکے نوکرون سے آکر کہا کہ جو آدمی کنوئین کے چارون طرف جمع تھے وہ اونہین اوسکے قریب جانے سے روکتے تھے - یہ سنکر وہ بزرگ نہایت خشمناک ہوئے اور کہا کہ مین گھوڑون کے ہمراہ جاتا ہون اور اون لوگون کو حکم دیتا ہون کہ آپ کے نوکرون کو گھوڑون کو پانی پلانے سے باز نہ رکھین اوس نے ایسا ہی کیا اور تھوڑی دور جاکر سائیسون کو ڈولچیون سے پانی بھرنے کے لیے بھیجا - جسوقت کہ سائیس اس کام مین مصروف تھے وہ اور اوسکے ساتھی تیس گھوڑے لے بھاگے جن مین سے بیس میرے سوارون نے چھین لیے - اس معرکہ مین پانچ سوار زخمی ہوئے - جسوقت کہ ان لوگون نے واپس آکر یہ قصہ بیان کیا مین موجود تھا اور اپنے چچا پر خوب دل کھولکر ہنسا اور کہا کہ سہ پہر کے وقت مین نے آپ کو متنبہ کردیا تھا لیکن آپ نے نہ مانا - اس مشہور مثل کو آپ بھول جاتے ہین ؎

| | | | |
|---|---|---|---|
| | پس بہر دستے نباید داد دست | | اے بسا ابلیس آدم روکہ ہست |

میرے چچا اور اونکے بیٹے نے اپنے گھوڑون کے جانے پر افسوس اور اپنے زخمی نوکرون کی مرہم پٹی کرنے مین رات بسر کی -

جب ہم یہان سے روانہ ہوئے تو چچا صاحب کے نوکرون کو دوسرے لوگون کے ساتھ گھوڑون پر سوار ہونا پڑا یعنی ایک گھوڑے پر دو دو آدمی سوار ہوئے - گیارھوین دن سہ پہر کے وقت ایک کاکرگانون مین ہم پہونچے - میرے ساتھیون نے اپنے لیے کھانے پینے کی چیزین جمع کین اور مین بھی ایک جوان فربہ بھیڑ تلاش کرنے لگا - خوش قسمتی سے ایک مل گئی اور بیس روپیہ کابلی اوسکی قیمت قرار پائی جو مین نے ادا کردی - ہم اوسے ذبح کرنے ہی کو تھے کہ بھیڑ والا آیا اور کہا کہ بھیڑ واپس کردیجیے مین نہین بیچتا لیکن جب مین اوسے واپس کرنے لگا تو پھر وہ فروخت کرنے پر راضی ہوگیا اور آخرش وہ ذبح کی گئی - یہ دیکھکر اوس نے روپیہ مجھپر پھینک مارا اور کہنے لگا کہ میری بھیڑ زندہ کردیجیے - مین نے

جواب دیا کہ مجھے یہ قدرت نہین ہے لیکن اگر دل چاہے تو روپیہ اور یہ مذبوحہ بٹیر لے جا۔
اوس نے دوبارہ انکار کیا اور اصرار کیا کہ اوسے زندہ کر دیجئے۔ اب تو مجھے مجبوراً چال
چلنی پڑی۔ ایک ملا میرے قریب کھڑا ہوا تہا اوس سے مین نے کہا کہ یہ شخص تمہاری
نسبت سخت کلامی کر رہا ہے۔ اِس پر وہ ملا بٹیر والے کی طرف دیکھنے لگا۔ مین نے
اوسیوقت کہا کہ "اگر تمہارا دل چاہے تو مجھے بددعا دو لیکن اس بزرگ پارسا کی بی بی کی
نسبت کیون بد زبانی کرتے ہو" ملا یہ سنکر آگ ہو گیا اور اوس شخص کو سخت سست
کہنے لگا یہانتک کہ بات بڑہتے بڑہتے دونون لڑنے لگے اور موقعہ پا کر مین بٹیر اور روپیہ
دونون لے آیا۔ نصف باشندے ملا کیطرف تھے اور نصف بٹیر والے کیطرف اور جب خوب لڑ چکے
تو لوگون نے دونون کو علیحدہ کر دیا۔ ایک یا دو گہنٹہ بعد وہ بٹیر والا میرے لیے دو آفتابہ دہی۔ دو
خوانچے روٹی کے اور ایک بچہ بٹیر کا بہنا ہوا لایا اور بہت سلام کیے۔ مین نے کہا کہ ابہی تہوڑی
دیر ہوئی کہ تم اسقدر گستاخانہ کلام کر رہے تہے اور اسوقت اِتنے مودب ہو اور پہر اوس کی
گفتگو سے معلوم کر کے کہ اوسکے حواس بجا تھے مین نے دریافت کیا کہ بٹیر کے بہانہ سے
مجہسے کیون جہگڑا نکالا تہا۔ اوس نے جواب دیا کہ سرورخان نے قندہار مین میرے ساتہ
بہت برا سلوک کیا تہا یہ اوسکا عوض تہا جو مین نے لیا۔ مین نے کہا سرورخان یہان ہین
تم اون سے لڑے ہوتے۔ اوس نے کہا ٹہیک ہے لیکن چونکہ سرورخان کو قندہار کا گورنر
آپ نے مقرر کیا تہا مین آپکو اِس کا ذمہ دار قرار دیتا ہون۔ اسیطرح ہم کئی گہنٹے تک
گفتگو کرتے رہے جس کے بعد وہ گہر چلا گیا اور مین سو گیا۔

دوسرے دن بڑے زور شور کی آندہی مین ہم وہان سے چلے جب ہم اوس گانون کے
قریب پہونچے جہان قیام کرنے کا ارادہ تہا تو وہان کا سردار دو سو سوار لیکر ہمارے استقبال
کو آیا لیکن ہم سے ملنے سے پہلے اوسکے ایک نوکر نے آ کر کہا "شاہجہان پادشاہ آپ کو

لینے آتے ہین گھوڑے سے اوترئے اور اون سے معانقہ کیجئے کا میرے چچا نے مجھسے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے - مین نے کہا کہ اسکا تصفیہ کرنے سے پہلے مین آگے بڑہتا ہون - کچھہ دور جاکر دیکھا کہ دو شخص میری طرف آرہے ہین - مین نے ایک سے پوچھا کہ تمہارا شاہ کہان ہے تو اوس نے اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کیا - یہ نام کا بادشاہ ایک ضعیف شخص تہا اور پرانی بہیڑ کی کہال کا کوٹ پہنے ہوئے تہا جسمین جا بجا رنگین کپڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے - سر پر دستار اسقدر میلی کہ یہ بہی نہین معلوم ہوتا تہا کہ کون سے کپڑے کی ہے اور اوسکے بیچ مین کلاہ نہ تہی - پیر مین اونی موزے تہے لیکن جوتا نہ تھا گھوڑی جسپر سوار تہا وہ سست واستخوان ہو رہی تہی - گھٹنون پر گھنٹیان بندہی تہین اور لکڑی کا زین تہا - بٹے ہوئے بالون کی لگام تہی جنکے کنارون پر گھنٹیان تہین - اس شاندار صورت کو دیکھکر مین مسکرایا اور نزدیک جاکر کہا کہ ہمارے امیر سے گھوڑے سے اوترکر معانقہ کرنے کی ضرورت نہین آپ زبانی اونکا خیر مقدم کیجئے - اوس نے منظور کرلیا اور مین نے واپس جاکر چچا صاحب سے کہدیا کہ شاہ جہان بغیر گھوڑے سے اوترے ہوئے آپکا استقبال کرینگے - جب دونون مین ملاقات ہوئی تو چچا صاحب کا گھوڑا اس عجیب وغریب صورت کو دیکھکر بھڑکا اور گھنٹیون کی آواز سے اوچہلنے کودنے لگا - میرے چچا بہت ڈرے اور مجھسے امداد کے لیے کہا لیکن مین ہنسا اور کہا کہ دو بادشاہون مین دخل نہین دیسکتا - وہ چلائے اور کہنے لگے کہ براے خدا کوئی تدبیر بتلاؤ ورنہ گھوڑا مجھے گرادے گا یہ مذاق کا موقعہ نہین ہے مین نے کہا اگر آپ کچھہ دینے کا وعدہ کرین تو مین آپکی مدد کرون - اوہنون نے اپنی دو تلوارون سے ایک مجھے دینے کا وعدہ کیا اور مین نے منظور کرلیا - اولاً مین نے اونکے گھوڑے کو چمکار کر ٹھیک کیا پھر شاہ جہان سے کہا کہ آؤ میرے ساتھیون کے ٹھیرنے کا انتظام میرے ہمراہ چلکر کرو - اوس نے جواب دیا کہ بکری کا شوربا اور جوار کی چالیس روٹیان مین نے

بکوائی ہین۔ مین نے اوسے یقین دلایا کہ یہ نہایت اعلیٰ کھانا ہے۔ لیکن ہمین آگے چلکر اوسے درست کرنا چاہیے۔ اس بہانہ سے مین اوسے اپنے گھوڑون سے علیحدہ لیگیا۔ ایک میل جانے کے بعد مین نے کہا کہ چند چیزین بھول آیا ہون اونہین لانے کے لیے واپس جانا ضرور ہے اولاً وہ بلا میرے آگے جانے کے لیے راضی ہوا لیکن جب مین نے کہا کہ مین اپنے ساتھہ شکر بھی لاؤنگا تو وہ نہایت خوش ہوا اور مجھے فوراً اجازت دیدی۔ مین نے واپس آکر چچا سے پوچھا کہ ایسے عظیم الشان بادشاہ کی نسبت آپکی کیا راے ہے اور وہ خوب ہنسے۔ گانون پہونچکر ہمنے بادشاہ کو تلاش کرنا شروع کیا اور تھوڑے عرصہ تک ہم اس کوشش مین ناکامیاب رہے لیکن آخرکار ایک گھاس کے جھونپڑے مین اوسے پایا۔ مجھے دیکھکر اوس نے کہا کہ کھانا پکانے کے لیے جنگل سے لکڑیان منگائی ہین لیکن ابھی تک آئی نہین۔ روٹی بھی ابھی نہین پکی ہے اسیلیے کہ توا ایک شادی مین عاریتاً گیا ہے۔ مین نے کہا اگر کھانا نہین ہے تو کوئی ہرج نہین ہم آپکے مہمان ہین۔ اسکے بعد مین نے اپنے کھانے پینے کی چیزین منگائین اور وہان کے لوگون سے پوچھا کہ کیا یہی شخص تمہارا بادشاہ اور سردار ہے۔ اونہون نے کہا جی ہان مین نے کہا درحقیقت تم لوگ نہایت عقلمند ہو کہ ایسے طاقتور شخص کو بادشاہ بنایا ہے اور اسی طرح جسقدر مین تعریف کرتا گیا اوتنا ہی وہ خوش ہوتے گیے۔ اوس شب کو ہمنے جنگل مین قیام کیا۔ دوسرے دن بادشاہ نے آکر کہا کہ آپکا دوسرا مقام میرے چچیرے بھائی دوست محمد کے گانون مین ہوگا اور وہ مجھسے بھی زیادہ آپکی خاطر و تواضع کرے گا۔ بہتر ہوگا کہ آپ ذرا اول وقت یہان سے روانہ ہوجائین۔ ہمنے اوس سے رہنما کے لیے کہا تو وہ خود ہمارے ساتھہ چلنے کو مستعد ہوا۔ مین نے چچا سے کہا کہ اس کا ضرور کوئی باعث ہے کہ وہ خود ہمارے ہمراہ چلتا ہے لیکن اونھون نے اس سے اختلاف کیا اور ہم روانہ ہوگئے۔

پہلے دن کے کوچ کے بعد ہم ایک بلند پہاڑ کے دامن مین پہونچے اور دوسرے روز ایک اور پہاڑ پار کرنا پڑا - پہر ایک گانون مین گذر ہوا جسمین ایک باشندہ بہی نہ تہا - مین نے چچا سے کہا کہ ہمارا خبیث رہنما ہمین غلط راستہ بتلا رہا ہے اور ہمارے پاس نہ تو آدمیون کے لیے کہانا اور نہ گہوڑون کے لیے گہاس ہے کہ اگر دو روز کا سامان ہم لیکر نہ چلے ہوتے تو کیا کیفیت ہوئی ہوتی - شب ہمنے صحرا مین بسر کی -

دوسرے روز دوست محمد دو ہزار ساتہیون کے ساتھ ہم سے ملنے آیا لیکن اوّلاً ایک شخص سے یہ کہلا بہیجا کہ مین آپکی خدمتگزاری کے لیے تیار رہون - پہر اوس نے ہم سے دریافت کیا کہ ایسے دشوار گذار رستہ سے کیون آئے اور سیدہی سڑک کیون چہوڑ دی اور یہ سنکر کہ اسکا باعث اوسکا چچیرا بہائی تہا اوس نے اصرار کیا کہ اوسے مجہے دیدیجیے اس لیے کہ آپکو ان پہاڑون سے لانے کی یہ وجہ ہے کہ وہ نہین چاہتا تہا کہ آپ میرے گانون ہوکر آئین وہ میرا دشمن ہے اور اس سے میری بے عزتی ہوئی ہے اوس نے یہ بہی کہا کہ میرے مکان پہونچنے کے لیے آپکو دو تک واپس جانا چاہیے - وہان آپکی تواضع وتکریم کی جائیگی آپ کے لیے کانجہ اور آپ کے ساتہیون کے لیے کہانے پینے کا سامان سب مہیا کر لیا گیا ہے مین نے چچا سے کہا کہ اگر آپ نے میری بات سنی ہوتی تو یہ مصیبت پیش نہ آتی - ان دو شیطانون سے کس طرح نجات ملیگی؟ جسوقت یہ گفتگو ہو رہی تہی چند چورون نے جنہین دوست محمد نے اس غرض سے بہیجا تہا کہ جو کچہہ ہمارا مال ہاتھہ لگے اوٹہا لے جائین - ہمارے اسباب چرانے کی کوشش کی جسکی وجہ سے اون پر گولی چلائی گئی اور وہ زخمی ہوسے - یہ سنکر شاہ جہان چلا گیا اور کہین جاکر چہپ گیا - میری راے ہوئی کہ اوسی شب کو وہان سے روانہ ہو جانا چاہیے ورنہ دوست محمد کے آدمی ہم سے ضرور لڑینگے - آخرش تلاش سے شاہ جہان ملگیا - ہمنے اوس سے کہا کہ جسطرح تو ہمین یہان

دیا ہے اوسیطرح ہمکو یہان سے واپس نے جانا پڑےگا - اوس نے اپنے پوشیدہ ہوجانے
کی یہ وجہ بیان کی کہ اوسکو خوف تہا کہ ہم اوسے اوسکے دشمن دوست محمد کے حوالہ کردین -
ہمنے وعدہ کیا کہ ایسا نکرینگے اور رات بہر اوسکو ساتہہ لیکر کوچ کیا حالانکہ سردی نہایت سخت
تہی - کوئی گانون راہ مین نہ ملا جہان کہ کہانے پینے کی چیزین خرید کرسکتے اور دوسرے روز
سہ پہر کے وقت ملا بہی تو ایک اوجاڑ گانون اور پہر ہم ناکام رہے - مین نے اوس
سلطان الشیاطین سے پوچہا کہ اس گانون کے لوگ کہان ہین - جواب ملا کہ صرف موسم
بہار مین وہان آتے ہین اور موسم سرما شروع ہوتے ہی سامنے والے پہاڑ پر چلے جاتے
ہین مین نے کہا تیرے باپ پر خدا کی لعنت ہم بہوکہے اور ہمارے گہوڑون مین طاقت باقی
نہین ہے اور یہ صرف تیری شرارت کا نتیجہ ہے - وہ بولا کہ بہتر ہے کہ ہم سب اوس پہاڑ
پر چلین اور اون لوگون سے ملین وہ ہمین کہانا دینگے - لیکن چونکہ وہان کے لوگون کو اوس سے
اور اوسکے خاندان سے دشمنی تہی اوس نے خود ہمارے ساتہہ جانے سے انکار کیا - ہم
خوش ہوئے کہ ایسے شخص سے نجات ملی اور اوسکو رخصت کرکے بعد غروب آفتاب
ہم اوس پہاڑ پر پہونچ گیے جسکے قریب کہ اوس قبیلہ کی بستی تہی - اولًا تو یہ سمجہکر کہ ہم کسی
مخالف قبیلہ کے لوگ ہین اونہون نے ہم سے لڑنے کی تیاری کی لیکن پہر ہم سے نہایت
مہربانی سے پیش آئے - اسکے دن بعد کہانا کہلا کر ہم کو نہایت خوشی ہوئی لیکن اونہون نے
ہم سے کسی چیز کی قیمت نہ لی -

دو روز اونکے مہمان رہکر ہم کوتل ساگری کی راہ سے پشین روانہ ہو لئے - پشین کے قریب
ایک گانون مین پہونچے تو ایک مخبر نے اطلاع دی کہ وہان کے گورنر نے چالیس ہزار
روپیہ مالگذاری کا جمع کیا تہا اور اوسے قندہار بہیجنا چاہتا تہا - مین نے چچا سے مشورہ کیا اور
کہا کہ مین تمام رات چلونگا اور قبل از طلوع آفتاب گانون مین اچانک پہونچکر روپیہ پر قبضہ

کرونگا۔ لیکن اس مین مجھے اس وجہ سے ناکامیابی ہوئی کہ ہمارے چند نوکرون نے انعام کے لالچ سے مجھ سے پہلے پہونچکر گورنر کو میرے ارادہ کی اطلاع دیدی اور اوسے موقع ملگیا کہ دوچار سو آدمی اردگرد کے گانون سے جمع کر کے قلعہ مضبوط کرلیا۔ مین نے خوش قسمتی سے اپنا ایک جاسوس پہلے سے بہیج رکہا تہا کہ وہان جاکر میرا انتظار کرے اسی شخص سے چچا صاحب کے پانچ نوکرون کی اس نمکحرامی کا حال معلوم ہوا۔ الغرض بلا حصول مدعا مین کاریز وزیر واپس آیا اور وہان دوروز سے ہنے قیام کیا۔ وہان کے باشندے اپنے آپ کو سید کہتے تہے لیکن میرے نزدیک اونکو کوئی حق نہین ہے کہ اپنے تئین اس نام سے پکارین اسلئے کہ سخاوت۔ خوش اخلاقی اور رحم جو خاص صفات سادات کی ہین ان لوگون مین نہ تہین وہ خوبصورت۔ خوش اندام اور خوشحال ضرور ہین لیکن ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے جسکی وجہ سے ہمیشہ آپسمین فتنہ وفساد رہتا ہے۔ وہان سے رخصت ہوکر ایک گانون مین پہونچے جس کا نام آب ریگ تہا۔ اور جب ہم نشکی جارہے تہے تو راہ مین ایک روز تمام دن بارش ہوئی اور ہوا نہایت سرد تہی۔ ہمارے کپڑے بالکل تر ہوگیے اور ہمارے ہاتہہ پانون جم جانے کے قریب ہوے۔ بڑی دقتون کے بعد ہم وہان پہونچے لیکن ہمسے لوگ نہایت اچہی طرح پیش آئے۔ دوسرے دن ہم پہر سے چلے اور ایک ریتیلے صحرا سے ہمین جانا پڑا جہان کہ پانی کا نام ونشان نہ تہا۔ مجبوراً ہمین واپس آنا پڑا۔ لوگون نے صلاح دی کہ بہتر ہوگا کہ خاران کی سڑک سے جائے گو اس راہ سے چار پانچ روز زیادہ صرف ہونگے لیکن مین نے اوس صحرا کے راستہ کو اس پر ترجیح دی اور دو سو شتر کرایہ لیکر کافی سامان ساتہہ لیا اور پہر اوسی طرف روانہ ہوئے۔ خدا کے فضل وکرم سے روز بارش ہوئی اور ہماری ضروریات کے لیے کافی پانی ملتا رہا۔ دسوین دن چاغے دکہائی دیا۔ بارش سے سڑک بالکل خراب ہوگئی تہی اس لیے مجبوراً ہمکو گہوڑون

سے اوترجاناپڑا اور لگام پکڑ کر گھٹنون گھٹنون کیچڑ مین اونہین لیگئے۔ اس کوچ کے خاتمہ پر آدمی اور گہوڑے خستگی سے نیمجان ہو گیے تہے۔ خود مین نے تہوڑا گوشت پکاکر اپنے آدمیون کو کہلایا اس لیے کہ وہ قریب قریب بیہوش ستہے۔ گہوڑے بیٹہہ گیے اور دوبارہ نہ اوٹہہ سکے صرف میرا عربی گہوڑا جو میرے دادا کے اصطبل مین پیدا ہوا تہا کہڑا رہا۔

دو روز تک ہماری حالت نہایت خراب رہی لیکن تیسرے روز ہم چاغے پہونچ گیے ہم کو تعجب ہوا کہ وہان کے خان نے ہمارا استقبال نہ کیا۔ کچہہ دن وہین مقیم رہے اور پندرہ روز بعد ایک ملازم نے چچا صاحب سے آکر کہا کہ ہمارے خان چاہتے ہین کہ اونہین قدمبوسی کی اجازت دی جائے۔ مین نے دریافت کیا کہ اب تک اونہون نے ایسا کیون نہین کیا تو معلوم ہوا کہ وہان کے تمام باشندے گہوڑے چرانے کیلئے جنگل چلے گیے تہے وہ اب واپس آئے ہین اور پانچ سو جمع ہو کر ہمارے سلام کو آنا چاہتے ہین ہمنے اجازت دی اور خان قلعے سے پیدل آیا۔ پانچ سو شخص اوسکے پیچہے ایک قطار مین تہے اور دو لڑکے نو اور بارہ برس کی عمر کے سامنے رقص کنان تہے یہ دونون انسان نہین معلوم ہوتے تہے اور اون کے جسم پر سوائے ایک لنگوٹی کے کپڑا نہ تہا۔ چپکتے ہوئے بالون کی یہ کیفیت تہی کہ معلوم ہوتا تہا صابن اور پانی کی صورت سے مطلق آشنا نہ تہے۔ باجا بہی ساتہہ تہا۔ غرض کہ یہ شاندار بندوبست ہمارے استقبال کے لیے کیا گیا تہا۔ جسکے سرانجام مین پندرہ دن صرف ہوئے تہے۔ پچیس روز ہم وہان رہے اور اس عرصہ مین ہمارے گہوڑے خوب فربہ ہو گئے اسلئے کہ گہاس بکثرت تہی۔

اسکے بعد ہم پلالک کی طرف روانہ ہوئے جو دریائے ہلمند کے کنارے پر واقع ہے اور چہہ روز بعد خیل شاہ گل پہونچے جو کہ شاہ گل ایک بلوچی سردار کے نام سے مشہور ہے اس گانون مین سوائے دو ضعیف آدمیون کے اور کوئی بہی نہ تہا اور وہ دونون بہی ہماری

نظر سے بچنے کی ازحد کوشش کر رہے تھے۔ میرے دریافت کرنے پر کہ گانون کیون خالی تہا اونہون نے پہلے تو یہ کہا کہ معلوم نہین پہر جب مین نے اصرار کیا تو بولے کہ میر عالم خان والی غائنات کی فوج زیرکمان سردار شریف خان سیستانی اون کا مال ومتاع لوٹنے کے لیے آرہی تہی اسلیے وہان کے سب لوگ بہاگ کر قریب ہی ایک مقام پر چہپ گئے تہے۔ میرے چچا نے کہا کہ اگر وہ جگہہ ہمین بتلا دو تو ہم تمہاری مدد کرینگے وہ دونون ہمکو اوس مقام پر لے گیے اور شاہ گل ہم سے اچہی طرح ملا اور ہماری امداد سے خوش ہوا۔ اوس نے ہماری دعوت کی اور آدہی رات کو اُسکے دو مخبرون نے آکر خبر دی کہ سیستانی سوار اگلے گانون سے گذر چکے تہے اور اون کے حلقہ مین کل پہونچ جائینگے۔ شاہ گل نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کل اپنی رعایا اور اسباب لیکر کسی مستحکم مقام پر پہاڑ پر چلا جاوٗن۔ میرے چچا نے میری راے دریافت کی۔ مین نے جواب دیا کہ اونکا دل چاہے تو چلے جائین لیکن اگر ہمین ایک رہنما دیدین تو ہم بہی سیستانیون سے مقابلہ کرین شاہ گل نے ایسا ہی کیا اور اوس کے پہاڑ جانے پر ہم اوس کے مقابل کی سمت مین روانہ ہوئے۔

چند گھنٹے چلنے کے بعد سامنے گرد اڑتی ہوئی دکھلائی دی جس سے معلوم ہوا کہ سوار آرہے ہین اور ہم لڑنے کے لیے تیار ہو گیے۔ اپنے ساتھیون کو لیکر مین چپ صاحب سے آگے بڑہ گیا اور اونہین لڑائی کے لیے صف آرا کیا۔ سیستانی ہمین دیکہکر سخت متعجب ہوئے اور ہمارا مقابلہ نکر کے دریافت کرنے لگے کہ تم کون ہو۔ ہمنے بتلایا کہ افغان ہین بلوچی نہین یہ سنکر اونکا سردار ہمارے سلام کو آیا۔ مین نے اپنے چچا کو بلایا اور سیستانیون سے کہا کہ شاہ گل اور اوسکی رعایا افاغنہ کے ماتحت ہین اس لیے ہم اونکی امداد کے لیے آئے ہین سیستانیون کو یہانکے معاملات مین دخل نہ دینا چاہیے

اونکے سردار نے منظور کیا لیکن اس شرط پر کہ شاہ گل آکر اوسے سلام کرے تاکہ اوسکی عزت باقی رہے - مین نے شاہ گل کی رعایا سے کہا کہ یہ کرنا چاہیئے لیکن اوسکی ہمشیر کو اسقدر اپنے بھائی (شاہ گل) کی جان کا خوف تہا کہ مانع ہوئی - مین نے کہا کہ اگر شاہ گل میرے چچا کے ساتھہ جائے تو مین بطور ضامن کے اوسکی رعایا کے پاس رہونگا - آخرش اُنہون نے منظور کرلیا اور مین نے اپنے چچا صاحب کو خوب سمجھا دیا کہ اوسے زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز مین واپس بہیجدین - سات روز گذر گیے اور شاہ گل کا پتہ نہ تھا - اوسکے تمام لوگ ایفاے وعدہ کے لیے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چونکہ دو روز زیادہ گذر گیے ہین ہمارا خان ضرور قید کرلیا گیا ہے - مین نے اونہین یقین دلایا کہ ایسا نہین ہوسکتا اور کہو تو مین جاکر اوسے لے آؤن لیکن اونہون نے منظور نہ کیا اور کہا کہ جب تک وہ نہ آئے تم ہمارے قیدی ہو - یہ سوچکر کہ شاید ہم پر حملہ کیا جائے مین نے اپنے دو سو سوارون کو تیار کر رکہا - تہوڑی ہی دیر بعد وہان کے لوگ ننگی تلوارین لیے ہوئے آموجود ہوئے - مین نے اپنے نصف آدمیون کو گولی چلانیکا حکم دیا اور نصف کو ہدایت کی کہ تلوار سے حملہ کرین - یہ دیکھکر وہ بہاگ گیے اور دو سو شتر پر اپنا اسباب لادکر مین اوسی جانب روانہ ہوا جدہر کہ شاہ گل گیا تہا - اوسکے آدمی آکر میرے شریک ہوگیے اور اپنی حرکات کی معافی چاہی - مین سیستان تک اونہین ساتھہ لیگیا اور وہان سے اونکے اونٹ دیکر اونہین واپس کیا -

دو دن بعد ایک گانون مین پہونچے اور اپنے چچا اور شاہ گل کی کیفیت دریافت کی چچا صاحب سے معلوم ہوا کہ سیستانی فوج کے دو سوار تہے سوار شریف خان سوارون کا افسر اور موسیٰ یوسف خان نبیرہ میر عالم خان کے باڈی گارڈ کا افسر - اس موسیٰ یوسف نے باوجود اونکے اعتراض کے شاہ گل کو قید کرلیا تہا - مین سیدہا اوس افسر کے پاس چلا گیا

اور پلا گھوڑے سے اوترے ہوئے اوس سے ہاتھہ ملایا اور پوچھا کہ شاہ گل کہان ہے
اوس نے کہا خیمہ مین - اسپر مین نے زور سے چلا کر کہا شاہ گل باہر آؤ اور وہ آگیا -
مین نے اوس افسر سے پوچھا کہ اسے کیون قید کیا ہے - اوس نے جواب دیا
کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے سردار میر عالم خان کے پاس اسے لیجاؤن - مین نے کہا کہ مین نے
اوسے تمھارے پاس بھیجا ہے اور خود اوس کے بسلامت واپس جانیکا ضامن ہوا ہون
وہ تمھاری رعایا نہین ہے کہ تم اوسے میر عالم کے پاس لیجاؤ - اِس کے بعد مین شاہ گل
اور ایک نوکر کو جو اوس کے ساتھہ قید ہو گیا تھا لے آیا اور اپنے دس سوارون کے
ساتھہ اوسے اپنے ملک واپس کر دیا - اوسکی رعایا اوسے دیکھہ کر نہایت خوش ہوئی -

تین روز قیام کے بعد ہم سیستانیون کے ہمراہ اونکے ملک کو روانہ ہوئے - دوسرے
دن دریاے ہلمند کے کنارے پہونچ گیے - دیکھا کہ قندہاریون کے پندرہ مکان ہین
جنپر اوسی ہزارہ سردار کے چند سوار حملہ کر رہے ہین جس نے کہ قبیلہ پلالک کو لوٹنا
چاہا تھا - اون مکانون کے رہنے والون نے اپنے آپ کو خوب مستحکم کر لیا تھا اور
پچاس ہزارہ سوارون کو مار چکے تھے اور سو کو زخمی کیا تھا - اِس عرصہ مین ارد گرد کے گانون کے
لوگ بھی اِن سوارون کے مقابلے کیلئے جمع ہو گیے تھے جب ہم اوس گانون مین
پہونچے تو وہان کی اوس وقت یہی کیفیت تھی - مین نے اپنے ساتھیون کو حکم دیا کہ
اوس ہزارہ سردار کی خوب اسر کوبی کرین جس نے اِن قریون کو لوٹنے کیلئے سوار بھیجے
تھے اور وہان کے باشندون کو یہ کہکر مین نے خوش کیا کہ مین خود اونکے دشمنون سے اِس
قسم کی شرائط کرونگا کہ آیندہ امن و امان رہے - مین خود قلعہ تک پیدل گیا معلوم ہوا
کہ اوسمین سوار ہین - میرے ساتھہ توپین یا سیڑھیان نہ تھین کہ اونکی مدد سے اندر داخل ہوتے
اس لیے ایک نوکر کو بھیجا کہ اون سے حقیقت حال کہے - اِس شخص کو انھون نے

اندر جانے کی اجازت دی اوس نے سمجھایا کہ اس تمام مصیبت کا بانی ایک ہزارہ سوار تھا جسے عبدالرحمن خان نے سزا دیکر نکال دیا ہے بہتر ہو کہ تم بھی بلا کسی قسم کی مزاحمت کے اپنے اپنے مکان واپس جاؤ۔ یہ سنکر کئی سردار قلعے سے باہر آئے اور مجھے سلام کیا۔ مین نے اونہین سمجھایا کہ مین تمکو بھائیون کی طرح سمجھتا ہون اس لیے کہ تم بھی افغان ہو۔ الغرض ہم سب ایک ساتھہ واپس چلے اور دو شبانہ روز ان لوگون کے گانون سے ہمارا گذر ہوا۔ اونہون نے ہمارے کہانے پینے کا سامان مہیا کیا لیکن سیستانی سوارون کو کچھہ نہ دیا جنہین کہ نہجار ہو پہنچنے تک ہم کہانا کہلاتے رہے وہان پہونچکر ملیشیا سوار اپنے اپنے گہر چلے گیے اور رسالے کے لوگ میر عالم خان کے پاس گیے تاکہ اوسے ہمارے استقبال کے لیے لائین۔

سردار شریف خان نے اپنے مکان واقع شریف آباد مین دو روز تک ہماری دعوت کی۔ تیسرے دن میر عالم کے پاس قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ باہر آکر ہم سے ملا۔ اور مجھہ سے اور چچا سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد ہم اوسکے نئے قلعہ مین داخل ہوئے جہانکہ ہمارے استقبال کے لیے بڑی تیاریان کی گئی تہین۔ قلعہ کے چارون طرف ہمارے سوارون کے لیے خیمے نصب کیے تھے اور میرے چچا کے اور میرے لیے اون سے بڑے خیمے لگائے تھے۔ ایک ہوشیار شخص کو صرف اس کام کے لیے مقرر کیا تہا کہ ہماری تعظیم و تکریم مین کوتاہی نہ کرے اور ہماری آسائش کی لحاظ رکھے۔ بارہ روز ہم وہان مہمان رہے اور پہر کولاب سیستان روانہ ہوئے۔ رخصت ہونے کے وقت میر عالم نے عرض کی کہ تمام خیمے اور اسباب ساتھہ لیجائے آپ میرے ہمسایہ ہین اس لیے ضرور ہے کہ مین حتی الامکان مہمان نوازی کرون۔ ہمنے شکریہ کے ساتھہ انکار کیا لیکن مزید اصرار کی وجہ سے دو یا تین خیمے قبول کر لیے۔ اوس نے دس ہزار ایرانی روپیہ بہی ہمارے

بیرجند تک کے مصارف کے لیے دیا۔ مین نے یہ روپیہ چچا صاحب کو دیدیا او کہا کہ میرے پاس اپنے اخراجات کے لیے کافی روپیہ ہے بشرطیکہ آیندہ آپ کے خرچ کے لیے مجھے روپیہ نہ دینا پڑے جیسا کہ مجھے کرنا پڑتا ہے۔ عبدالرحیم کا خزانچی جو زر نقد لایا تھا اوسمین کی دو سو اشرفیان ہنوز میرے پاس تھین۔

کولاب سیستان (جسے وہان کے باشندے ہامون کہتے ہین) سے روانہ ہوکر ہم بندان پہونچے اور وہان سے نہہ اور صحراے لوط ہوتے ہوئے بیرجند گیے جہان کہ میر عالم کے دولڑکون نے نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور اون کی والدہ نے ہماری دعوت کی۔

بتاریخ پنجم محرم الحرام ہم بیرجند پہونچے تھے اور بارھوین تاریخ مشہد گیے جہانکہ امام رضا علیہ السلام آٹھوین امام کا مقدس مزار ہے۔ اِس کے بعد ہم شہر سرایان مین داخل ہوئے جہانکہ آثار عمارات قدیمہ دیکھے۔ وہان سے چلکر نسی قیام کیا۔ اِس جگہہ کی آب وہوا نہایت خراب ہے۔ پانی شور و تلخ ہوتا ہے اور باشندون نے بڑے بڑے تالاب بنالئے ہین جنمین پینے کے لیے بارش کا پانی جمع کرتے ہین۔ دو کنوئین بھی کھودے ہین لیکن پانی صرف کہانا پکانے کے کام کا ہے پینے کے لائق نہین۔ بدقسمتی سے وہان پہونچنے کے کچھ ہی پہلے میرے چچا کو تیز بخار آگیا اور اونکی صحتیابی تک ہمکو مجبوراً اوسی گانون مین رہنا پڑا ایک مہینے تک اونہین صحت نہ ہوئی اور اس عرصہ مین میرا تمام روپیہ خرچ ہوگیا۔ مین نے چچا صاحب سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین آپکے لیے تخت روان بنوالون اس لیے کہ ابھی آپ کمزور ہین لیکن انہون نے کہا کہ جس حالت مین یہان درخت ہی نہین ہین جن سے لکڑی لی جاے تو تخت روان کس طرح تیار ہوسکتا ہے۔ اس کا کچھ جواب نہ دیکر مین نے اوس عمارت سے جو کہ لوگ بطور مسجد کے استعمال کرتے تھے پارٹکڑے لکڑی کے

کاٹ لیے لوگون نے اعتراض کیا تو کہا کہ ہم اجنبی ہین اور چونکہ بیمار ہین اِس لیے خدا کے
مال کا بہترین استعمال کرتے ہین یعنی اوسکی تکلیف زدہ مخلوق کے آرام کے لیے۔ اس
جواب سے اونکی تشفی ہو گئی۔ اوسی روز شام تک تخت تیار ہو گیا اور ہم تربت عیسیٰ خان
روانہ ہوئے۔ اور وہان سے کاریز شاہزادہ نامی مقام پر پہونچے جو کہ آب و ہوا کے لحاظ
سے صحت کے لیے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ شاہزادہ نے ایک نہایت عمدہ عمارت اپنے
لیے وہان تیار کرائی تھی۔ میرے چچا تھوڑے دنون کے لیے وہین فروکش ہوئے۔ مین
خود اونکا کھانا پکاتا تھا اور اون کی تیمارداری بھی کرتا تھا۔ نوکرون کی کچھ کمی نہ تھی اور اون کا
بیٹا سردار سرور بھی ہمارے ساتھ تھا لیکن بات یہ تھی کہ باوجود اونکی نامہربانیون کے مجھے
اون کے بیٹے سے بھی زیادہ اون سے محبت تھی۔ اونکی چالیس روز کی بیماری مین
سرور خان صرف دو مرتبہ اپنے والد کے مزاج پرسی کے لیے آیا تھا ورنہ اپنے کام مین
مصروف رہتا تھا۔

ایک روز چچا صاحب کو کسی نے تھوڑی خوبانیان بھیجین لیکن چونکہ بخار چھوٹے ہوئے
ابھی چند ہی روز ہوئے تھے مین نے عرض کی کہ انہین نہ کھائے۔ لیکن اونہون نے ایک نہ
سنی اور خوبانیان کھانا شروع کین۔ مین نے کہا کہ شب و روز مین نے آپ کی تیمارداری
کی ہے اور سوائے آخری چند روز کے بہت کم سونا مجھے نصیب ہوا ہے۔ اگر خدا
نخواستہ پھر طبیعت خراب ہوئی تو دوبارہ مجھے ویسی ہی جانفشانی کرنی پڑیگی۔ مگر جھٹکہ
پوری پلیٹ اونہون نے صاف کر دی۔ مجھے یہ سوچکر کہ میرے چچا کے نزدیک میری تمام
عمر کی خدمات کی کچھ حقیقت نہین ہے اتنا غصہ آیا کہ مین نے تربت عیسیٰ خان جانیکے
لیے اجازت چاہی۔ میری مالی حالت ایسی خراب تھی کہ اونکی آسایش کیلئے مجھے اپنے
ہتھیار فروخت کرنے کی نوبت آ گئی تھی۔ اونہون نے اجازت دیدی اور مین نے دو روز کی

مسافت ایک شب مین طے کی اسلیئے کہ میرے پاس آدمیون اور گہوڑون کے کہلانیکے لیے روپیہ نہ تہا اور دوسرے یہ کہ دن کو گرمی بہی نہایت سخت پڑتی تہی۔ کسی شہزادہ کے ایک مکان مین جو کہ طہران چلا گیا تہا مین فروکش ہوا اور چچا کے لیے دوسرا مکان درست کیا۔ اِس مقام پر ایک ہراتی سوداگر قاضی حسن علی جو کئی سال سے وہان بود و باش کرتا تہا میرے پاس آیا اور کہا کہ خرچ کے لیے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو مجہسے لیجئے میرے پاس ایک لاکہہ کابلی روپیہ میرا ذاتی ہے اور دو یا تین لاکہہ ایرانی سکہ سے جو تجارت کے لیے دوسرونکی امانت ہے۔ مین نے شکریہ کے ساتہہ روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجہے اتنی استطاعت نہین ہے کہ روپیہ لیکر پہر ادا کرسکون لیکن آپ میرے زمانہ قیام مین میرے نوکرون اور گہوڑون کے کہانے پینے کا انتظام کردین تو مین ممنونیت کے ساتہہ منظور کرونگا۔ چہہ روز بعد چچا صاحب تشریف لائے اور اوسی قاضی نے اونکے اخراجات کی بہی کفالت کرنا چاہی اور چونکہ ہمارے آدمیون کے کپڑے پہٹ گیے تہے اور نیز گہوڑون کے ساز اور زین خراب ہو گئے تہے اوس نے نئے کپڑے وغیرہ دینے کی مجہسے اجازت چاہی مین نے اپنے ملازمون کے لیے تو انکار کردیا لیکن چچا صاحب نے اپنے آدمیون کے لیے قبول کرلیا۔ درحقیقت اِس شخص نے ہماری اِس قدر خدمت کی کہ جبتک مین زندہ ہون اوسکی تلافی نہین کرسکتا۔ ایک معمولی شخص کے لیے ایسے ہماری اخراجات کا کفیل ہونا بڑی دریادلی کا کام ہے۔

میرے چچا چونکہ خورد و نوش مین نہایت بدپرہیز تہے پہر بیمار پڑے اور روز و شبانہ روز پہر مین نے اونکی تیمارداری کی۔ چندروز بعد گورنر مشہد نے ہمارے پہونچنے کی خبر سنکر اور حسب الحکم شاہ ایک تخت روان معہ چوبیس خچرون کے میرے چچا کے لیجانے کے لیے بہیجا اور لکہا کہ آپکی علالت کی خبر پاکر یہ تخت روان بہیجتا ہون تاکہ آپ مشہد تشریف لے آئین

سمجھنے اسے منظور کر لیا اور ایک مہینے بعد مشہد روانہ ہوئے - اوسوقت تک قاضی کے
ستر ہزار قران (ایرانی سکہ جو کہ چھ پنیس یعنی چار آنہ کے برابر ہوتا ہے) ہم پر قرض ہو چکے
تھے اس تفصیل سے کہ میرے چچا نے ساٹھ ہزار لیے تھے اور مین نے دس ہزار -
یہ نیک شخص ہمارے ہمراہ سلام نامی پہاڑی تک گیا جو تربت عیسیٰ سے پانچ منزل
ہے یہان سے امام ہشتم علیہ السلام کا گنبد مطہر دکھلائی دیتا تھا - اس مزار پر خدا کا نور برستا
تھا جسے دیکھکر مجھے تسکین ہوئی اور بعد فاتحہ دعا کی جب وہان سے روانہ ہوئے
تو چھ عربی گھوڑے زیور سے آراستہ اور ہر طرح درست دو گاڑیون مین جوتے ہوئے
ملے اور ایک ہزار سوار اونکے پیچھے تھے - یہ لوگ اوس مبارک مزار کے خدام تھے
اور گاڑیان اور گھوڑے شاہ کے چچیرے بھائی کے تھے - الغرض نہایت شان و شوکت
سے ہم ایک محل مین فروکش ہوئے - تین روز ہم امام علیہ السلام کے مہمان رہے اور
بعدہٗ شاہ کے - اونکے چچیرے بھائی ترکمان لوگون سے لڑنے گیے تھے اور وہان
موجود نہ تھے لیکن دس روز بعد وہ واپس آئے اور اونہون نے میرے چچا اور اونکے بیٹے
سرور خان اور میری اور چند دیگر افسرون کی دعوت کی اور نہایت خلوص سے اظہار محبت کیا -
دوسرے روز شاہ کے چچا حمزہ میرزا ہم سے ملنے آئے - ملاقات کے بعد مین دس
متبرک مزار پر گیا اور خاک پر جبہ فرسائی کی تاکہ میری آنکھون کو نور اور دل کو تقویت اور تسکین
حاصل ہو - وزیر شاہ نے جو کہ اس مقدس مزار کا متولی ہے میری دعوت کی اور مین نے
خوشی سے منظور کیا - مشہد مین مین پندرہ روز مقیم رہا اور اوسی عرصہ مین مجھے خفیف بخار
بھی آیا لیکن خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہو گیا - دوسری مرتبہ جب شاہ کے چچا سے
ملنے گیا تو مین نے کہا کہ اگر مجھے درہ گز و طشرن اور اُرگنج کی راہ سے ترکستان جانے کی
اجازت دی جائے تو عین عنایت ہو - مین نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ ایک رہنما میرے

ساتھہ کردیا جاسے تاکہ مجھے سرحد ایران تک بمقام درہ گز پہونچادے جہان اللہ یار خان گورنر تہا - اونہون نے جواب دیا کہ آپکی درخواست پر کوئی حکم بلا شاہ کی منظوری کے نہین دیا جاسکتا لیکن مین اوسے ابھی بذریعہ تار ارسال کرتا ہون - دو روز بعد شاہزادہ کا ملازم میرے پاس آیا اور حقہ اور چاء پیکر مجھہ سے کہا کہ میر منشی سلطنت کے پاس شاہ کی اجازت کے لیے تار بہیجا گیا تہا لیکن قبل از منظوری درخواست شاہ چاہتے ہین کہ آپ طہران جاکر اون سے ملاقات کرین اور اوسکے بعد اگر آپ ترکستان جانا چاہین تو آپکو اجازت دیجائیگی - مین نے جواب دیا کہ بالفعل میرا طہران جانا مناسب نہین اگر افغانستان پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے اور کہین انتظام نہوگا تب مین واپس آکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہون گا - اور یہ عقلمندی سے بعید ہوگا کہ اس وقت ایسے عظیم الشان پادشاہ سے ملکر مین کسی دوسری جگہہ جاؤن اور دوسرے سے امداد چاہون اسلیے کہ اوس حالت مین لوگ خیال کرینگے کہ شاہ نے امداد سے انکار کیا جس سے کہ شاہ کی ایک قسم کی توہین متصور ہے - میرے جواب پر غور کرنے کے لیے وہ ملازم نے دو روز کی مہلت چاہی چوتھے روز پہر آیا اور کہا کہ شاہ چاہتے تو یہی تھے کہ آپ اون سے مل لین لیکن اگر آپ کا ارادہ نہو تو جب دل چاہے ترکستان جاسکتے ہین شاہ آپ پر ہمیشہ پدرانہ نظر رکھینگے اور چاہتے ہین کہ آپ بہی ایران کو اپنا وطن سمجھین - مین نے نہایت گرمجوشی سے ان تمام مہربانیون کا شکریہ ادا کیا اور ملازم سے کہا کہ شاہ کی خدمت مین کریمانہ الطاف کی میری جانب سے دست لبستہ درخواست کرے - اسکے بعد اوس نے شاہزادہ کی جانب سے مجھے ایک خط علی یار خان کے نام اور ایک سوار اور دس سوار دیے - چھہ دن کوچ کے بعد ہم وہان پہونچگئے اور اللہ یار خان ایک ہزار سوار لیکر ہم سے ملنے آیا - درہ گز کے باہر ایک باغ ہمارے قیام کے لیے تجویز کیا - یہ مقام صحت کے لیے نہایت عمدہ تہا اور وہان ہر طرح کا

آرام تہا - اس شخص نے اسطرح ہماری خاطر و تواضع کی جیسا کہ کوئی قدیم دوست کرتا ہے اور ایک مہینے تک مجھے اپنے پاس رکہا - اس عرصہ کے لیے اوس نے ترکمانون سے کچھ ضمانت بہی میری حفاظت کے متعلق لی اس لیے کہ یہ لوگ بڑے قزاق تھے -

اوسی زمانہ مین چند ترکمان سوداگر ایک ہزار اونٹ تجارتی اسباب کے واسطے فروخت کے لیے لائے میری حفاظت جان کے لیے علی یار خان نے اونہین بطور ضامن کے رکہا اور مین طٹران کے تین سردارون کے ساتھہ وہان سے روانہ ہوا - ایک کا نام ازبک تہا دوسرے کا عزیز اور تیسرے کا ارتق اور یہ تینون شخص ارگنج تک میری رہنمائی کے لیے مقرر ہوئے - خود خان ڈیڑہ ہزار سوار لیکر اشک آباد تک میرے ہمراہ آیا - راہ مین چانول کے کہیتون مین شکار خوب تہا اور چونکہ ہمارے پاس بندوقین اور گہوڑے اچہے تھے دو تین گہنٹہ روز شکار سے دل بہلاتے تہے -

جب اشک آباد سے آگے بڑہے تو خان ہم سے رخصت ہوا لیکن چند سوار میرے ساتھہ رہنے دئے کہ واپس جاکر اوسے ہمارے بخیریت پہونچنے کی خبر دین اوس روز تمام شب ہمنے کوچ کیا اور صبح کے وقت اوس جنگل مین پہونچے جو کہ ہرات کی ندیون کے چارون طرف واقع ہے - ان ندیون کے کنارون پر خربزے اور تربوز بوئے ہوئے تہے یہان کے باشندون کا قاعدہ ہے کہ جب یہ پہل تیار ہونے لگتے ہین تو وہ کہیتون مین اکر بود و باش اختیار کرتے ہین اور سوائے ان پہلون کے اور کچہہ نہین کہاتے - اون کے گہوڑے ہرے سینٹے کہاتے ہین - اس لیے کہ اور کسی قسم کی گہاس وہان نہین ہوتی

دوسرے دن ہم طٹران پہونچے اور ان خانہ بدوش لوگون کے ساتھہ پانچ روز اسوجہ سے رہے کہ ایک تو کہانے پینے کا سامان مہیا کرنا تہا دوسرے اپنی صحت کے لیے ایک گہوڑے نے میرے پیر مین لات ماری تہی - اس لیے مجھے آرام کرنے کی ضرورت تہی

چھٹے دن ہم آز گنج روانہ ہوئے - جو تین سردار رہنمائی کے لیے میرے ساتھ آئے تھے اونمین سے ایک واپس گیا اور باقی دو عزیز اور ازبک میرے ہمراہ رہے - ہمنے تمام شب دوسرے دن دس بجے صبح تک کوچ کیا اور ایک کنوئین پر پہونچے جسکا پانی تلخ تھا - دو روز قیام کے بعد دوپہر کے وقت پھر چلے اور صبح تک چلتے رہے اور صرف گھوڑون کو دانہ کھلانے کے لیے تھوڑی دیر راہ مین ٹھیرے - چوتھے دن دس بجے شب کو ایک اور کنواں ملا جسکا پانی پہلے کنوئین سے بھی زیادہ تلخ اور غلیظ تھا لیکن ہمین مجبوراً پینا پڑا - ہمارے گھوڑے اسقدر تھک گیے تھے کہ اور آگے نہ بڑھ سکے اس لیے اونمین کامل آرام دینے کے لیے ہمین چھ روز وہان قیام کرنا پڑا - اسکے بعد ہم شب کے وقت کوچ کرتے تھے اور دن کی گرمی کسی مقام پر سوکر گذارتے تھے یہانتک کہ ایک قافلہ ترکمانون کا ملا جو کہ یہ سمجھکر کہ ہم ایرانی تھے اور اون پر حملہ کرینگے چھپ گیے -

اس موقع پر یہ کہنا ضرور ہے کہ ایرانی اور ترکمان ایک دوسرے کے سخت دشمن ہین گو دونون مسلمان ہین لیکن اونکے ملا شیطان کے ایسے غلام ہین کہ ایک دوسرے کے قتل کی ہدایت کرتے ہین - اس خواری اور رسوائی کا باعث جہالت ہے - خداوند تعالے فرماتا ہے کہ تمام مسلمان آپسمین بھائی اور اجزا ے یکدیگر ہین لیکن یہ دونون فرقے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے جہالت کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھہ ایسا برتاؤ رکھتے ہین جیسا کہ مشرکون کے ساتھہ - دوسرے مذہب والے جو مسلمانون پر غالب آتے ہین اوسکی بھی وجہ ہے کہ مسلمانون مین اتفاق نہین - اسلام مین کسی قسم کا نقص نہین یہ صرف ہمارا قصور ہے کہ ہم عیبون سے پُر ہین -

ہمکو چند ترکمانون سے یہ دریافت کرنے کا موقع ملا کہ کوئی کنواں بھی نزدیک ہے یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ جو رفتار ہماری تھی اوسیطرح چلتے رہے تو طلوع آفتاب کے

قبل ایک کنوان ملیگا - ہم اوس وقت تک چلتے رہے کہ آفتاب خوب بلند ہو گیا دہوپ تیز ہو گئی - اور گہوڑے آگے بڑہنے سے رہ گیے لیکن کنوئین کا نام و نشان نہ تہا - ہماری زبانین پیاس سے کانٹا ہو گئین اور گہوڑون کی زبانین سوکہ کر لکڑی ہو رہی تہین - بعض گہوڑون کی زبانین مین نے چاک کر کے دیکہین مطلق خون نہ نکلا اور ایک نیبو کاٹ کر مین نے اپنے منہ مین نچوڑا اور اپنی زبان گہوڑے کی زبان سے رگڑی لیکن مطلق نمی پیدا نہ ہوئی -

پانی نہ ملنے کی وجہ سے مجہے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ ہر انسان کے جسم مین خود دوزخ موجود ہے اس لیے کہ وہ پانی نہ پاکر آگ کی طرح گرم ہو جاتا ہے - شام کے قریب ہمین ایک کنوان ملا لیکن صرف چار آدمی میرے ساتہہ پہونچے باقی شدت تشنگی سے گر پڑے اور پیچہے رہ گیے - تہوڑا پانی پیکر مجہے ان چہوٹے ہوئے لوگون کا خیال آیا اور اونکی مصیبتون کو یاد کر کے میرے آنسو نکل آئے - مین نے دیکہا کہ ایک گہوڑا جو کہ اشک آباد کے لوگون سے مجہے ملا تہا دوسرون کی نسبت کم تہکا ہے دو ڈول پانی کے اوسپر رکہے اور ایک شخص سے کہا کہ واپس جاکر باقی ساتہیون کو تلاش کرے - اوسے ہدایت کی کہ گہوڑے کی ٹاپ کا نشان دیکہتا جائے اور ایک قطب نما بہی دیا کہ اگر راہ بہولے تو اوس سے مدد لے - اس طریقے سے میرے تمام ساتہی اوسے ملگئے - پیاس کی وجہ سے وہ گہوڑون پر سے نیچے گر پڑے تہے - تہوڑا تہوڑا پانی اوس نے ہر شخص کے منہ مین ڈالا رفتہ رفتہ سب کو ہوش آیا اور وہ مجہ سے آکر ملے - اوس کنوئین پر ہم سات روز رہے اور ترکمانون کا وہ قافلہ بہی جسکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے پہونچا - اونکو جب میرا حال معلوم ہوا تو اونمین سے بعض شخص آئے اور مجہ سے معذرت کی کہ آپکو ایرانی سمجہکر ہمنے غلط راستہ بتلا دیا تاکہ پیاس سے مر جائین - میرا کہانے کا سامان بہی ختم ہو چلا تہا اسلیئے اُنہون نے

چار روز کا سامان ہمین دیا اور تین روز کے قابل مین نے اور خرید کر لیا۔ وہ دوسرے ہی دن روانہ ہوگیے لیکن ہمنے وہان تین روز اور قیام کیا۔ اوس کنوئین سے خیوا پانچ روز کا راستہ تہا۔

ہم خیوا کی طرف روانہ ہوے اور شہر کے باہر چند درختون کے نیچے ٹہیر کر خورونوش کا سامان خریدنے کے لیے چند آدمی بہیجے۔ خان خیوا نے میرے نوکرون سے دریافت کیا کہ کس کے واسطے یہ چیزین خریدتے ہو اور اونکے جواب دینے پر کہ اپنے آقا سردار عبد الرحمن پسر افضل خان متوفی کے لیے جنکے دادا امیر دوست محمد خان اعظم تہے انہون نے اپنے وزیر سے کہلا بہیجا کہ نہایت نامناسب ہے کہ آپ ایسی تکلیف کے ساتھہ شب بسر کرین۔ اصرار کرکے ہم شہر مین لیگیا جہان کہ چند عمدہ مکانات ہمارے قیام کے لیے آراستہ کر رکہے تہے اور نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور خاطر و تواضع کی۔

دو روز کی دعوت کے بعد خان خیوا اور اُرگنج نے اپنے وزیر کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ ہمارا ارادہ ہے کہ آپ سے آکر ملاقات کرین۔ مین نے جواب دیا کہ چونکہ مین ایک اجنبی اور معمولی شخص ہون زیادہ مناسب ہوگا کہ مین خود آپ سے آکر ملون علی ہذا القیاس مین گہوڑے پر سوار ہوکر محل گیا۔ وہان جاکر سائلہ توپین اور توپون کی گاڑیان دیکہین لیکن تمام توپچی حبشی تہے۔ اس سے پہلے مین نے کبھی اتنے حبشی یکجا نہین دیکہے تہے اونہون نے پچاس توپین سلامی کی سر کین اور خان میرے استقبال کے لیے باہر آئے مین نے گہوڑے سے اوتر کر مصافحہ کیا اور ہم دونون ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے ہوے دربار کے کمرے مین داخل ہوئے۔ اوس زمانہ مین مین ترکی زبان نہین جانتا تہا اسیلئے خان نے ایک ترجمان مقرر کیا جو ہماری گفتگو ایک دوسرے کو سمجہا دیتا تہا۔ ہمنے دو گہنٹے گفتگو کی۔ اثنائے گفتگو مین اونہون نے کہا کہ مین آپکو بجائے تیرے بہائی کے سمجہتا ہون اس لیے

کہ جب آپ کے والد بلخ مین تھے تو میرے والد سے اون سے بڑی دوستی تھی
خدا کا شکر ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئی۔ ساتھہ ہی اپنی حکومت کے دو شہر منجملہ سات
شہرون کے مجھے دینے لگے اور کہا کہ جب آپکا دل بلخ جانے کو چاہے مین ایک
لاکھہ سوار اور پیدل آپکو عاریتًا دیسکتا ہون جو کہ شہر فتح کرینگے اور مین اور آپ دوست
اور ہمسایہ رہین گے۔ مین نے اونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ چند روز مین اس کا جواب
دونگا اور چند اور باتین بطور دوستانہ صلاح کے کہون گا جو کہ آپکے لیے مفید ثابت
ہونگی۔ مین رخصت ہوا لیکن اونکے نوکر نے جو کہ میری رہنمائی کر رہا تھا کہا کہ خان نے
ایک اپنے ہی مکان مین آپکے قیام کا بندوبست کیا۔ ہے آپ اپنے ساتھیون کو باغ
مین پائینگے۔ یہ باغ اور مکان شہر سے دو سو قدم کے فاصلہ پر تھا اور باغ مین نہایت
عمدہ عمارتین تھین۔

قریب دو گھنٹے بعد خان کے خزانچی نے آکر کہا کہ میرے آقا نے مجھے حکم دیا ہے
کہ جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو آپ مجھسے لین۔ دو لاکھہ اشرفیون تک مین دیسکتا ہون
وزیر نے بھی اسکی تصدیق کی۔ مین نے کہا خدا تمہارے خان کو سرسبز رکھے اور ترقی
دے میرے پاس کافی الفاظ نہین ہین کہ مین اونکی نوازش و عنایتون کا شکریہ ادا کرون
دو لاکھہ اشرفیان لیکر مین کیا کرون گا۔ میرا روزانہ خرچ صرف تیس قران ہے۔ دوسرے دن
خزانچی ایک ہزار اشرفیان لایا اور کہا کہ خان کا حکم ہے کہ روزانہ ایک ہزار اشرفیان حاضر
کیا کرے۔ بہت سے انکار کے بعد مین نے اونہین قبول کیا اور اوس شخص سے کہا کہ اشرفیان
میرے خزانچی کو دیدو۔ اسطرح ہر روز وہ اشرفیان لاتا تھا حالانکہ جیسا کہ مین کہہ چکا ہون
میرا روزانہ خرچ صرف تیس قران تھا۔

پانچ روز بعد وزیر نے آکر اوس گفتگو کا جواب مانگا جو کہ مجھسے اور خان سے ہوئی تھی

اور نیز جس نصیحت کا مین نے وعدہ کیا تہا اوسے دریافت کیا - مین نے کہا کہ اگر دیگر عمال اتفاق کرین تو بہتر ہوگا کہ خان مجھے بطور ایلچی کے روس بہیجین اور چند اپنے معتمد افسر بہی میرے ساتھہ کردین تاکہ وہ گورنمنٹ روس سے مناسب شرائط اور عہد و پیمان کرلین - ورنہ میرا خیال ہے کہ ایک روز روسی فوج ارگنج پہونچ جاے گی اور حفاظت کے لیے چند سپاہی جو آپ نے وہان رکہے ہین وہ ایسی بڑی طاقت کا مقابلہ نکر سکین گے - خان نے میری راے کی نسبت اپنے صلاح کارون سے مشورہ لیا لیکن چونکہ اون لوگون کو کسی بڑی قوم کی طاقت کا اندازہ و تجربہ نہتا میری راے سے اختلاف کیا اور کہا اگر روسی ارگنج کے قریب آئے تو گویا موت کے منہ مین آئین گے - مین نے جواب دیا کہ اگر لوگ اسقدر ناواقف ہین تو مین یہان نہین ٹہیر سکتا جسے سنکر وزیر نے خان کی ایک تجویز پیش کی اور وہ یہ تہی کہ مین اونکی لڑکی سے نکاح کرلون تاکہ رفتہ رفتہ لوگ میری راے کو منظور کرین - مین نے جواب دیا کہ اگر مین خان کی تجویز منظور کرون تو بہت جلد لوگ حسد کرنے لگین گے اور میرے دشمن ہوجاینگے - اسلیے میرا یہان رہنا مناسب نہین ہے اور مین بخارا جاونگا وزیر نے یہ سنکر افسوس کیا اور مجھے سمجہایا کہ شاہ بخارا نے آپکے اون ساتہیون کو جو کہ وہان گیے معمولی کہانا تک نہین دیا اور آپ کے چچیرے بہائی اسحاق خان کو نظر بند کر رکہا میری راے مین آپ اپنے آدمیون کو وہان سے بلالین - لیکن مین نے اصرار کیا اور کہا کہ مجھے کام ہے مین ضرور جاونگا آپ اپنے خان سے مجھے اجازت منگادین - وزیر نے وعدہ کیا کہ کل جواب لاونگا اور رخصت ہوا - دوسرے دن اوس نے آکر کہا کہ خان کو آپ کے تشریف لے جانے کا نہایت افسوس ہے لیکن چونکہ آپ اصرار کرتے ہین اسلیے وہ مجبوراً آپکو اجازت دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ آپ دو روز اور قیام کرینگے تاکہ آپکے سفر کا انتظام کیا جاے -

تیسرے دن خان نے مجھے ڈیڑھ سو شتر معہ رسد اور قالین اور خیمون کے دیے
اور جب مین اون سے رخصت ہونے کے لیے گیا تو اونھون نے نہایت افسوس ظاہر کیا
پانچ روز چلنے کے بعد مین دریاے جیحون پہونچا اور سرچلغوز اور شور آب خان
کے قریب عبور کیا یہ مقام اب سلطنت روس کے ماتحت ہے - وہان سے
سات دن کوچ کے بعد قرا کول پہونچا جو شاہ بخارا کا علاقہ ہے - میرے نوکر جو وہان
تھے اور نیز میرے چچیرے بھائی اسحاق خان میرے پہونچنے کی خبر سنکر خوش ہوے
اور اظہار خوشی کے خطوط بھیجے - تیسرے دن بخارا پہونچکر معلوم ہوا کہ بموجب ہدایت گورنمنٹ
روس کے شاہ بخارا امیر سرایگت سے بمقام حصار اور کولاب لڑنے کیلئے گیے تھے اس لیے
کہ اوس نے روسی اطاعت قبول نہین کی تھی - چونکہ شاہ سے مجھ سے کسیقدر دوستی
تھی مین نے اونہین اپنے آنے کی اطلاع دی اور لکھا کہ چونکہ مین تھوڑے عرصہ مین
سمرقند جانے والا ہون آپ مجھ سے ملنے کی نسبت کیا فرماتے ہین آپکی واپسی تک
بخارا مین رہون یا حصار آکر آپ سے ملاقات کرون - اس بے مروت پادشاہ نے
مجھے اپنے پاس بلایا - خان خیوا نے جو اشرفیان مجھے دی تھین مین نے اونہین
نکالا اور سواری کے گھوڑے اور دیگر ضروری اشیا خریدکین - خان نے جو اونٹ مجھے
دیے تھے وہ بھی مین نے فروخت کردیے اور اس طرح اپنے ساتھ پانچ سو سوارون
کے لیے جانیکا انتظام کیا جو غلام کہ خان نے مجھے دیے تھے اونکو بھی آزاد کردیا
اور دس روز مین حصار پہونچا - راہ مین ایک اونچی جگہہ دیکھی جو کہ شاہ کی خیمہ گاہ کے لیے
تجویز کی گئی تھی اور خون سے سرخ ہو رہی تھی - پہلے مین نے خیال کیا کہ نئے ملک
کی فتح پر خوشی کرنے کی غرض سے خیرات کے لیے گائین ذبح کی گئی ہونگی اور دریافت
کیا کہ خیمہ گاہ سے دور کیون نہین ذبح کی گئین - گانون والون نے آہ سرد بھر کر جواب دیا

کہ یہ آدمیون کا خون ہے گاؤن کا نہین۔ معلوم ہوا کہ پندرہ روز ہوئے شاہ کا خیمہ اوس
مقام پر نصب تہا کہ قلعہ ہرات کی فتح کی خبر آئی اور ایک ہزار قیدی اونکے روبرو لائے
گیے۔ اونہون نے اپنے سامنے اونکے قتل کا حکم دیا۔ اس بیرحمی اور سنگدلی کی کیفیت
سنکر مجہے صدمہ ہوا اور کہا کہ ممکن ہے کہ وہ خطاوار ہون لیکن قیدیون کو کوئی نہین مارتا ہے
لوگون نے جواب دیا کہ سیکڑون بیچارے بے قصور اور بلا کسی قسم کی تحقیقات کے
شاہ کے حکم سے قتل ہو چکے ہین۔ یہ سنکر مجہے تعجب ہوا اور مین نے خیال کیا کہ ترکستان
پر روسیون کو فتح حاصل ہوئی ہے اوسکی وجہ یہی ہے کہ مسلمان فرمانروا اپنے خدا اور
اوسکے پاک مذہب سے غافل ہین۔ وہ مسلمانون کو غلام بناتے ہین اور خدا کی مخلوق کو
بلا قصور قتل کرتے ہین۔ پادشاہ کو خدا اور اوسکے رسول کے احکام کی پرواہ نہین اور
علما جو کہ اون احکام کے محافظ اور سکہلانے والے ہین اونکے خلاف ورزی عمل درآمد
ہونے کا مطلق خیال نہین کرتے۔ مجہے نہایت ملال ہوا کہ بخارا مین جسکی نسبت مشہور
تہا کہ وہان مذہبی پابندی زیادہ ہے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے
کس قدر خلاف کارروائی کی جاتی تہی۔ مسلمانون کی اس قسم کی لاپروائی دیکہکر مجہے
افسوس ہوا کہ وہ اپنے زعم اور خود بینی مین ایسے مدہوش ہین کہ دوسرے مذہب والے
اونکی جہالت اور آپس کی نزاع سے فائدہ اوٹہاتے ہین۔ اون بیگناہون کی موت پر
مین رویا جنکا وہان خون بہایا گیا تہا اور چند سپاہیون کو حکم دیا کہ خون پر مٹی ڈالکر قبرون کی
صورت بنادین۔

وہ شب یاس اور رنج کی حالت مین گذری اور صبح حصار کی طرف روانہ ہوا جہانکہ شاہ
نے ایک ہزار سوار اور چند افسر میرے استقبال کے لیے بہیجے تہے ایک مکان مین
فروکش ہوا جو کہ میرے لیے مقرر کیا گیا تہا۔ تین دن بعد شاہ نے مجہے بلایا اور مین اوسسے

ملنے کے لیے گیا- جب واپس آیا تو اونہون نے دلس ہزار تنگے اور چند پارچہائے کمخواب میرے پاس بھیجے -

چند روز حصار مین قیام کرکے مین سمرقند روانہ ہوا- روسی گورنر مجہسے نہایت مہربانی سے ملا اور مجھے اور میرے نوکرون کو رہنے کے لیے مکانات دئے اور ہر طرح مہمان نوازی کی- تہوڑے عرصہ کے بعد وائسرائے ترکستان نے میری دعوت کی اور تاشقند بلایا- میرے سفر کا انتظام گورنر سمرقند نے کیا- وہان بہی نہایت مہربانی سے لوگ پیش آئے اور دوسرے دن وائسرائے نے ملاقات کے لیے بلایا- مجہہ سے نہایت اچھی طرح ملے اور پہر میرے پاس بازدید کے لیے آئے- اسکے بعد ایک جلسہ مین اونہون نے میری دعوت کی جہان کہ یوروپین عادات و اطوار کو مین نے نہایت دلچسپی سے دیکھا- اِن کے ہان قاعدہ ہے کہ مہمان ایک بڑے کمرے مین جمع ہوتے ہین اور مختلف کمرون مین چل پہر کر آپسمین گفتگو کرتے ہین چرٹ پیتے ہین یا پہل کہاتے ہین دو بجے شب تک یہ جلسہ رہا اور پہر سب اپنے اپنے گہر چلے گیے- دوسرے روز وایسرائے بازدید کی ملاقات کے لیے آئے اور مین اپنے مکان کے دروازہ تک اونکے استقبال کو گیا- مزاج پرسی کے بعد مین نے چند تحائف پیش کیے یعنی ایک مرصع تلوار چہہ عدد کشمیری شال اور دو پارچے کمخواب کے دو گہنٹہ بعد وہ مجہسے رخصت ہوئے- دوسرے دن جنرل علی خانوف نے کہانے کی دعوت کی اور وہ دن نہایت اچھی طرح گذرا- اور جتنے روز مین وہان رہا دیگر جنرلون نے اپنے اپنے مکانون پر میری دعوتین کین-

اس درمیان مین روسیون کا تیوہار جسے کرسمس کہتے ہین واقع ہوا- یہ اونکے خدا کے بیٹے کی پیدایش کا دن ہے- اوس روز وائسرائے نے اپنی گاڑی بہیجدی اور سکرٹری کے ذریعہ سے اپنے مکان پر میری دعوت کی- ہم دونون ایک ساتہہ سوار ہوئے اور

حسب معمول وائسرائے مجھسے پیدل آکر ملے اور اوسی کمرے مین لے گیے جہانکہ پیشتر ملاقات ہوئی تھی - تمام افسر اور اونکی بیبیان اور بیٹیان وہان تھین ہر قسم کے کہانے پینے کی چیزین حلال اور حرام دونون موجود تھین - نصف شب تک لوگ کچھ نہ کچھ برابر کہاتے رہے لیکن بارہ بجتے ہی ایک دوسرے کا بوسہ لینا شروع کیا اور "کرسٹو کرسٹو" کہتے جاتے تھے - اسکے بعد ہم اپنے میزبان سے رخصت ہوئے اور اپنے اپنے مکان واپس گیے -

تین روز بعد وائسرائے نے پہر اپنا سکرٹری گاڑی لیکر بہیجا اور فوجی پریڈ دیکھنے کے لیے میری دعوت کی - پلٹن اور رسالہ اور توپخانے کے سپاہیون نے سلامی دی - سب انتظام نہایت عمدہ تہا اور اخیر مین ایک مصنوعی سرنگ بھی اُڑائی گئی - دوسرے روز سکرٹری پہر آیا اور کہا کہ میرے آقا آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہین - مین اوسکے ہمراہ گیا - چائے پینے کے بعد وائسرائے نے کہا کہ زار روس نے بذریعہ تار آپکی مزاج پرسی کی ہے مین نے شکریہ ادا کیا - اسکے بعد اوس نے کہا کہ شہنشاہ روس نے آپکی دعوت کی ہے کہ پیٹرسبرگ جاکر اون سے ملاقات کرین تاکہ وہ اپنے دوستانہ تعلقات کا اپنی زبان سے آپکو یقین دلائین - مین نے جواب مین اونہین یقین دلایا کہ مین سلطنت زار کو امن وسلامتی کا ماوی وملجا سمجھتا ہون اور ایک بڑی آرزو کے اظہار کیلئے آیا ہون جسمین اُمید ہے کہ مجھے کامیابی ہوگی - وائسرائے نے پوچھا کہ آپ پیٹرسبرگ جائینگے مین نے کہا کل جواب دونگا اور رخصت ہو کر مکان واپس آیا - اپنے معتمد اور رازدار مصلاح کارون سے اسکے متعلق مشورہ لیا - اونہون نے بالاتفاق کہا کہ ہم آپکو نہین جانے دینگے اِس لیے کہ بغیر آپ کے یہان کوئی کام نہو سکیگا - مین نے سمجھایا کہ روس مین اور بہی لوگ میری طرح پناہ گزین ہین لیکن زار نے کسی کو ملاقات کے لیے نہین بلایا اِس لیے بہتر ہے کہ مین

اون سے جاکر ملون لیکن باوجود میرے اصرار کے وہ راضی نہ ہوئے۔ دوسرے دن مین وائسرائے سے ملنے گیا اور چاء نوشی اور مزاج پرسی وغیرہ کے بعد اون سے کہا کہ شہنشاہ روس نے نہایت مہربانی کی جو میری دعوت کی لیکن مین یہان ابہی تازہ وارد ہون اور پانچ سو آدمی میرے ہمراہ ہین جو کہ دور دراز مسافت طے کر کے یہان آئے ہین اسلیے مین یہان کچہہ روز آرام کرنا چاہتا ہون اور سفر کی تیاریان بہی کرونگا اسکے بعد اگر زار نے مجہے بُلایا تو مین جاؤنگا۔ وائسرائے نے جواب دیا بہت اچہا مین زار کو تار دیتا ہون۔

دو روز بعد سکرٹری بہر گاڑی لیکر آیا اور مجہے وائسرائے کے پاس لیگیا۔ اونہون نے کہا کہ وزیر اعظم کو تار دیا گیا تہا جسکا جواب یہ آیا ہے کہ زار نے آپکی تجویز کو منظور فرمایا اور حکم دیا ہے کہ آپکے قیام کے لیے سمرقند یا تاشقند مین جہان آپ بہتر سمجہین ایک جگہہ خرید کیجائے نیز ساڑہے بارہ سو شمہ (ایک روسی سکہ) ماہوار میرے اخراجات کے لیے مقرر کیے۔ مین نے کہا کہ مین شہنشاہ کی پناہ مین آیا ہون اور جو عنایت وہ فرماتے ہین اوسے منظور کرتا ہون۔ مجہہ سے یہ بہی کہا گیا کہ زار نے آپکی اور آپ کے افسرون کی تصویرین طلب کی ہین۔ مین نے اس سے بہی انکار نہ کیا اور یہ کہکر کہ کل تیار ہو جائینگی رخصت ہوا۔ دوسرے دن سکرٹری ہمین ایک فوٹو گرافر کے ہان لیگیا۔ لیکن میرے ملازمون نے تصویر کہچوانے سے انکار کیا اور کہا کہ جو تصویر کہچواتا ہے وہ بیدین ہو جاتا ہے۔ اب تک تو میرا خیال تہا کہ میرے ساتہیون مین کچہہ عقل ہے لیکن یہ سنکر میری رائے تبدیل ہو گئی۔ سکرٹری نے مجہہ سے دریافت کیا کہ ان لوگونکی تصویر کیون نہ کہچوائی۔ مین نے کہا کہ اونمین سے کوئی میر افسر یا کسی قبیلہ کا سردار نہین بلکہ سب میرے معمولی ملازم ہین اسلیئے گو مین اونکی عزت کرتا ہون تاہم وہ اس درجے کے نہین ہین کہ اونکی تصویر شہنشاہ کے پاس بہیجی جائے۔ سکرٹری

سے نے کہا کہ واقعی آپکی رائے نہایت باصواب ہے اس لیے کہ اگر زار نے دریافت کیا ہوتا کہ اِن لوگون کا کیا عہدہ ہے تو اسکا کوئی جواب ہمارے پاس نہ تہا۔ آئندہ مین نے اپنے ملازمون سے کبہی اِس بارہ مین دریافت نکیا اسلئے کہ وہ بارہا انکار کر چکے تھے دوسرے اون کی فہم و فراست کی میرے نزدیک زیادہ وقعت نہتھی۔ چند روز بعد سکریٹری مجہے گورنر کے ہان ایک جلسہ مین لیگیا جہانکہ نصف شب تک گانا بجانا خورونوش اور تماشہ رہا۔ اِس موقعہ پر مین نے اپنے ساتھیون کی نگرانی کے لیے سمرقند جانے کی اجازت چاہی جسے کہ گورنر نے منظور کیا اور جنرل ابراموف کے نام مجہے ایک خط دیا۔

دوسرے دن مین جنرل کافمن وائسرائے سے ملنے گیا اور رخصت ہوکر اوسی راہ سے سمرقند روانہ ہوا جس راہ سے کہ آیا تہا۔ وہان پہونچکر جنرل ابراموف سے ملاقات کی اوہنون نے کہا کہ وائسرائے کا حکم ہے کہ جو مکان اور باغ آپ پسند کرین آپکے لیے خرید کیا جائے اور ایک لاکہہ روبل تک قیمت دینے کی اجازت دی ہے مین نے جواب دیا کہ شاہ بخارا کے چند باغ ہین مین اپنے نوکرون کو دیکہنے کے لیے بہیجونگا۔ اور اوسکے بعد آپکو جواب دونگا۔ چند روز میرے نوکرون نے دیکہا بہالا اور مین نے بہی تلاش کی اور پہر جنرل کو لکہدیا کہ قلندر خانہ کے دروازہ پر ایک باغ ہے جو کہ گورمنٹ بخارا کا ہے اوسمین دو ایکڑ زمین ہے۔ اچہی جگہہ واقع ہے اور اوس مین پانی کے چشمے بہی ہین۔ مین اس لیے اسے پسند کرتا ہون کہ یہ سرکاری باغ ہے آپ اور کوئی باغ خرید کرکے روپیہ ضایع نہ کرین۔ الغرض مین وہان رہنے لگا اپنے چچیرے بہائی سردار اسحاق خان کے لیے ایک مکان شہر مین ملنے رہنے کو لیا اور سمرقند کے لوگون سے ایک مکان اپنے نوکرون کے واسطے لیا۔

چند روز بعد وہی سردار جنہون نے میرے زار سے پاس عرض حال کے لیے جانیکی

مخالفت کی تھی ایک ایک کرکے مجھ سے رخصت ہونے لگے اور بعض بلا اجازت
چلے گئے سپاہیون نے وفاداری سے میری خدمت کی اور میرا ساتھہ نہ چھوڑا۔ لیکن
سردارون سے تو ہمیشہ مجھے تکلیف رہی۔

## اقامت سمرقند

### (سنہ ۱۸۷۰ء لغایتہ سنہ ۱۸۸۰ء)

سمرقند کے زمانہ قیام مین بہت سے واقعات پیش آئے جنکا اگر ذکر کرون تو یہ
کتاب کبھی ختم نہو۔ اسلیئے مین صرف اون امور کو بیان کرون گا جن سے کہ میری رعایا کو فائدہ
پہونچے۔ کل گیارہ سال مین سمرقند مین رہا اور اپنا تمام وقت شکار کیلئے مین صرف کیا بئیس
سواری کے گھوڑے و نل باربرداری کے خچر ہمیشہ میرے اصطبل مین رہتے تھے اور پندرہ
سوار یک نالی اور دو نالی بندوقون سے مسلح میرے ہمراہ جاتے تھے۔ نیز شکرے باز
اور دیگر شکاری چڑیان میرے ساتھہ ہوتی تہین۔ الغرض اسی قسم کی تفریح سے اپنا
غم غلط کیا کرتا تھا۔ اپنے سپاہیون کو پانچ پانچ روپے ماہوار تنخواہ دیتا تھا اور دیگر ملازمون
کو اونکے درجہ کے مطابق جیسا کہ مین پہلے لکھہ چکا ہون میرے بہت سے ساتھی مجھے

چھوڑ کر چلے گیے تھے لیکن اسکا مجھے کچھہ افسوس نہ تھا ہمکو اکثر روپیہ کی تکلیف
رہی اس سبب سے کہ ہمارے اخراجات بہت زیادہ تھے اور گورمنٹ روس سے جو وظیفہ
ملتا تھا وہ نہایت قلیل تھا۔ لیکن چونکہ روسیون پر میرا کسی قسم کا حق نہ تھا جو کچھہ وہ مجھے
دیتے تھے اوسکے لیے مین اونکا نہایت ممنون و مشکور تھا۔ سرکاری افسرون سے
جب کبھی مجھہ سے خرچ کے بارہ مین گفتگو ہوئی مین نے برابر یہی کہا کہ جو کچھہ مجھے دیا جاتا ہے
اوس کا بھی مین مستحق نہین ہون۔ اور اونکی اس مہربانی کی تلافی کے لیے دعا مانگتا تھا
کہ خدا اونکی سلطنت کو قایم رکھے۔ اپنے تیوہارون کے موقعون پر جنرل ابراموف اور دیگر
افسر میری دعوت کرتے تھے اور مین خوشی سے اونکے ہان چلا جایا کرتا تھا۔ جنرل ابراموف
مجھہ سے ہمیشہ دوستانہ برتاؤ رکھتے تھے اور جب کبھی مجھے روپیہ کی ضرورت ہوتی
تھی تو مین اپنے خزانچی (سوار عبد اللہ خان پسر عبد الرحیم خان متوفی جوکہ اسوقت قطغان
اور بدخشان کا گورنر ہے) کو اونکے پاس بھیجدیتا تھا اور وہ مجھسے ملاقات کا وقت مقرر کرتے
تھے۔ ان ملاقاتون کے وقت مین اون سے اپنی پوری کیفیت بیان کر دیتا تھا۔ غرضکہ
میری خوب تعظیم و تکریم ہوتی تھی اور درباری آداب و رسومات کی پابندی سے مین بری
تھا۔ روسی افسرون کے ساتھہ ملنے مین مجھے ہرطرح کی آزادی تھی اور جب کبھی ضرورت
ہوتی تھی مین اون سے ملتا تھا اور وہ مجھسے ملاقات کرتے تھے۔ میری عادت تھی کہ
مہینہ مین دس یا پندرہ روز اپنے مکان پر رہتا تھا اور باقی شہر کے باہر شکار کھیلنے مین
صرف کرتا تھا۔

اس طرح یہ گیارہ سال روسی عملداری مین بسر ہوئے۔ مجھے فکر اور غم تھا تو اس کا
کہ اپنی بی بی والدہ اور اپنے بیٹے عبد اللہ کی خیر و عافیت کی مطلق خبر نہ تھی اور یہ
سب قید تھے۔ سمرقند مین دو سال رہنے کے بعد روسیون اور افغانون مین ارادہ رسم

بڑھتی گئی اور شیر علیخان اور روسی گورنمنٹ مین خط وکتابت بھی زیادہ ہوتی گئی - مجھے معلوم ہوا کہ محمد عالم خان گورنر بلخ - امیر مظفر شاہ بخارا کے پاس ایلچی بھیجا کرتا تھا اور وہان سے جنرل ابراموف اور وائسرائے تاشقند کے پاس خطوط بھیجے جاتے تھے - روسی اِن خطون کا جواب بھی اوسی ذریعے سے ارسال کرتے تھے یہانتک کہ یہ بات عام طور پر مشہور ہو گئی اور اخبارون مین بھی شایع ہوئی - لیکن چونکہ ناظرین اِن واقعات سے واقف ہونگے مین صرف اپنا قصہ بیان کرتا ہون -

سمرقند پہونچکر مین نے میر بدخشان کی لڑکی سے شادی کی اور دوسرے سال خداوند تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا جسکا نام مین نے حبیب اللہ رکھا - اس وقت میری اولاد مین وہ سب سے بڑا ہے اور ولیعہد بھی ہے - دوسرے سال خدا نے مجھے ایک اور فرزند عنایت کیا جسکا نام نصر اللہ رکھا اور اس طرح دو اور لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لیکن اون تینون نے چھوٹی عمر مین قضا کی -

میرے قیام کے چند سال بعد روسیون نے شہر سبز کی طرف فوج بھیجی اور جنرل ابراموف نے مجھے بھی معہ اپنے ساتھیون کے ہمراہ جانے کے لیے کہا - مین نے جواب دیا کہ پہلے ہی وائسرائے اور آپ سے کہہ چکا ہون کہ روسی ملازمت مین ہرگز قبول نہین کرونگا لیکن اگر آپ چاہین تو مین سمجھا کر میر ہائے شہر سبز کو آپ کے سلام کیلیے لا سکتا ہون تاکہ وہ آپکی شرائط قبول کرلین - جنرل ابراموف نے کہا کہ اب یہ ممکن نہین ہے معاملہ حد سے تجاوز کر گیا ہے اور اعلان جنگ کردیا گیا ہے - مین نے جواب دیا کہ مین آپکی فوج کے ساتھہ نہین جا سکتا نیز یہ کہ اگر سمرقند مین بلوہ ہوا تو میرے تین سو ساتھی کیا کرینگے اسلیئے کہ اونکے پاس ہتیار نہین ہین بہتر ہو کہ تین سو بندوقین اور کارتوس اونہین دیئے جائین تاکہ ضرورت کے وقت کام آئین - اِن کے دینے کا

اوس نے وعدہ کیا اور میگزین کے افسرون نے اسکی تعمیل بھی کی - دو روز بعد شہر سبز پر فوج کشی کی گئی اور ساتھہ ہی شاہ بخارا کو لکھا گیا کہ وہ اپنی فوج قرغشی کی راہ سے اہل شہر سبز کے مرعوب کرنے کے لیے بھیجدین - روسی فوج نے قلعہ شہر سبز پر چار حملے کیے لیکن اوسے فتح نہ کر سکے - جنرل ابراموف کو گولی لگی لیکن زخم خفیف تھا - پانچ ہزار روسی سپاہیون مین سے جنہون نے کہ حملہ کیا تھا دو ہزار قتل اور زخمی ہوئے اسکے بعد روسیون نے کہلا بھیجا کہ چھہ روز لڑائی موقوف رہے روس کی ایسی بڑی سلطنت اپنی قسم نہین توڑیگی اور نہ وعدہ خلافی کریگی - شہر کے باشندون نے دہوکا کہا کر منظور کر لیا اور بارہ ہزار توپچیون مین سے جو کہ قلعہ مین تھے گیارہ ہزار اپنے اہل دعیال کو لانے کیلئے پہاڑیون کی طرف چلے گیے جس طرف سے کہ شاہ بخارا کی فوج اون پر حملہ کرنے کیلئے آگے بڑہ رہی تھی - روسیون کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ کی طاقت کم ہوگئی تو انہون نے تین روز بعد آدہی رات کو ایکبارگی اوسپر حملہ کیا اور باقی ماندہ ہزار آدمیون نے از حد اونکے مقابلے مین کوشش کی قلعہ فتح ہوگیا اور میر ہاے شہر سبز تین سو سوارون کے ساتھہ پہاڑون کی راہ سے خوقند کی طرف روانہ ہوئے - روسی جنرل نے شہر سبز شاہ بخارا کے افسرون کے سپرد کیا اور آپ فوج لیکر سمرقند واپس آیا -

جنرل ابراموف کی واپسی کے دوسرے دن مین اونکی مزاج پرسی کے لیے گیا - انہین خفیف سا زخم لگا تھا اور وہ ایک طلائی ناس دانی - ایک دونالی بندوق اور ایک بڑی دوربین اوس مال غنیمت مین سے مجھے دینے لگے جو کہ شہر سبز سے لائے تھے - مینے کہا کہ اپنے مذہب کے مطابق مسلمانون کا مال مین اسطرح نہین لے سکتا - روسیون کی وعدہ خلافی کا حال سنکر مجھے نہایت طیش آیا اور جلد جنرل سے رخصت ہوکر مکان واپس آیا - میر ہاے شہر سبز جب خوقند پہونچے تو خان شہر خدایار خان نے اونہین گرفتار

کر لیا اور اونکے ملازم اور اسباب اپنے پاس رکھکر اونہین وائسراے کے پاس تاشقند بہیجدیا۔ یہ تیر ڈیڑہ سال مقید رکر رہا ہوئے۔ اور اون کا وظیفہ مقرر ہوا۔ میر بابا بیگ اور میر سرا بیگ تو معہ اپنے بہائیون اور چند ساتہیون کے ابہی ۱۸۸۸ء تک تاشقند مین نظر بند تہے اور اونکے اہل و عیال کو شاہ بخارا نے اون کے پاس بہیجدیا تہا۔

دو برس بعد روسیون نے ارگنج پر فوج کشی کی تیاری کی اور گورنر تاشقند فوج لیکر خود جزک مین آئے چونکہ صحرا سے نور عطا ہو کر جا رہے تہے مجہے بہی ملاقات کیلئے لکہا مین جزک گاڑی پر گیا اور دو روز بعد وہان پہونچگیا حسب معمول گورنر مجہسے نہایت گرمجوشی کے ساتہہ ملے اور مجہے دیکہکر خوش ہوئے۔ دریافت کیا کہ آپ بہی معہ اپنے ساتہیون کے میرے ہمراہ ارگنج جانا چاہتے ہین یا نہین۔ اور اگر جاہین تو سفر کا انتظام کر دیا جاے مین نے جواب دیا کہ میرے جانے کے انتظام کے لیے ایک مہینہ درکار ہے اور آپ صرف چار روز یہان رہین گے علاوہ برین آپ مسلمانون سے لڑنے جاتے ہین اور چونکہ مین بہی مسلمان ہون ہمارے مذہب مین ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے لڑانے کی ممانعت ہے۔ دوسرے نہ تو میرے پاس فوج ہے اور نہ مین با اختیار ہون کہ میرے جانے سے روسی فوج کی وقعت زیادہ ہو جاے اور میرے نہ جانے سے اوسکی طاقت کسی طرح کم ہو جائیگی۔ اسکے جواب مین وائسراے نے کہا کہ مین نے صرف اس لیے کہا تہا کہ شاید آپ چلنے سے خوش ہون ورنہ میرا ارادہ یہ نہ تہا کہ آپ پر کسی قسم کا جبر کیا جائے۔ مین نے کہا کہ مین گورمنٹ کے ظل عاطفت مین ہرطرح خوش ہون اور میری تفریح کے لیے شکار کافی ہے۔ لڑائی کا اس قدر تجربہ ہو چکا ہے کہ اب مجہے اوس سے نفرت ہو گئی ہے۔ یہ مین نے ہنسکر مذاقیہ طور پر کہا۔ اونہون نے کہا کہ مین نے آپ کے لیے دو ترکی خیمے اپنے خیمہ کے نزدیک نصب کرائے ہین

جسکامین نے شکریہ ادا کیا - یہ خیمے زار روس کے چچیرے بہائی کے خیمہ سے تیس قدم
کے فاصلے پر اور وائسرائے کے خیمہ سے چالیس قدم کے فاصلہ پر تہے -

گورنر کی عادت تہی کہ پانچ چہہ مرتبہ روز مجہہ سے ملنے آتے تہے اور بیس روز اسیطرح
گذرے - ایک روز اونہون نے مجہے بلاکر کہا کہ افغانستان پر فوج کشی ہونے والی ہے
آپ فوج کے ساتہہ جانا پسند کرینگے ؟ مین نے جواب دیا کہ اگر آپ کا ارادہ خود
افغانستان پر قبضہ کرنے کا ہے تو میرا جانا فضول ہے لیکن اگر آپ چاہتے ہین
کہ ملک مجہے دیدین تو صرف یہ کافی ہوگا کہ آپ مجہے حکم دین مین ذمہ داری کرتا ہون
کہ ایک ہزار پیدل - ایک ہزار سوار اور ایک باتری لیکر اوسے فتح کرون گا - ورنہ مین
آپکا دعاگو ہون اور سمرقند مین شکار کہیلنے مین مجہے زیادہ خوشی معلوم ہوتی ہے -
اصل یہ ہے کہ مجہے یقین نہوا کہ کوئی سو سپاہی لیکر وہ افغانستان پر حملہ کرینگے
اس لیے کہ اونہین معلوم تہا کہ افغان شجاع اور بہادر لوگ ہین اُرگنج کے باشندون
کی طرح نہین ہین - بدین وجہ مجہے یقین تہا کہ حقیقت معاملہ کچہہ اور ہی ہے اور روسیون
کا مطلب یہ ہرگز نہین ہے جو کہ مجہسے بیان کیا گیا -

موسم خزان تک کوئی کارروائی نہوئی - اوسوقت تک صرف یہی بحث ہوتی رہی
کہ کابل فوج بہیجنی چاہیے یا نہین - لیکن اس درمیان مین روسی فوج مین ایک بڑی
قسم کی وبا پہیلی اور سپاہی خوف سے چھاونی چہوڑ چہوڑ کر بہاگ گیے اور چہہ سو گاڑیان
مردون اور مریضون سے بہر گئین جنہین کہ ایک علیحدہ مقام پر لے گیے جو کہ اون کیلیے
مخصوص تہا - جبکہ وائسرائے مجہہ سے رخصت ہوکر تاشقند روانہ ہوئے تو مین نے
اپنی پیشین گوئی یاد دلائی اور کہا کہ دیکہیے آخر آپ باوجود اتنی تیاریون کے افغانستان
نہ گیے - اونہون نے اقرار کیا کہ مین نے سچ کہا تہا -

موسم سرما کے اخیر مین اور شروع بہار مین مشہور ہوا کہ امیر شیرعلیخان انگریزون سے پہر گیے تہے اور اونمین اور روسی گورمنٹ مین دوستانہ اتحاد روز بروز ترقی پر تہا - تہوڑے ہی عرصہ بعد علما و اہل خوقند کے دیگر باشندون نے بغاوت کی -

اس واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے اور یہ ایک دلچسپ قصہ ہے - تقریباً پچاس علما اور دو سو سردارون نے چند شرائط پر روسیون سے وعدہ کیا تہا کہ مسلمانون ہی کے خلاف اونکی امداد کرینگے - ان شرائط کی حقیقت مجہے معلوم نہین - ان علما اور سردارون نے ایک کفش دوز کو بہیس بدلوا کر اوسکا نام فولادخان رکہا - فولادخان خدایارخان شاہ خوقند کا چچیرا بہائی تہا - روسیون نے فولادخان پسر موسیٰ خان کا صرف نام سنا تہا اوسے دیکہا نہ تہا - بے ایمان علما نے اہل خوقند کو لکہا کہ خدایارخان کا ارادہ ہے کہ ملک خوقند روسیون کو دیدے اسلیے سب مسلمانون کا فرض ہے کہ اوسے تخت سے اوتار دین اور جیسا کہ ہمنے کیا ہے فولادخان کو اوسکی جگہہ شاہ قرار دین - یہ جاہل لوگ فولادخان کے ساتہہ ہو گیے اور خدایارخان کو تخت سے اوتار کر اوسے تخت پر بٹہایا - اسکے بعد روسیون نے ملک چہین لیا اور باوجود اقرار اور وعدون کے علما اور سردارون کو کچہہ نہ دیا - فولادخان دغاباز اور مصنوعی پادشاہ کو بہی کچہہ نہ ملا اور بہت سے سردار قید ہو کر مارڈالے گیے - روسیون نے خوقند لے لیا اور وہان ایک نیا شہر شہر سیم کے نام سے آباد کیا جو کہ نہایت خوبصورت ہے اور ابہی تک اون کے قبضہ مین ہے -

اب امیر شیرعلیخان کا ذکر کرنا ضرور ہے - ایک مدت کی خط و کتابت کے بعد اونمین روسی گورمنٹ کی دوستی اور اتحاد کا یقین ہو گیا اور گورمنٹ انگلشیہ سے منحرف ہو کر اوسکے افسر فرنگی مخالفت کی اور روسیون کی طرف منہ پہیرا - انہین اتنی عقل نہ تہی کہ جو مال

ایک بازار مین نہ فروخت ہو سکے اُسکے دوسرے بازار مین بھی خریدار ہونگے - یا یون
سیکئے کہ جو سلوک آپ اپنے دشمنون سے کرینگے وہی دوستون سے بھی کیجئے گا۔ ایک
طرف بے ایمانی کرنے سے اون کا اعتبار روسیون کے نزدیک بھی باقی نہ رہا اور جو
وعدے امیر شیر علی خان نے کیئے کوئی سمجھدار گورمنٹ اونھین باور نہین کر سکتی تھی -
وہ یہ تھے کہ روسیون کو ہندوستان جانے کے لیئے افغانستان مین سڑکین بنانے
دینگے - تارون کی حفاظت کی ذمہ داری کرینگے - ہندوستان کی طرف ریل بنانے دینگے
اور انگریزون کے مقابلے مین روس کا ساتھ دینگے - اِن کے عوض روسی گورمنٹ
نے وعدہ کیا تھا کہ جو ملک دریاے اٹک سے ملا ہوا تھا اور پیشتر افغانستان کے
ماتحت تھا اور افغان فرمانروایون کی موروثی جائداد ہے اسلیئے کہ اونکے ملک کا حصہ
ہے وہ چھین کر شیر علی خان کو واپس دیا جائیگا - روسی سپاہی یہ سنکر نہایت شاد ہوئے
کہ اب ہندوستان پر فوج کشی کی جائیگی اور مال غنیمت بہت کچھ ہاتھ آئیگا لیکن اونکے
تمام منصوبے اولٹ گیئے اسلیئے کہ شیر علی خان اور انگریزون سے درۂ خیبر مین اور
شترگردن پہاڑ پر جسے پیوار کوتل بھی کہتے ہین مقابلہ ہوا - امیر کی فوج تعلیم یافتہ نہ تھی
اسلیئے وہ انگریزون کے سامنے نہ ٹھیر سکی اور امیر شیر علی بلخ کی طرف بھاگے جہانتک
اپنے اہل وعیال کو چند ہفتہ پیشتر بھیج چکے تھے - اپنے بیٹے یعقوب خان کو قید
سے رہا کر کے کابل کا حاکم مقرر کر آئے - انگریزی فوج گندمک پہونچی اور جلال آباد سے
یعقوب خان کے ساتھ نامہ وپیام شروع کیا - یعقوب خان نے شالکوٹ اور کوئٹہ
خیبر کرم اور پشین اونھین دیئے اور ایک انگریزی افسر لوئی کاونیری کو بطور برٹش سفیر
کے کابل مین رکھنا منظور کیا - اودھر شیر علیخان بلخ جاتے ہوئے دیوانہ وار گفتگو کرتے
تھے کہ افغانون نے انگریزون کے مقابلے مین میری مدد نہ کی - روس جا کو وہان کی فوج

اپنی امداد کے لیے لاؤنگا اور انعام مین روسی سپاہیون کو افغانون کی بیبیان دون گا -
لیکن بلخ مین تھوڑے ہی دن بعد اونھون نے وفات[۵۱] پائی اور کابل کے سردارون نے
یعقوب خان کو امیر تسلیم کیا حالانکہ فوج اور رعایا اونکے تابع نہین ہونا چاہتی تھی -
مین نے سنا کہ سفیر انگلسی متعینۂ کابل اپنے تئین افغانستان کا حاکم سمجھتا تھا اور امور
انتظامی مین دخل دیتا اور یعقوب خان کو ہدایت کیا کرتا تھا - یہ لاف و گزاف و بلند پروازی
افغانون کو پسند نہ تھی اور اونھون نے اوسپہ حملہ کیا - بعض کہتے ہین کہ یعقوب خان
کے علم سے یہ کارروائی ہوئی اور دوسرا بیان یہ ہے کہ عبد اللہ خان ولی عہد متوفی
کی مان نے داؤد شاہ خان کو تین ہزار اشرفیان اسلئے دی تھین کہ کاونیری کے خلاف
بغاوت کرنے کیلئے لوگون کو اشتعال دین اور اوسے مار ڈالین تاکہ یعقوب خان کے
ہاتھہ سے ملک جاتا رہے - اس دوسرے بیان کو اہل کابل صحیح سمجھتے ہین -

داؤد شاہ خان اوسوقت سپہ سالار تھے اور غلزئی قبیلہ کے ادنی فرقے کے تھے
لڑکپن مین وہ سبز نامی گانون مین چرپائی کرتے تھے اور بیس برس کی عمر کے بعد کابل آکر
ملازم ہوئے - وہ سبز حوالی کابل مین ایک گانون ہے اور خربزون کے لیے مشہور ہے
سر لوئی کاونیری کے قتل[۵۲] کی وجہ سے انگریزی فوج لارڈ رابرٹس کے ماتحت اس معاملے
کی تحقیقات اور بزدل اور دغاباز لوگون کو اونکی وعدہ خلافی کی سزا دینے کے لیئے کابل
کی طرف روانہ ہوئی - یعقوب خان اونکے استقبال کے لیئے گئے لیکن انگریزی افسر
اونکے فریب کو سمجھہ گیے اور قید کر کے ہندوستان بھیجدیا[۵۳] - کابل اور قندہار پر قبضہ کر لیا اور
امن اور انصاف کے ساتھہ وہان حکومت کی -

مرض موت مین گرفتار ہونے سے پہلے شیر علی خان نے روسی گورنر کے پاس ایلچی

---

۵۱ فروری ۱۸۷۹ء ۵۲ ۳ ستمبر ۱۸۷۹ء ۵۳ دسمبر ۱۸۷۹ء -

بہیجے تہے - اونکے نام یہ ہین - سردار شیر علیخان قندہاری - قاضی پشاوری - مفتی شاہ محمد
منشی محمد حسن - چند ملازمان امیر دوست محمد خان مرحوم اور دو یا تین فوجی افسر - یہ لوگ سمرقند آئے
اور شیر علیخان بلخ مین روسی فوج کی آمد کے منتظر رہے - ادہر روسی گورنر کو خود شیر علیخان کے
آنے کی امید تہی اور اونکی خاطر تواضع کیلئے چند عمدہ باغ آراستہ کیئے تہے الغرض وہ
شیر علیخان کے منتظر تہے اور انگریزون کے خلاف مختلف بندشین اور تجویزین کر رہے تہے کہ جیسا
اوپر لکہہ چکا ہون شیر علیخان نے انتقال کیا اور روسیون کی تمام تدبیرین تہ و بالا ہوگئین مین مزید
حالات دریافت کرنیکے لیئے تاشقند گیا جہان معلوم ہوا کہ یعقوب خان نے روسی وائسرائے
کو خط لکہا ہے کہ اپنے والد کے جملہ عہد و پیمان پر مین قایم رہونگا اور اونہین تمام و کمال پورا کرونگا -
وائسرائے کو اس اطمینان دہی سے نہایت خوشی ہوئی اور یعقوب خان کا خط پیٹرسبرگ بہیجدیا
یعقوب خان نے یہ بہی لکہا کہ عبد الرحمن کی طرف سے مجہے کہٹکا ہے مین نہایت خوش
ہونگا اگر وہ سمرقند سے علیحدہ کر دیا جائے - اسی زمانہ مین مین نے دیکہا کہ روسی خیالات
میری نسبت ایسے دوستانہ نہ تہے جیسے کہ پیشتر تہے لیکن مینے تجاہل عارفانہ کیا اور یہ ظاہر
نہ کیا کہ مین اونکے برتاؤ مین کسی قسم کا فرق پاتا ہون - بجائے اسکے اس بات کی کوشش کی
کہ وہ یہ سمجہین کہ مین اپنا تمام وقت دن بہر سیر تماشہ مین گذارتا ہون - جب مین تاشقند پہونچا تو
شیر علیخان کی سفارت وہان پیشتر سے موجود تہی مینے جاسوس مقرر کیئے کہ اونکی کارروائی کی
مجہے پوری اطلاع دیا کرین - اس ذریعے سے مجہے معلوم ہوا کہ اونہون نے روسی وائسرائے
سے یہ عہد و پیمان کیا تہا کہ سفارت کا ہر شخص ایک ایک شرط پوری کریگا اور اس سب کے
عوض (جہانتک میرا خیال ہے) روسی فوج اونکی مدد کریگی - وہ شرائط یہ تہین -
سردار شیر علی قندہار روسیون کو دیدین - منشی محمد حسن کابل اور ہزارہ جات کے
قزلباشون کو اونکا تابع کر دین - مفتی شاہ محمد تمام غلزئیون کو اور قاضی - پشاور - سوات

اور باجوری قبیلون کو روسیون کا مطیع کرین - یہ خبر پاکر مین تاشقند سے سمرقند واپس آیا اور شیر علیخان کے آدمی بہی وہان گیئے -

اب اپنے چچیرے بہائیون کا ذکر کرنا لازم ہے جنکے لیئے مین نے سمرقند اگرچہ انتظام کردیا تہا - ان کے نام تہے محمد سرور خان - سردار عزیز خان اور سردار اسحاق خان جبکہ متذکرہ بالا سفارت روسی وائسرائے کے پاس آئی تو سردار سرور نے شیر علی خان قندہاری کو ایک خط میری جانب سے لکہا اور مجہسے اوسپر مہر کرنے کے لیئے کہا مین نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مین شیر علی خان قندہاری کو ملاقات کیلئے بلانا نہین چاہتا اس لیئے کہ اوس نے اور اوسکے ساتہیون نے میرے خلاف روسیون سے عہد و پیمان کیئے ہین - سرور خان نے کہا کہ شیر علی خان نے قرآن شریف کی قسم کہائی ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے گا - مین نے ہنسکر کہا کہ ان لوگون کے دلون مین جب قرآن شریف کی عظمت نہین ہے تو اوسکی قسم کا کیا خیال ہوگا - ... نے دیر تک اسطرح بحث کی لیکن سردار سرور خان نے اصرار کیا کہ ... مجہے سخت غصہ آیا اور اپنی مہر اونکی طرف پہینک کر کہا کہ مین اپنے ہاتہ سے مہر ... تمہارا بازرون سے مطلق سروکار نہ رکہونگا - سردار سرور خان نے میری مہر کردی اور خط شیر علی ... پاس بہیجدیا - مین نے اونہین یقین دلایا کہ آپ نے غلطی کی ہے ... سردار ... ہو اُسکا افسوس کرنا پڑیگا - میرے ہمراہیون مین سے ایک شخص قاضی جان محمد نے جو کہ نہایت بے ایمان اور لامذہب آدمی تہا حالانکہ قاضی کہلاتا تہا لوگون کو دہوکا دینے کے لیئے خوب ڈاڑہی بڑہا رکہی تہی لیکن درحقیقت اوسکا دل کوئلے کی طرح سیاہ تہا یہ شخص وہ خط لیکر سردار شیر علی کے پاس بہیجا گیا جس نے اوسے پڑہکر جنرل سمرقند کے پاس بہیجدیا اور اونہون نے کاف مین کے پاس جو کہ وائسرائے تہے -

جب پانچ روز گذر گئے اور قاضی واپس نہ آیا تو مین نے سرور خان سے کہا کہ تمنے مجھے تباہ کر دیا اور خلاف مرضی میرے اور باوجود انکار کے میری مہر خط پر کر دی۔ چھٹے دن جبکہ ہم گھوڑے پر سوار ہو کر باہر ہوا کھا رہے تھے ایک نوکر گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور خبر لایا کہ گورنر شہر معہ ترجمان جنرل آئیونوف آپکے مکان پر آپکے منتظر ہین۔ مین نے سرور خان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہاری تخم ریزی کا یہ پہلا پہل ہے۔ مین واپس آیا لیکن سرور خان نے آنے مین دیر کی۔ مزاج پرسی وغیرہ اور چاء نوشی کے بعد گورنر نے کہا کہ وائسراے آپ سے تاشقند مین ملاقات کرنا چاہتے ہین۔ مین نے کہا کل دس بجے صبح روانہ ہونگا لیکن گورنر نے کہا کہ آپ فوراً جائیے۔ مین نے قطعی انکار کیا اور وہ چلے گئے مین نے اپنے چچیرے بھائیون کو بلایا اور انہین ہدایت کی کہ میری غیر حاضری مین کیا کرنا چاہیے۔ مین نے کہدیا کہ مین قید ہو کر تاشقند بھیجا جاؤنگا۔ تم لوگ جس طرح ممکن ہو ضرور بلخ بھاگ جاؤ وہان سے ترکستان چلے جانا۔ اس کام کے لیے بلخ کی فوج اور رعایا سے خط و کتابت کرنا ضرور تھا اس لیے مین نے وہان کے لوگون کے نام خطوط لکھے جنکا مضمون یہ تھا کہ اپنے چچیرے بھائیون کو تمہارے ہان بھیجتا ہون جو سلوک اونکے ساتھ کروگے مین سمجھونگا کہ میرے ہی ساتھ کیا ہے۔ مین نے اونہین ایک اور مہر اپنی دی تاکہ اگر اونکو میری جانب سے اور خط لکھنا پڑین تو اوسکا استعمال کرین اور چار ہزار کابلی روپیہ بھی خرچ راہ کے لیے دیا۔ یہ روپیہ مین نے اون پندرہ ہزار رقم سے بچایا تھا جو کہ وائسراے نے دو مہینے پہلے مجھے دئے تھے۔ یہ رقم پانچ ہزار ہندوستانی روپیہ کے برابر ہے۔ ان ہدایتون کے بعد مین اپنے حرم سرا مین چلا گیا۔

اوسی شب کو بارہ بجے گورنر معہ ترجمان و تین سو سوار اور دو سو پولیس کے سپاہیون کو لیکر آیا

اور میرے نوکرون سے کہا کہ مجھے حرم سرا سے باہر لائین - اونہون نے مجھے بیدار کیا اور یہ پیغام پہونچایا - گورنر نے کہا کہ آپ اسی وقت میرے ہمراہ چلین اسلیے کہ وائسرائے نے آپ کو طلب کیا ہے - مین نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مین قید کیا جاونگا تو مین آپکے ساتھ صبح ہی گیا ہوتا - مین نے اپنی وردی پہنی اور روانہ ہوا - پولیس کے سپاہی ہمارے آگے آگے چلے اور سوار شمشیر ہا سے برہنہ لیئے ہوئے میرے چارون طرف تھے اپنے دو ملازمون کو مین نے ساتھ لے لیا تھا ایک فرامرز خان جو کہ اسوقت ہرات کا سپہ سالار ہے اور دوسرا جان محمد خان جو کہ اندنون کابل مین مہتمم خزانہ ہے - جنرل آئیونوف کے مکان پر پہونچکر مین نے دریافت کیا کہ مجھے کیون طلب کیا ہے جسکے جواب مین اونہون نے کہا کہ جنرل کاف مین نے آپکو تاشقند جانے کا حکم دیا ہے اِسکی وجہ وہ خود آپ سے بیان کرینگے - مین نے کہا کہ میری تقصیر کیا ہے جو آدھی رات کو اسطرح مسلح سوار میرے لانے کے لیئے بھیجے گئے - اِس پر اونہون نے گورنر سے جواب طلب کیا کہ تم کیون انکے ساتھ ایسی بُری طرح پیش آئے - اوس نے کہا کہ مجبوراً مجھے اس وجہ سے اتنے آدمی لیجانے پڑے کہ شاید اِن کے ساتھی مقابلہ کرین اور انہین نہ آنے دین اِسکے صحیح ہونے کے ثبوت مین اوس نے کہا کہ اِن کے سب آدمی مسلح ہین اگر یہ خوشی سے نہ آئے ہوتے تو اِن کے جبراً لانے مین بڑی دقت واقع ہوتی - جنرل نے کہا کہ تمنے غلطی کی جو انہین نظر بند کرکے لائے اور گورنر نے کہا کہ یہ آپکی حماقت تھی جو مجھے ایسے وقت اِن کے لانے کیلئے بھیجا - غرضکہ وہ ایک دوسرے کو اسیطرح الزام لگاتے رہے اور مین خاموش سنتا رہا آخرش جنرل نے کہا کہ آپ مکان جا سکتے ہین بشرطیکہ کل گیارہ بجے آنے کا وعدہ کیجئے اوسوقت آپکے پاس تاشقند جانے کیلئے ایک نائب گاڑی لیکر بھیجدیا جائیگا - غرضکہ مین مکان واپس آیا

اور باغ کا دروازہ بند پایا۔ نوکرون سے دروازہ کھلوا کر اندر گیا تو دیکھا کہ میرے بھائی
اور اونکے احباب خواب استراحت مین ہین اور مطلق خیال نہین ہے کہ اسپر
کیا گذری ہوگی۔ لیکن میرے بیٹے بی بی اور نیز پروانہ خان جو کہ اس وقت کابل
مین نائب سپہ سالار ہے اور قربان علی جسکے متعلق آجکل میرے خانگی اخراجات کی
نگرانی ہے جاگ رہے تھے اور میری قسمت پر آنسو بہا رہے تھے۔ اپنے بھائیون
اور نوکرون کو سوتا دیکھکر میرا دل ٹوٹ گیا اور مجھے نہایت ملال ہوا۔ ان لوگون کی
اپنے بچون کی طرح مین نے پرورش کی تھی اور یہ اس سب کا صلہ تھا۔ حرم سرا
مین جاکر مین نے اپنی بی بی اور بیٹیون کو سمجھایا کہ اگر خدانخواستہ مجھپر کوئی مصیبت
آئے تو اسطرح عمل در آمد کرنا۔ اسکے بعد مین نے اپنے سفر کی تیاریان کین۔

دوسرے دن حسب وعدہ گاڑی آئی تو مین پروانہ خان اور ناظم الدین (جو کہ بعدہ
رسالہ مین کرنیل ہوئے) کو ساتھ لیکر نائب کے مکان پر گیا دیکھا کہ خطوط لکھ رہا ہے
مین نے اوس سے کہا کہ مین رات بالکل نہین سویا ہون اگر جانے مین توقف
ہو تو مین تھوڑی دیر سو رہون۔ اوس نے مجھے اجازت دی اور مین نے سونے کی
کوشش کی لیکن فکر و پریشانی کی وجہ سے اڑھائی گھنٹے سے زیادہ اپنی مصیبت کو
نہ بھول سکا جسکے بعد ہم روانہ ہوئے۔ میری گاڑی شیر علی قندہاری کے دروازہ سے
گذری تاکہ وہ دیکھ لے کہ مین قید ہون۔ رنج و غصہ سے تمام دنیا میری نظرون مین
تاریک ہو رہی تھی اور دل چاہتا تھا کہ گاڑی سے اوترکر بعض دشمنون کی جان لے لون
اس سے پہلے کہ مین خود مارا جاؤن۔ لیکن مین نے اپنے حواس کو درست کیا اور
اپنے تئین سمجھایا کہ ایسی باتین احمقون کا حصہ ہین عاقل لوگ انتقام لینے کیلئے
مناسب موقعون کے منتظر رہتے ہین۔ سچ ہے دنیا مصیبتون اور تکلیفون سے

بڑے ہے - دو گھنٹے تک مین بے حس و حرکت رہا اور اوسکے بعد میرے حواس ٹھکانے
ہوئے اور دل اپنی جگہہ پر آیا - دو روز اور ایک شب چلکر ہم تاشقند پہونچے - وہی بنگلہ
جو کہ پہلے بھی دیا گیا تہا مجھے قیام کے لیے ملا - ایک لاکھ روبل اسکے بنانے مین
خرچ ہوئے تھے - اسکے ساتھہ ایک نہایت عمدہ پائین باغ تھا اور گاڑیون اور تیس
گھوڑونکے لیے اصطبل بھی تھے - اِس مکان مین مین سال مین چار روز رہا کرتا تھا جبکہ تفریحاً
شہر دیکھنے کیلئے جایا کرتا تھا اس وقت وہان دوسری طرح گیا تھا اور متحیر تھا کہ میرے ساتھہ
کیا کیا جائے گا جبکہ خدمتگار اور باورچی حسب معمول حاضر ہوئے تو ترجمان اور سکرٹری
رخصت ہوئے - دو تین روز تک حکام سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی - اِسکے بعد
سکرٹری میرے پاس آیا اور بدستور سابق معمولی مراعات کے بعد کہا کہ گورنر آپ سے
ملاقات کرنا چاہتے ہین - ہم دونون گاڑی پر سوار ہو کر گئے اور حسب دستور گورنر مجھ سے
نہایت تپاک سے ملا -

گورنر نے مجھے اپنے پاس جگہہ دی اور سفر کا حال پوچھا - مین نے کہا مجھے نہین معلوم
کہ کس طرح مین نے سفر کیا ہے - وہ ہنسنے لگا اور کہا کہ سمرقند کے لوگ کہتے ہین کہ آپ
شوخ ہوگئے ہین - مین نے کہا کہ آپکی گورنمنٹ تعریف کی مستحق ہے کہ اوس نے مجھے
شوخ بتادیا - اسپر اوس نے ایک خط نکالا اور کہا کہ یہ کیا ہے - مین نے کہا مجھے
دیجئے - دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی خط ہے جو کہ سردار خان نے شیر علی قندہاری کے پاس
بھیجا تھا - مین نے کہا کہ یہ میرا لکھا ہوا نہین ہے لیکن میری مہر اسپر ہے - اوس نے
کہا آپ نے ایسا کیون کیا؟ مین نے جواب دیا کہ اگر اس خط مین کوئی بات آپکی گورنمنٹ
کے خلاف ہو تو مین ضرور جواب دہ ہون لیکن آپس کی معمولی خط و کتابت مین کیا
ہرج ہے؟ اوس نے اِسے تسلیم کیا لیکن کہا کہ خط لکھنے سے پہلے آپکو چاہیئے تھا

کہ اجازت لے لیتے - مین نے کہا کہ آپ مجھ سے اتنے دور تھے کہ اجازت ملنے تک
افغانی سفارت بلخ واپس چلی گئی ہوتی - یہ کہکر مین نے خط چاک کر دیا - اوس نے میری
طرف دیکھا اور کہا کہ آپ سمرقند چلے جائین آپ کے اہل و عیال آپ کے لیئے
پریشان ہونگے - مین نے کہا کہ سمرقند مین قید ہونے کی وجہ سے مین اتنا بے عزت
ہو چکا ہون کہ اب وہان ہرگز نہ جاؤن گا - اگر آپ مجھے مکان دین تو یہین تاشقند مین
رہون - اوس نے کہا بہتر ہے آپ کوئی مکان پسند کر لین - میری غرض اس سے
یہ تھی کہ ایسی جگہ رہون کہ وہان سے افغانستان آسانی سے جا سکون اور موقع
ملے تو بھاگ جاؤن - مین نے ایک مکان پسند کیا اور ایک شب وہان رہ کر سمرقند گیا
اور اپنے اہل و عیال کو لا کر تاشقند مین بود و باش اختیار کی -

افغانستان کے سفر کی تیاریون مین مین بہت زیادہ مصروف رہا اور جنرل کاف
مین کے ساتھ بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد روسی گورنمنٹ سے اپنے ملک جانے
کے لیئے اجازت حاصل کی - ایک روز مین اچانک چند سوداگرون کے پاس جانے
اور روپیہ لانے کے لیئے غائب ہو گیا اس لیئے کہ اونہون نے وعدہ کیا تھا اور نیز اس
غرض سے کہ دیکھون کہ جاسوس میرا پیچھا کرتے ہین یا نہین - دو ہزار اشرفیان سوداگرون
سے قرض لیکر مین واپس آیا اور مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ اِسکی کسی کو خبر نہ ہوئی مکان
پہونچکر معلوم ہوا کہ میرے ملازم مجھے تلاش کرتے کرتے نا امید ہو گئے تھے اور سردار
عبداللہ خان مکان کے دروازہ پر نہایت افسردہ و اندوہگین کھڑا ہوا تھا - مین نے
پکارا تو اوس نے سلام کیا اور میری واپسی پر نہایت خوش ہوا - اشرفیان اوسکے
سپرد کر کے مین اندر گیا وہ میرے پیچھے پیچھے آیا اور پوچھا کہ اشرفیان کہان سے
آئین - مین نے کہا کہ قرض لی ہین لیکن خبردار اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ مصیبت

آجائیگی - دوسرے دن صبح مین نے ایک گاڑی کرایہ کی اور اوس بازار مین گیا جہان گھوڑے فروخت ہوتے تھے - لوگون نے سلام کیا اور سوداگر یہ سنکر کہ مجھے گھوڑے درکار تھے میرے پاس آئے - مین نے اون سے سو عمدہ گھوڑے خرید کیے اور عبد اللہ خان کو زین اور ساز اور دیگر ضروری اشیاء کے لانے کے لیے بھیجا جو کہ میرے اور میرے سپاہی اور ملازمون کو سفر کے لیے درکار تھین - اس طریقہ سے تین روز مین مینے سفر کا سامان درست کرلیا - چوتھے دن جمعہ تھا - نماز کے بعد اپنے دوست آشناسے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور اوس شب کو دریاے چلچک کے کنارے قیام کیا -

دوسرے دن صبح کو اوس سڑک سے مین روانہ ہوا جو کہ نئے روسی شہر کو جاتی ہے راہ مین خدا کی قدرت کا ایک عجیب نمونہ دکھلائی دیا مجھے اپنے پیچھے بہت سے گھوڑون کے آنے کی دہیمی آواز سنائی دی جنکی تعداد تقریبًا بیس ہزار معلوم ہوتی تھی - جون جون وہ نزدیک آتے گئے آواز بھی تیز ہوتی گئی یہانتک کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے ساتھیون سے مل گئے اور قریب پانچ سو گز کے ہمراہ چلکر آگے بڑھ گیئے - اس سے مین نے یہ بات نکالی کہ خداوند کریم نے میرے لیے راہ صاف کردی اور مجھے اپنے ارادہ مین کامیابی ہوگی - دریا کے قریب ایک مقام پر مین ٹھہر گیا - وہان کے گورنر نے جو کہ روسی تھا میری دعوت کی - مین نے اولًا تو انکار کیا لیکن اوسکے اصرار کرنے پر دعوت قبول کرلی - کہانے کے وقت اوس نے پوچھا کہ روسی گورمنٹ نے آپکو سفر کے خرچ کے لیے کیا دیا - مین نے جواب دیا کہ اونکی بڑی عنایت ہے کہ اونہون نے مجھے اپنے ملک جانے کی اجازت دی مجھے اور کسی شے کی اون سے ضرورت نہین ہے خدا بڑا مہربان ہے وہ میری ضرورتون کو پورا کرے گا - یہ سنکر گورنر جو کہ آنریری کرنل تھا کمرے سے

چلا گیا اور پانچ ہزار رسم لاکر کہا کہ انہین قبول کیجئے - مین نے ممنونیت کیساتھ اوسکا شکریہ ادا کیا لیکن روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہین ہے - یہ دیکھکر کہ مین راضی نہونگا وہ ایک ششش نالی تمنچہ اور ایک بندوق لایا اور مجھسے کہا کہ بطور یادگار انہین منظور کیجئے - مین نے انکار نہ کیا اور شب اوسکے ساتھ بڑی خوشی وخورمی سے بسر کی - صبح کو بعض احباب جو میرے ساتھ تاشقند سے آئے تھے اور نیز روسی کرنل مجھسے رخصت ہوئے اور مین یار تیپہ روانہ ہوا - رات گئے اوس قبضہ مین پہونچ گیا اور دوروز وہان آرام کیا - وہان سے پا سقط گیا اور تین دن قیام کر کے موضع جند عطا فلی پہونچا - دوسرے دن شہر خجند پہونچا اور ایک دوست کے ساتھ وہان چہہ روز قیام کیا -

تین روز بعد مین گھوڑے خریدنے کے ارادہ سے بازار گیا لیکن صرف چند خراب جانور دیکھکر مین نے لوگون سے دریافت کیا کہ یار بزاری کے اچھے ٹٹو کہان ملین گے ایک شخص نے جو میرے قریب کھڑا ہوا تھا مجھہ سے کہا کہ میرے ہان قہوہ یا چاء نوش فرمائے - مین نے منظور کیا معلوم ہوا کہ روسیون کے ملک لینے کے قبل وہ خوقند کا ایک سردار تھا اور چونکہ تمام سربرآوردہ باشندے اپنے عہدون سے محروم کردیے گئے تھے سردارون نے بھی مجبور ہوکر دوکانین کھولی تھین اور تجارت کرتے تھے - میرا نیا دوست دوسرے سردارون کو بھی جو کہ دوکاندار تھے مجھہ سے ملاقات کرانے کے لیئے لایا اور مجھے اطمینان دلایا کہ اونکے پاس عمدہ گھوڑے تھے - اُنہون نے جلد سو گھوڑے منگائے (جن مین سے مینے تیس خریدے گئے) اور بہت کچھہ میری نسبت دوستانہ خیالات ظاہر کیئے -

## واقعات بدخشان

### (سنه ۱۸۸۰ء)

خجند مین تین روز اور قیام کرکے مین پہر آگے بڑہا - میرا ارادہ تہا کہ خوقند کیطرف جاؤن لیکن یہ سنکر کہ درے برف سے مسدود ہین وہ راہ چہوڑ کر اُراتیبہ کی جانب روانہ ہوا - اس مقام کو پنبہ فروشی بہی کہتے ہین - میر جہاندار شاہ کے بیٹون کے پاس جو کہ خوقند مین تہے مین نے ایک شخص کے ذریعہ سے چار ہزار روپے بہیجے اور کہلا بہیجا کہ مین اُراتیبہ جا رہا ہون جب تک میرا کوئی خط نہ ملے آپ خوقند مین رہین - ناظرین کو یاد ہوگا کہ جہاندار شاہ میرے خسر تہے - شیر علی خان نے اونہین ملک سے نکالدیا تہا اور اون کے بیٹون نے جنہین مین خط لکہہ رہا تہا اونہین قتل کر ڈالا تہا جسکی سزا مین روسیون نے اونہین قید کر دیا تین برس بعد مین نے اونکے اچہے چال چلن کی ضمانت کرکے اونہین قید سے رہا کرایا تہا -

پہلے دن کے کوچ کے بعد شام کیوقت مین تیماب پہونچا - چونکہ اندہیرا تہا اور کیچڑ بہی تہی اور مین بالکل اجنبی تہا اسلئے ایک دوکان پر گیا اور یہ کہکر کہ مین ایک مسلمان سوار ہون ٹہرنے کی اجازت چاہی - دوکاندار نے میری نہایت خاطر تواضع کی اور اونہین سے ایک ایک شخص میرے

وہ دو سوارون کو اپنے مکان لیگیا اور ایک نے مجھے اپنے ہان جگہہ دی - اونہون نے
میرے ساتھہ نہایت ہمدردی ظاہر کی اور دوسری صبح کو روٹی اور دیگر کہانے کی چیزین
راستہ کے لیئے ساتھہ کردین - دو روز چلکر اُراتیبہ پہونچا اور ایک سراے مین فروکش ہوا
وہان کے ہندو باشندون نے آکر کہا کہ ہمارے مکان پر قیام فرمایئے وہ آپکے لیئے
زیادہ موزون ہین اور دیگر سوداگرون نے بہی جنکے پاس سرائین تہین مجھے اپنے
ہان بلایا - مین نے معافی چاہی لیکن اونہون نے اصرار کیا اس لیئے مین نے اپنے
چند ملازم اپنے عوض بہیجدیئے - میرے ایک دوست کو جو کہ سوداگر تہا جب میرے
پہونچنے کی خبر ہوئی تو وہ مجھے اپنے مکان لیجانے کے لیئے آیا اور مجبوراً مین نے اُسکی
دعوت قبول کی - مین نے اپنے چچیرے بہائیون کو لکہدیا کہ فوراً بلخ روانہ ہوجائین -
اور تاشقند مین جو ہدایتین مین نے کی تہین اونپر کاربند ہون - اُراتیبہ مین مین بارہ روز رہا اور
خلعت اور دیگر ضروری چیزین خریدکین جس مین کہ سوداگرون نے میری نہایت مدد کی -

وہان سے مین درۂ آبدی روانہ ہوا جو کہ بہت دور تک پہاڑ مین ہوکر جاتا ہے اور سمرقند
سے آنے والے اِسی راہ سے آتے ہین یہ درہ حصار اور کولاب کے نزدیک ہے اور برف کی
وجہ سے موسم سرما مین بند رہتا ہے - بدخشان جانے کیلئے مین اِس راہ سے روانہ ہوا لیکن پہاڑ
برف سے مثل بیضۂ مرغ سفید ہورہا تہا دوسرے دن وہ اس کوہ تک پہونچگئے - یہ پہاڑ اسقدر بلند
تہا کہ معلوم ہوتا تہا کہ اسکی چوٹی تک کبہی نہ پہونچ سکین گے لیکن خدا پر بہروسہ کرکے ہمنے چڑہنا
شروع کیا - جب چوٹی کے قریب پہونچے تو سردی بہت سخت تہی اور نہایت سرد ہوا چل رہی تہی
گھٹنون تک پیر برف مین تہے - گہوڑون کو ہمنے آگے رکہا اور اونکی دُمین پکڑکر چلنے لگے - تین چار میل
کی چڑہائی کے بعد میرے نوکر اور ساتہی شدت سردی سے گہبراے لیکن مینے ہمت دلاکر آگے بڑہنے
کی ترغیب دی تاہم اونمین سے بعض تو بُری طرح ٹہٹہرے ہوئے تہے مین نے اپنے موزون سوارون

دینے کے لیئے کہا۔ صرف سات مرتبہ اذان دی ہوگی کہ خدا کے فضل سے ہوا بند ہو گئی اور سردی
بہت کم ہو گئی۔ اسطرح خداوند تعالی نے ہماری خوش اعتقادی کے صلے مین ہماری جان بچا دی
گھوڑے کی دم پکڑ کر چلنے مین ایسا معلوم ہوتا تہا کہ میرے دونون شانے اوکھڑے جاتے
ہین لیکن مجبوری تہی اور اسیطرح سے جانا پڑا۔ سو ہمراہیون مین سے صرف دس میرے ساتہہ
پہاڑ کی چوٹی تک پہونچے۔ مین اتنا تہک گیا تہا کہ قدم نہین اوٹہہ سکتا تہا اسلیئے اوترتے
وقت برف پر بیٹہکر نیچے پہسل پڑا۔ میرے پانچ ساتہی مجہہ سے پہلے پہونچ گئے تہے
جب مین بہی پہونچا تو سو پہاڑی شخصون کو گاڑی لیئے ہوئے موجود پایا۔ مجہے
گرم کرنے کے لیئے اونہون نے آگ روشن کی اور اپنے گہر لے گئے اور بعضون نے
پہاڑ پر چڑہکر میرے پسماندہ ساتہیون کے لانے کے لیئے مستعدی ظاہر کی۔ طلوع
آفتاب کے قریب ہم گانون پہونچے۔ جب مین گہوڑے سے اوترا تو اس قدر تہک گیا تہا
کہ بیہوش ہو گیا۔ گانون والون نے مجہے ایک ایسے گہر مین سُلایا جو کہ آگ جلا کر پہلے
سے گرم کر لیا گیا تہا۔ غروب آفتاب تک مین سوتا رہا اور جب اوٹہا تو میرے تمام اعضا
مین شدید درد تہا اور مین نہایت مشکل سے چل سکتا تہا۔ میرے تمام ساتہی بخیریت پہونچ
گیئے تہے اسلیئے مین نے ہر گانون والے کو ایک ایک اشرفی اور اونکے ملکون کو
پانچ پانچ اشرفیان دین اور خلعت بہی دیئے جس سے وہ نہایت خوش ہوئے۔

اِس گانون مین مین دس روز ٹہہرا اور اس عرصہ مین میرے تمام ساتہی اچہے ہو گیے
مین نے دریافت کیا کہ حصار جانا ممکن ہے یا نہین لیکن یہ سنکر کہ چار پہاڑ اور پار کرنا ہونگے
مین نے سمرقند جانیکا ارادہ کیا۔ اِس راہ سے صرف ایک پہاڑ تلگار ملتا لیکن بارہ
مقام اور ایسے تہے جنکا پار کرنا نہایت مشکل تہا وہ یہ تہے۔ فنوار۔ پل خشک۔
درزمستار۔ لق لق۔ پسخندہ۔ موسن۔ جنت وغیرہ۔ جنت کی نسبت لوگ کہتے ہین

کہ پل صراط کی طرح ہے اور اس پر سے گذرنے والون کو تعر جہنم مین گرنے کا خوف ہوتا ہے
فرق ہے تو صرف اسقدر کہ جہنم مین آگ ہے اور اس مقام جنت مین برف کی کثرت ہے
الغرض ان مقامات سے بڑی مشکل سے گذر ہوا - راہ مین دو شب قریہ پنج کند مین
ٹھہرا - وہان سے قراتراش اور معنیان گیا اور دو روز وہان قیام کیا -
میرے ساتھہ ایک جھنڈا تہا جو کہ مین شاہ خواجہ احرار صاحب کے مزار مقدس سے لایا
تہا اور جسکی نسبت چند سال ہوئے مین نے ایک عجیب خواب دیکھا تہا - مین نے
دیکھا کہ خواجہ صاحب کی روح میرے پاس خواب مین آئی اور کہا "عزیز من سب سے
بڑا جھنڈا میرے مزار سے لے لے اور جب افغانستان جانے لگے تو اسکو ساتھہ لے
جانا تجھے فتح اور خوشی نصیب ہوگی" مین نے دو بکریان خدا کے نام پر ذبح کی تہین
کہ خواجہ صاحب کی روح کو ثواب پہونچے اور خداوند کریم کی درگاہ مین دعا کی تہی - اس
جھنڈے کو کھول کر مین شہر سبز روانہ ہوا اور جوز نامی گانون مین پہونچا جہانکہ گورنر نے مجھسے
ملاقات کی - اوسکے پاس میرے پہونچنے سے پیشتر شاہ بخارا کا خط آیا تہا کہ عبدالرحمن
کے ہاتھہ خورونوش کا سامان نہ فروخت کرو اسلئے کہ وہ روسی گورنمنٹ سے بھاگ کر
آیا ہے - گورنر نے میری خاطر تواضع کی لیکن کہا کہ اس بے ایمان بادشاہ نے اس قسم
کا حکم دیا ہے اسلیے آپ سے علیحدہ رہنے پر مجبور ہون - مین نے کہلا بہیجا کہ میری
فکر نہ کرو خدا میری مدد کرے گا - مین نے دیکھا کہ گانون والے بہی مجھسے بھاگتے ہین
اسلئے مین ایک مسجد مین ٹھہرا اور اپنے ساتھیون سے دریا کے کنارے رہنے کو کہا
جہنے زمین سے برف علیحدہ کی اپنے گھوڑے باندہے اور مسجد کی چھت پر چڑہکر گانون
والون سے چلا کر کہا "اے گانون والو اگر ہمارے ہاتھہ اشیاے خوردنی فروخت کرو
تو ہم ممنون ہونگے ورنہ جبراً چہین لینگے - اگر لڑنا چاہو تو ہم مستعد ہین تم بہی مسلمان ہو اور

ہم بہی مسلمان ہین کیسا اچہا ہو کہ ہم تم دوست رہین اور اپنے اور اپنے گہوڑون کیلئے سامان خرید کرین" اس کے بعد مین نے نوکرون کو حکم دیا کہ گانون مین داخل ہون - یہ دیکہتے ہی لوگ قرآن شریف لائے اور مجہسے کہا کہ لوٹ مار نہ کیجئے ہم لوگ جو آپ چاہین آپ کے ہاتہہ فروخت کرینگے شاہ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی یہ معقول وجہ ہے - وہ ہمارے لیئے کہانا لائے اور کہا کہ ہم آپ کے دادا دوست محمد خان کے خیرخواہ تہے اور نہایت خوش ہین کہ آپکی خدمت کرنے کا ہمین موقع ملا -

وہ شب نہایت آرام سے مین نے سردارون کے ساتہہ گزاری اور دوسرے دن شہر سبز روانہ ہوا - خواجہ انخانہ ہادی المومنین کا مقدس مزار اسی شہر کے نزدیک ہے مین وہان ٹہہرا اور شاہ بخارا کو لکہا -

"مین سردار عبد الرحمن عم بزرگوار کی خدمت مین گذارش پرداز ہون کہ اس مقدس مقام پر مین حاضر ہوا ہون اور افغانستان جانے کا ارادہ رکہتا ہون اگر آپ اجازت دین تو حاضر خدمت ہوکر قدمبوسی حاصل کرون اور اوسکے بعد اپنے ملک کو روانہ ہون"

دوسرے روز جواب آیا -

"برائے خدا میرے ہان نہ آؤ - مین تم سے ملاقات نہین کرسکتا"

یہ جواب پاکر مین نے خیال کیا کہ وہ اس قابل نہین ہے کہ اوسکا مُنہ دیکہا جائے اسلیے کہ وہ روسیون کا طرفدار تہا - مین یہ ارادہ کر کے روانہ ہوا کہ اولاً شہر سبز جاؤنگا لیکن بجائے اسکے یعقوب باغ گیا یہ خیال کر کے کہ دامن کوہ سے جانا بہتر ہوگا - نصف راہ طے کرنے کے بعد دو تین ہزار گائین دو رچرتی ہوئی دکہلائی دین - میرے ساتہیون نے سمجہا کہ شاہ بخارا نے لڑانے کے لیئے سوار بہیجے ہین اسلیے پیچہے پہرے اور دوسرے راستے سے شہر کی طرف چلے حالانکہ مین نہین چاہتا تہا کہ شہر کے اندر جاؤن چار میل

سے چلنے کے بعد دیکھا کہ وہی گاڑیاں ہماری طرف آرہی ہیں - ادہر شہر کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا
تاکہ مین اندر نہ جاسکون - میرے سینکڑون نوکرون اور درباریون نے جو سمرقند مین چہوٹ
گئے تھے شاہ بخارا کی ملازمت اختیار کرلی تہی اسلیئے شاہ نے خیال کیا کہ اگر مین داخل
شہر ہوا تو اونکی نوکری چہوڑ کر وہ سب مجہہ سے آملین گے - اس وجہ سے
اونہون نے مجہے تو وہان جانے سے منع کیا تہا لیکن میرے سابق ملازمین سے
کہدیا تہا کہ مین آؤنگا - یہ سنکر سب نے متفق ہوکر میری دعوت کا سامان کیا تہا - خاص
دروازہ بند پاکر مین دوسرے دروازہ پر گیا جہان کہ خوش قسمتی سے میرا ایک سابق ملازم
ملگیا جسکے ذریعے سے مین نے ایک خط اپنے اون ہمراہیون کے پاس اس مضمون کا
بہیجا کہ مین تمہارے لیئے افغانستان جانے کا منتظر ہون اگر سہ پہر تک آج نہ آؤگے
تو مین یار تیپہ کی طرف روانہ ہوجاؤنگا - وہ شخص میرا خط جنرل نظیر - قاضی جان محمد اور
دیگر سردارون کے پاس لیگیا جنہون نے کہ اوسے قید کرلیا اور میرے دوسرے ملازمون
سے جو شہر مین تھے خط کو پوشیدہ رکہا - اسلیئے مین اون کا انتظار کرکے یار تیپہ روانہ
ہوا اور تمام رات چلکر شب کے تین بجے وہان پہونچا - تین روز وہان قیام کیا اور میرے
دس ملازم جو شہر سبز سے بہاگ آئے تھے مجہہ سے ملے - اونہون نے کہا کہ میرا خط اون کے
پاس نہین پہونچا - اپنے اہلکارون کی یہ بزدلانہ حرکت سنکر مجہے نہایت افسوس ہوا -

تین دن بعد مین کلتا مینار نامی مقام کی طرف روانہ ہوا - شاہ بخارا نے یہ دیکہنے کیلیئے
کہ مین کیا کرتا ہون اور کہان جاتا ہون سو سوار میرے پیچہے روانہ کیئے تھے - جب مین
اس مقام پر قریب شام کے پہونچا تو اونہین ایک دریا کے کنارے پایا - مین نے اپنے
سوارون کو گولی چلانے کا حکم دیا جس سے دس پندرہ مارے گیئے اور زخمی ہوئے اور
باقی بہاگ گئے - اس واقعہ کے بعد مین نے فوراً آگے بڑہنا مناسب سمجہا اور تین منزلین

یعنی قرا چاہ - چلک شور آب - اور پاندہ طے کر کے آخری مقام پر چوتھے دن شب کو
سونے کے وقت پہونچا - دو اخیر قصبے حصار کے متعلق ہین دوسرے دن بالسون پہونچا
اور وہان سے سر آسیہ - یورچی اور ریگار ہو کر حصار مین داخل ہوا - معلوم ہوا کہ پسر شاہ
شہر مین تھا لیکن میرے آنے کی خبر سنکر ایک مقام پر چلا گیا جو کہ قراداغ پہاڑ پر واقع ہے
حصار مین سب سے زیادہ صاف اور عمدہ جگہہ سرائے تمسے نوشان وحقہ کشان کہے ہے
اور وہین مین فروکش ہوا - چونکہ پادشاہ اور اوسکا بیٹا میرے ساتھہ نہایت بُری طرح پیش آئے
تھے اور غربا پر بہت کچھہ ظلم کیا تھا مین نے ارادہ کیا کہ اونکے اور عمائدین شہر کے گھوڑے
چھین لون - اس غرض سے مین نے سوار عبد اللہ خان سے کہا کہ شہر کے سردارون کو لکھو
کہ تمہین اون سب سے ایک ہی وقت مین دو چار باتین خفیہ کہنا ہین اور یہ سمجھانا ہے کہ درحقیقت
اونکا پادشاہ ہم سے خوش ہے اور یہ سرد مہری محض روسیون کے دکھانے کے لئے
ہے تا کہ اونہین کسی قسم کا شبہہ نہو - سردار نے خط لکھہ بہیجا اور مین نے یہ انتظام کیا کہ
جب وہ آئینگے تو ایک پردے کے پیچھے چھپ رہونگا - سوار عبد اللہ خان پردہ ہٹا کر
مجھے سلام کریگا اور اون لوگون سے کہے گا کہ مین کون ہون - پہر اون کے گھوڑونکی لگام
پکڑ کر کہے گا کہ چونکہ آپ شاہزادہ ہین یہ سوار اپنے گھوڑے آپکی خدمت مین پیش کرتے
ہین غرضکہ جس طرح انتظام کیا تھا اوسی طرح عمل درآمد کیا گیا اور اس حکمت عملی سے چھہ گھوڑے
میرے ہاتھہ لگے - مین نے پہلے ایک خط شاہ کو لکہا جسمین کہ اون کی عنایتون اور
اونکے سوارون کے نذرانہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اگر روسی گورنمنٹ سے کبھی آپسے
بگاڑ ہوا تو کابل مین آپ کو جگہہ دون گا - اسکے بعد دریائے جیحون کی طرف روانہ ہوا -

ایک شب حصار شادمان مین قیام کیا - دوسری شب تنگی قاق مین - اور قوزقون
تیپہ ہو کر جہان کہ چھہ روز رہا خواجہ گلگون پہونچا - وہان ایک بُری قسم کے درد اعصابی مین

گرفتار ہوا لیکن خدا کے فضل سے تین دن دوا کے استعمال سے صحت ہو گئی۔

یہان مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ حسن پسر میر شاہ ۱۰ اوسکے چچا میر یوسف علی اور میر نصر اللہ نے رستاق۔ قتاغان اور بدخشان کے مساوی حصے کر لیے تھے۔ شاہزادہ حسن فیض آباد مین حکومت کرتا تہا۔ میر یوسف علی رستاق مین تہا اور میر نصر اللہ قشم مین۔ مین نے شہزادہ حسن کو خط لکہا جسمین کہ اپنے خواجہ گلگون پہونچنے کی اطلاع دی اور میر عالم نوکر کے ذریعہ سے یہ خط بہیجا۔ یہ میرے میرے خسر کا بہائی تہا۔

یہ خط بہیجکر مین سوچہ آب کی طرف روانہ ہوا۔ یہ ایک گانون دریاے جیحون کے کنارے رستاق کے مقابل واقع ہے۔ دو دن چلکر مین وہان پہونچگیا اور تیسرے دن دریا عبور کرکے شام کے وقت رستاق پہونچا۔ شہزادہ حسن کو میرا نامہ و پیام اچہا نہ معلوم ہوا میرے ملازم کو گرفتار کرلیا اور مجھے دریاے جیحون پار کرنے کی ممانعت کی اور لکہا کہ ہمنے قسم کہائی ہے کہ ہماری زمین پر اگر کسی افغان کا قدم پڑجائے تو ہم اوتنی زمین کو اور تمکو ناپاک سمجھکر باہر پہینک دینگے۔ یہ خط مجھے رستاق مین ملا تہا جسکا مین نے یہ جواب لکہا۔

"اے احمق اور احسان فراموش بزدل! مین نے تیری اور تیرے بہائیون کی مدت تک پرورش و پرداخت کی اور تیرے خاندان سے رشتہ داری کی اس خیال سے کہ ضرورت کے وقت تو کام آئیگا۔ لیکن مجھے آج اپنی غلطی معلوم ہوئی اور تیری حقیقت کہلی۔ اگر موت کا خوف ہوتا تو اتنی دور کبہی نہ آتا۔ اے نامرد! کل معلوم ہو جائیگا کہ ہم دونون مین کون زیادہ طاقتور ہے"!

اوسی شب کو شہزادہ نے ایک ہزار سوار تعینات کیے کہ مجھے دریا پار کرنے سے باز رکہین۔ جب اندہیرا ہو گیا تو میرے بیس سپاہیون نے اونپر گولی چلائی اور وہ یہ سمجھکر کہ کوئی بڑی فوج ہماری اونپر حملہ کرنے والی ہے بہاگ کہڑے ہوئے اور چہ اونمین سے

قید کر لیے گئے - میرے پاس کل سو سوار لڑنے کے لیے تھے اور دس علم بردار وغیرہ تھے اور دوسرے روز بارہ ہزار دشمن کی فوج سے مقابلہ کرنا تھا - مین جانتا تھا کہ کیسی ہی ہمت کیون نہو اتنے آدمیون کے مقابلے مین کامیابی ممکن نہین لیکن چونکہ اپنی زندگی خدا کی راہ مین وقف کر چکا تھا اور وہ سب آیتین قرآن شریف کی یاد تھین جنمین کہ خدا نے اون لوگون سے بڑی بڑی نعمتین دینے کا وعدہ فرمایا ہے جو کہ راہ حق مین جان دین میری آنکھون مین دس ہزار اور ایک لاکھ دونون یکسان تھے - خدا کی محبت میرے دل مین تھی اور مین اوسی محبت کی وجہ سے لڑ رہا تھا اور خوش تھا کہ کل اوسکی راہ مین جان دونگا - مین جانتا تھا کہ اگر اس مرتبہ بچگیا تو اہل بدخشان اور قطغان مجھے زندہ نہ چھوڑینگے اور اون سے بھی بچ گیا تو انگریزی فوج کا سامنا تھا - ان سب باتون پر غور کر کے مجھے کوئی اُمید زندگی کی نہ تھی - لیکن اگر خدا ایک ادنی اور ناچیز شخص کو بچانا چاہے تو تمام دنیا اوسکا بال بیکا نہین کر سکتی - میرا دل اتنا مضبوط تھا کہ اگر تمام دنیا کی فوجون کا مقابلہ کرنا پڑتا تو وہ میری نظر مین پیر کے نیچے کی چیونٹیان معلوم ہوتین - خدا جانتا ہے کہ مین سچ کہتا ہون - یہ بہادری نہین ہے - بلکہ صرف ایک قسم کی قلبی قوت ہے جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے - مین صاف طور پر تمام مسلمانون سے کہنا چاہتا ہون کہ مجھے کیا کچھ پیش نہ آیا لیکن میری زندگی کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ اگر تم سچے دل سے خدا کی خدمت گذاری کرو تو وہ تمہین ضرور کامیاب کرے گا - یہ اِس عقیدے کا نتیجہ ہے جو آج مین بادشاہ ہون -

دوسرے دن صبح کو خدا پر بھروسہ کر کے شہزادہ حسن کے مقابلے کیلئے روانہ ہوا بارہ میل چلنے کے بعد مین نے دشمن کی بارہ ہزار فوج دیکھی جو کہ بارہ جھنڈے لیے ہوئے میری طرف بڑھ رہی تھی - جب مجھ مین اور اُنمین ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تو مجھے یہ دیکھ کر

سخت حیرت ہوئی کہ دشمن کی فوج رفتہ رفتہ ادہر اودہر مختلف اطراف مین منتشر ہو گئی گویا کہ آسیب کا اثر تہا۔ میری سمجہ مین نہ آیا کہ یہ کیا ہوا۔ اسی درمیان مین میر بدخشان یعنی شہزادہ حسن کے چچیرے بہائی کے سوارون کا ایک دستہ دوسری جانب سے حمد و ثنا کرتا ہوا آرہا تہا۔ مین نے اپنے سوارون سے وہین ٹہرنے کو کہا اور چند سردارون کو ساتہہ لیکر اون سوارون تک گیا کہ اون کا ارادہ دریافت کرون۔ اونہون نے کہا کہ ہم عبدالرحمن کے سلام کو آئے ہین۔ مین نے کہا کہ اگر تمکو اون کی اطاعت منظور رہے تو تہوڑے سے آدمی اونکے پاس جاؤ ایکبارگی سب نہ جاؤ۔ اونہون نے چند سردار منتخب کیے اور میرے ساتہہ واپس آئے۔ اوس وقت مین نے اون سے کہا سردار عبدالرحمن مین ہی ہون۔ وہ متعجب ہوئے اور مجہے سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہین تو ہم تعاقب کر کے شہزادہ حسن کی فوج کا خاتمہ کر دین۔ مین نے کہا کہ مین مسلمانون کے قتل کرنے کے لیئے نہین آیا ہون بلکہ ایک مذہبی لڑائی کے لیے۔ مین نے اونہین یقین دلایا کہ اگر وہ بہاگتے ہوئے سوار مجہہ سے ملجائین تو اون سب کو ساتہہ لیکر مین انگریزون سے جا کر لڑون۔

مین رستاق مین داخل ہوا اور شہر کے باہر چیر کے قلعہ مین مقیم ہوا۔ سردار مجہہ سے ملنے کے لیے آئے اور تحائف لائے اور اپنی ہواخواہی کا یقین دلایا۔ مین نے اونہین خلعت عطا کیئے اور وہ میری وفادار رعایا بنگئے۔ ایک عقلمند آدمی سمجہیگا کہ بیس ہزار آدمیون کے دل مین نے ایک دن مین کس طرح مسخر کر لیئے اور وجہ اسکی صرف یہ ہے آدمیون کے دل خدا کے ہاتہہ مین ہین اوس نے اوس روز اونہین میری طرف پہیر دیا۔

وہان کے سردارون اور عام لوگون کے جرگے تحائف لیکر آئے۔ مین نے حکم دیا کہ دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کرین اور زیر کمان میر بابا جان فیض آباد وبہیجدین۔

اس حکم کی تعمیل کی گئی اور فوج کے ہمراہ وہی پیغامبر گیا جسے شہزادہ حسن نے قید کر لیا تھا
مین نے ایک خط اوسے دیا جسکا یہ مضمون تھا۔

"اے مسلمانو! مین افغانون سے لڑنے نہین آیا ہون وہ مسلمان ہین - بلکہ غزا کرنے کیلئے
اس لیئے ضرور ہے کہ تم سب میرے احکام کی تعمیل کرو اور یہی خدا اور رسول کے احکام ہین ہم سب
خدا کے بندے ہین لیکن غزا ہم سب کا فرض ہے"

مین نے اس خط پر دستخط کیئے "ایک مسلمان" اور خیال کیا کہ وہ لوگ ضرور میرا
ساتھ دینگے - یہ خط تمام باشندون کے نام تھا - ایک اور خط مین نے سردارون اور میرون
کے نام لکھا اور میر بابا کے حوالہ کیا مضمون یہ تھا۔

"میر شہزادہ حسن و سرداران و رعایائے فیض آباد! تمہین اطلاع دیتا ہون کہ تمہارے ملک کو
انگریزون کے پنجے سے چھڑانے کے لیئے مین یہان آیا ہون - اگر صلح و آشتی سے یہ کام ہو جائے
تو بہتر ہے ورنہ ہمین لڑنا پڑیگا - تم سب امیر ہو اسلئے نہین چاہیئے کہ مسلمانون کا ملک فرنگیون کے
ہاتھ مین جائے - ہمارے ملک کے ساتھ ہماری عزت و آبرو بھی جاتی رہیگی اور دنیا سمجھیگی کہ میرون مین
شرم و حیا نہین ہے کہ اپنی نا اتفاقی کی وجہ سے اپنا ملک و دین ہاتھ سے کھویا - میری
صلاح سنو! اگر تم نہ مانو گے تو میرا فرض ہوگا کہ تم پر بھی غزا کرون جسطرح کہ بیدینون پر دونون باتون
مین سے ایک بات کرو - یا تو خدا اور اوسکے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حمایت
کرو یا لڑائی کے لیئے تیار ہو جاؤ"

میرے خطوط پڑھکر سردار اور عام لوگ سب اپنے میر کے پاس گیئے اور کہا کہ
مناسب ہے کہ سردار عبدالرحمن خان کی اطاعت قبول کرلین اور اپنے ملک کو بیدینون کے
ہاتھ مین جانے سے بچائین لیکن میر نے کہا کہ مین کشمیر کے سکھون کا دوست ہون بجائے
اسکے کہ ایک مسلمان کی تابعداری اختیار کرون کشمیر چلا جاؤن گا - اوسکے سردارون نے

جواب دیا کہ اگر ہمین معلوم ہوتا کہ آپ ہندؤن کے پیرو ہین تو کبھی آپکو میر نہ بنایا ہوتا بہتر ہے
کہ جسقدر جلد ہو سکے آپ چلے جائین - غرضکہ وہ احمق چترال اور لداخ کی راہ سے
کشمیر گیا اور اپنے اہل و عیال کو بھی ہمراہ لے گیا - لیکن بہت جلد مر گیا اور اوسکے بال
بچون کا کوئی ذریعہ معاش نہ رہا - اوہر اوسکی رعایا نے میری اطاعت قبول کر لی -

چند روز بعد مین نے میر سلطان مراد میر قتغان کو لکہا کہ مین افغانستان کو انگریزون
کے قبضہ سے نکالنے کے لیئے آیا ہون آپ مجھے اپنے ملک سے ہو کر جانے
کی اجازت دین اور فوج اور زر سے میری امداد کرین - جواب آیا -

"ہم چانگریزون سے لڑنے یا اونکے ناراض کرنے کی طاقت نہین ہے - اسلیئے تمکو اجازت
نہین دیسکتے کہ ہمارے ملک سے گذر کرو"

مین نے اس کا جواب دیا کہ کافرون سے تم ملگئے ہو تم پر بھی مین غزا کرونگا - سکا
کوئی اثر نہین ہوا اسلیئے بلخ کی فوج کو ایک ہزار مختصر خط مینے اس مضمون کے لکھے -

"اے افغانان! مطلع ہو کہ مین بلخ آرہا ہون اور اس وقت رستاق مین ہون - لیکن تمہارا
میر سلطان مراد جب مین آؤنگا تو تمہین مجھ سے نہ ملنے دیگا"

یہ خطوط ایک شخص کو فقیر کا بہیس بدلوا کر دیئے اور اوس سے کہا کہ مسجدون -
سڑکون اور چہاونیون مین اونہین ڈالدے لوگ اوٹھا لینگے اور میر سلطان کی نگرانی کرینگے -

اب بدخشان کا حال سنیئے - جیسا کہ پہلے کہہ آیا ہون اپنے چچیرے بہائی سردار
سرور خان اور سردار اسحاق خان کو مین نے سفر کا خرچ - ساٹھ بندوقین اور بارہ ہزار
کارتوس دیئے تھے اور ترکمانون کے نام خط دیکر ہدایت کی تھی کہ سمرقند چھوڑکر ترکستان چلے جائین -

اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ غلام حیدر خان نامی وردک قبیلہ کا ایک شخص تھا
جو کہ امیر شیر علی خان کی فوج مین ترقی پاکر کرنل ہو گیا تھا - ور جب سردار یعقوب خان نے بہیجے

تو وہ اسی عہدہ پر تہا - جب سردار یعقوب خان نے سرنوی کا وزیری کا انگریزون کی
جانب سے کابل مین ریزیڈنٹ رہنا منظور کیا تو غلام حیدر خان کو بلخ کا وائسراے مقرر
کیا - اور اس غلام حیدر نے بحیثیت وائسراے ایک شخص قادر خان قزلباش کو
گورنر شبرغان - غلام معز الدین خان ناصری کو گورنر سرپل اور محمد سرور خان کو گورنر آقچہ مقرر کیا -
جب میرے بہائی سرور خان - اسحاق خان - اور عبد القدوس خان ترکستان
پہونچے تو غلام حیدر خان نے دو تین ہزار قزلباشی سوار اونکی گرفتاری کے لیئے بہیجدیئے
اور وہان کے باشندون سے پوشیدہ رکہا - میرے بہائیون کو وقت پر اسکی خبر
ہوگئی اور چونکہ لڑ نہین سکتے تہے بلخ کی راہ چہوڑکر شبرغان کی طرف گیئے اور گورنر کو
مطلع کیا - یہ گورنر بہی قزلباش تہا - ممکن ہے کہ گورنر نے امداد کی کچہ اُمید دلائی ہوا سلیئے
کہ جب وہ شبرغان پہونچے تو رات زیادہ گئی تہی - تاہم سرور خان نے شہر مین جا کر گورنر
سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا - بہائیون نے اس حماقت سے روکا لیکن اونہون نے اپنے
ایک نوکر کی صلاح پر عمل کیا اور کہا کہ مجہے جانے دو ورنہ تم پر گولی چلاؤن گا - اس نوکر کا
نام شربت علی تہا اور وہ خوست کا رہنے والا تہا - الغرض سرور خان اس نوکر کے ہمراہ قلعہ
کی طرف روانہ ہوئے - شہر کے دروازہ پر پہونچکر دستک دی اور پہرہ والون کے سوال جواب
مین کہا کہ ہم جنرل غلام حیدر خان کا خط گورنر شہر کے نام لائے ہین یہ سنکر وہ فوراً اندر داخل
کر لیئے گئے لیکن پہرہ والون نے سرور خان کو پہچان لیا - اور پوچہا کہ تمہاری اصل غرض
شہر مین آنے سے کیا ہے - اونکی کیفیت سنکر پہرہ والون نے کہا کہ واپس جاؤ نہین تو
گورنر قید کر لیگا کل سوار لیکر آنا تمام اہل شہر تمہاری اطاعت قبول کر لین گے - چونکہ سرور خان
کو معلوم تہا کہ عبد الرحمن خان بدخشان سے چکا ہی پہرہ والون کی صلاح نہ مانی اور کہا کہ خود گورنر نے
بلایا ہے - دیکہتے ہی قدمبوس ہوگا اور اطاعت کرے گا - القصہ گورنر تک پہونچے اوس نے

فوراً ہاتہہ پیر بند ہوا اوسنے اور ایک کرنل اور سواروں کی نگرانی مین خاموشی کیساتہہ دشت ارغندہ کی راہ سے غلام حیدر خان کے پاس مزار شریف بہیجدیا۔ طلوع آفتاب کے قریب اوس بدقسمت قیدی کو لیکر وہ دادی پہونچے اور غلام حیدر خان کے پاس ایک شخص کو اطلاع کیلئے بہیجا غلام حیدر نے اپنے سرداروں اور صلاح کاروں سے مشورہ لیا اور سب کی یہی رائے ہوئی کہ بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ سرور خان کو اس دنیا سے نیست ونابود کردیا جائے تاکہ پہاڑی قبیلے اور ازبک اوسکے شیرغان آنے کی خبر سنکر بغاوت نکرین۔ غلام حیدر نے اپنے وزیر رضوان اور ایک اور درباری غلام معزالدین نامی کو سردار کے قتل کرنے کے لئے مقرر کیا ان دونون نے تعمیل حکم کی اور ایک دیوار کے نیچے وہ وادی مین لاش کو دفن کردیا اور پہر لوٹکر غلام حیدر کے پاس آگئے۔

اودہر عبدالقدوس خان اور اسحاق خان نے جب اپنے بہائی کی کوئی خبر نپائی تو میمنہ چلے گئے والی میمنہ دلاور خان نے اپنی ترکمان رعایا کو حکم دیا کہ اونہین گرفتار کرکے اوسکے پاس بہیجدین۔ لوگون نے انکار کیا اور کہا یہ عبدالرحمن خان کے بہائی ہین اونکے لئے ہم جان دینے کو مستعد ہین اور دو ہزار خاندان دونون بہائیون سے آملے لیکن گورنر کو اونکے قید کرنے کی فکر تہی اسلئے دہوکا دیکر اونہین ہرات بہیجدیا جہان محمد ایوب خان مقیم تہا اور اوسنے بہی اونہین گرفتار کرنا چاہا۔

غلام حیدر نے سرور خان کا سر پاکر سلطان مراد کو لکہا کہ فوج نے سرور خان کو قتل کرڈالا ہے اور اُمید ہے کہ عبدالرحمن خان کے ساتہہ بہی یا تو یہی سلوک کیا جائیگا یا اوسے قید کرکے آپکے پاس بہیجدونگا۔ سلطان مراد نے جواب دیا کہ عبدالرحمن خان تک تمہاری رسائی نہین ہوسکتی کیونکہ وہ بدخشان مین ہے۔

پہلے لکہہ چکا ہون کہ میر بابا کو مین نے فیض آباد بہیجا تہا چند روز بعد مین نے اوسی لکہا

کہ فوج لیکر رستاق واپس آؤ تاکہ دونون فوجین لیکر میر بابا سے قتاغان پر غزا کی جائے اسلیئے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ مسلمان دنیا مین کسی قسم کی ترقی کرین - میر بابا نے لکھا کہ بہتر ہوگا کہ آپ بھی فیض آباد تشریف لائین تاکہ لوگ آپکو دیکھین اسکے بعد قتاغان جائینگا مین فوراً روانہ ہوگیا اور میر محمد عمر کو جسے کہ رستاق کا گورنر مقرر کیا تھا معہ چند سرداروں اور دو ہزار سواروں کے اپنے ہمراہ لیا - آرگو نامی مقام پر پہونچکر ہمنے قیام کیا - شب کو میرے چاء پلانے والے نے مجھے جگایا اور کہا کہ ایک نیم برہنہ شخص جو کہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے - مین نے اوسے اندر آنے کی اجازت دی اور اوس نے ایک خط مجھے دیا جسکا مضمون یہ تھا -

"مین اس خط کا لکھنے والا ایک افغان سوداگر ہون - مین نے سنا ہے کہ میر بابا خان نے چند سرداران بدخشان اور اپنے وزیر سے مشورہ کرکے یہ ارادہ کیا ہے کہ آپکو گرفتار کرکے انگریزون کے حوالہ کردے - اسکے بعد بدخشان کی حکومت اونکے خاندان مین آجائیگی - براے خدا فیض آباد نہ آئیے "

وہ شب مین نے نہایت بیقراری سے گذاری - تمام رات مختلف تدبیرین سوچتا رہا صبح کو محمد عمر اور دیگر سرداران رستاق کو بلایا اور اون سے راے لی - سب نے خط پڑھکر کہا کہ میر بابا نہایت ناسپاس اور بزدل شخص ہے اوس سے بعید نہین کہ جو کچھ اس سوداگر نے لکھا ہے صحیح ہو - محمد عمر نے کہا کہ مین ہمیشہ سے میر بابا کا دشمن ہون اسلیئے فیض آباد نہ جاؤنگا - مین نے کہا کہ اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو جاؤ لیکن مین آگے بڑھونگا میر سے مجھے کوئی خوف نہین ہے - مین نے اوسے اجازت دی کہ اپنے سوار لے جائے اور رستاق کو حملہ سے محفوظ رکھے - ساتھ ہی مین نے سردار عبد اللہ خان کو بھی اوسکے ہمراہ کردیا کہ اُسکی نگرانی کرے اور وہان کے حالات سے مجھے مطلع کرتا رہے - اسکے بعد

خدا پر بھروسہ کر کے آگے بڑہا۔ چند میل چلنے کے بعد ہم ایک پہاڑی پر پہونچے جو کہ زرکان کہلاتی ہے اور دیکھا کہ چہہ ہزار سوار میر بابا کے ماتحت ہماری طرف آرہے ہین۔ مین نے اپنے سوارون کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور کہا کہ مین آگے بڑہتا ہون اگر تم دیکھو کہ سوار میرے خلاف ہین تو گولی چلانا۔ یہ کہکر مین آگے بڑہا اور دیکھا کہ سوارون نے میری نہایت تعظیم وتکریم کی اسپر مین نے اپنے سوارون کو بھی اشارہ کیا کہ آکر ملجائین۔ فیض آباد کے سوارون سے مین نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ چونکہ مین نے سنا ہے کہ تم لوگ نہایت اچھے سوار ہو مین چاہتا ہون کہ گھوڑے دوڑاؤ۔ اونہون نے گھوڑ دوڑ شروع کر دی اور مین نے اپنے سوارون سے پشتو مین کہا کہ میر کو گھیر لین۔ اس طریقے سے ہم آگے بڑہے یعنی یہ کہ میر ہمارے بیچ مین تہے یہانتک کہ فیض آباد پہونچ گئے۔ وہان پہونچتے ہی مین نے اپنے ساتہیون کو قلعہ پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا اور تیس سوار پہرہ کے لئے دروازے پر مقرر کئے۔

تین روز بعد غلام حیدر خان کا خط آیا کہ ابھی تک عبدالرحمن خان کو گرفتار کر کے کیون نہین بھیجا۔ ساتہہ ہی شاہ بخارا کا بھی خط معہ خلعت اور چار گھوڑے اور طلائی ساز کے آیا۔ اسمین لکھا تہا کہ جنرل غلام حیدر ہمارے خیرخواہ ہین اور یہ ملک ہمکو دینے کا وعدہ کیا ہے اِس لیئے تمکو چاہیے کہ عبدالرحمن خان کو فوراً گرفتار کرلو۔ اوسمین یہ بھی تہا کہ عبدالرحمن خان روس سے بھاگ کر آیا ہے اسلیئے جو کوئی اوسے مارڈالے اوسکو کوئی سزا نہ دیجائیگی۔ میر بابا نے جو کہ خدا کا قائل نہ تہا اور صرف اہل دول اور اونکی دولت کا مرید تہا بدخشان کے لوگون کو مجھ سے بہکانا شروع کیا۔ ایک روز میرے پاس آیا اور کہا کہ آج کل تیتر بہت ہین چلیئے شکار کھیلین۔ مین نے منظور کر لیا اور پوچھا کہ جیسا کہ تم نے کہا تہا فوج کب تک واپس جانے کے لیے تیار ہو جائیگی۔ اوس نے

کہا کہ بیس ہزار اشرفیان دیجئے تاکہ مین لوگون کو رشوت دیکر راضی کرون - مین نے جواب
دیا کہ انگریزون سے جو لڑائی ہوگی اوسکے اخراجات کے لیئے مین روپیہ جمع کر رہا ہون اور
نہین چاہتا کہ رشوت دیکر اپنی فوج مین سوار داخل کرون خصوصاً جبکہ میرے پاس دس ہزار
قتاغانی اور دس ہزار رستاقی سپاہی موجود ہین اور امید ہے کہ کابل پہونچتے ہی ہزارون
افغان اور آکر ملجائینگے حقیقت یہ ہے کہ اِس احمق نے سمجھا تھا کہ جو بکس میرے پاس
ہین اونمین اشرفیان ہین حالانکہ میرے پاس کل ایک ہزار اشرفیان تہین اور اون
صندوقون مین کارتوس تہے - جب شکار کا بندوبست ہم کر چکے تو بدخشان کے چند
لوگون نے مجھے خبر دی کہ میر دغابازی کریگا اور اپنے سردارون اور وزیر کے ساتھ اوسنے
انتظام کیا ہے کہ مجھے گرفتار کرکے دوسرے روز قتل کردین - یہ سنکر مین نے اپنے
تیس سوارون کو حکم دیا کہ میرے ساتھ شکار مین جائین اور میر بابا کو دیکھتے رہین - گولی
چلانے کے لیئے تیار رہین لیکن اوس وقت تک ایسا نکرین جب تک کہ مین اپنی
بندوق میر کی طرف نہ پہیرون - یہ ہدایت کرکے مین میر کے ساتھ پہاڑون کیطرف
روانہ ہوا - دامنِ کوہ مین پہونچکر مین نے دیکھا کہ پانچ سو مسلح سوار ہم سے آکر ملے
میر کے خدمتگار بہی بالکل جنگ کے لیئے مسلح تہے - میر میری بائین جانب
تہا میں نہ پاکر مین نے اوس سے کہا کہ جب بدخشان سے روانہ ہوا تو مین نے
سنا تہا کہ تمہارا ارادہ ہے کہ مجھے گرفتار کرکے انگریزون کے پاس بہیجدو اور
اسطرح سرخروئی حاصل کرو - اگر یہ صحیح ہے تو ایسا موقعہ پہر ہاتہہ نہ آئیگا
یہ کہکر مین نے بندوق کا رخ میر کے سینہ کی طرف کیا اور اسے دیکھتے ہی بیس سوار
اوسکے سوارون کی طرف مخاطب ہوئے - وہ ڈر گیئے اور چلا کر کہا کہ ہمین نہ مارو
ہم میر کے طرفدار نہین ہین - خود تمہین نے اوسے ہمارا سردار مقرر کیا تہا میر بابا کے

ساتھہ اون کا یہ برتاؤ دیکھکر مین نے اور کچھہ نہ کیا اور ہم واپس آ گئے - تین دن بعد مین نے ایشان عزیز رستاق کے ایک سردار کو میر بابا کے پاس بھیجا کہ آج شام کا کھانا میرے ساتھہ کھانا - میر بابا آیا لیکن تین سو مسلح جوان ہمراہ لایا میرے سپاہیون نے روکا کہ اتنے آدمیون کے اندر لیجانے کی کوئی ضرورت نہین ہے صرف تیس شخص لیجاؤ میر کو اتنا غصہ آیا کہ افغانون کو گالیان دین اور اپنے سوارون کو حکم دیا کہ بزور قلعہ پر قبضہ کرلین - اور بگلچی کو حکم دیا کہ گولی چلانے کے لیئے بگل بجائے قلعہ کے پہلے دروازہ پر اونھون نے قبضہ کرلیا - لیکن میرے پہرے کے سپاہیون نے جلدی سے پیچھے ہٹکر اندر کا دروازہ بند کردیا - ایک نوکر دوڑکر آیا اور مجھسے کہا کہ ہم تباہ ہوگیئے -

مین ایک ڈھیلا پیراہن پہنے اور کمر کھولے بیٹھا ہوا تھا لیکن جیب مین شش نالی تمنچہ تھا - فوراً کھڑا ہوگیا اور اپنے آدمی لیکر دروازہ پر گیا دیکھا کہ پانچ ہزار مسلح سپاہی باہر ہین - اپنے نوکرون سے مین نے کہدیا کہ اتنے آدمیون سے لڑنا ناممکن ہے اسلیئے مین تنہا باہر جاکر بھیڑ مین ملا جاتا ہون تاکہ لوگ مجھے نہ پہچانین اگر شناخت ہونیکے پہلے میر کی گردن ہاتھہ مین آگئی تو سمجھو کہ بچگئے لیکن اگر مارا گیا تو تمھین خدا کے سپرد کرتا ہون دل چاہے لڑنا یا نہ لڑنا - یہ کہکر مین باہر نکل گیا اور تمنچہ اوورکوٹ کی آستین مین پوشیدہ رکھا -

خوش قسمتی سے مجھے کسی نے نہ پہچانا اور سب آدمیون مین سے ہوکر مین میر کے قریب پہونچگیا پیچھے سے اوسکی گردن پکڑکر اپنا تمنچہ اوسکی کنپٹی پر جمادیا اور کہا "اب کیا کہتے ہو یہی وہ افغان ہے جسے تم سخت و سست کہہ رہے تھے تلوار ڈالدو ورنہ تمنچہ چھوڑتا ہون" میر بابا چلا اوٹھا اور گرگڑایا کہ تمنچہ ہٹا لیجئے مین تلوار

پہینک دونگا لیکن مین نے اوسکی گردن اوس زور سے مروڑی یہانتک کہ اوس نے تلوار ڈالدی - پہر مین نے کہا کہ اپنے سپاہیون کو قلعہ سے باہر آنے کا حکم دو - اوس نے یہ بہی کیا اور مین نے اپنے آدمیون سے پشتو مین کہا کہ قلعے کے باہر کے دروازہ پر قبضہ کرلین - مین نے میر سے کہا کہ مین نے تو تمہاری دوستانہ دعوت کی تہی ایسی بے ایمانی کیون کی ؟ پہر اہل بدخشان سے مخاطب ہو کر کہا تم میری طرف سے لڑوگے یا اس تلوار کے واسطے جو کہ ہاتہہ بہی نہین ہلا سکتا ؟ لوگون نے اپنے میر کی حالت ایسی نازک دیکہکر کہا "ہم آپکی طرف سے" یہ سنکر مین نے اونہین اپنے گہر واپس جانیکا حکم دیا - جب وہ چلے گئے تو دس سوارون کے ساتہہ مین میر کو اوسکے گہر لیگیا اور اوسکی بی بی اور بچون سے کہا کہ مجہے کہانا کہلاؤ - دوسرے دن صبح مین قلعہ واپس آیا اور خدا کی درگاہ مین اپنی سلامتی جان کا شکریہ ادا کیا اور اطمینان کے ساتہہ آرام کیا -

اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا بہی ضرور ہے کہ میر بابا اور میر محمد عمر مین سخت دشمنی تہی - مین نے اونہین صلح کرانے کی بہت کوششین کین اور آخرش مجہے کامیابی ہوئی - میر محمد عمر چار ہزار سوار لیکر فیض آباد آیا اور شہر کے باہر جوزن نامی مقام پر خیمہ زن ہوا - میرے پاس ایک خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ملاپ کی خوشی اور ثبوت مین وہ ایک دوسرے کو خلعت دینا چاہتے تہے اور مجہے بہی اس تقریب مین شریک کرنا چاہتے تہے مین نے منظور کیا اور دونون میر کے درمیان بیٹہا - میرے سامنے چینی کا ایک بڑا ٹکڑا اور مٹہائی کے خوان تہے - جب دونون ایک دوسرے کو خلعت پہنا چکے اور دوستی کے عہد و پیمان ہوئے تو میر بابا نے مجہہ سے طنزاً کہا -

"چونکہ ہم دونون بہائی اب ملگئے ہین اسلئے اس چینی کے بڑے ٹکڑے کو تقسیم کرتے ہین" مین سمجہہ گیا کہ میری طرف اشارہ ہے اسلئے مین نے کہا "تمہین بہت دقت

ہوگی ہے اور حکم دیا کہ چینی کے ٹکڑے کو اوٹھا لیجائین - اسکے چند گھنٹے بعد مین اون سے
رخصت ہوا لیکن مجھے فکر پیدا ہوگئی کہ مبادا وہ پھر میرے ساتھہ کوئی چال چلین - مین روز
وہان ست چلنے کے لیے زور دیتا تھا اور وہ برابر کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتے ستھے -

اسی درمیان مین جو رقعے کہ مین نے بلخ مین تقسیم کرائے تھے وہ فوجی افسرون کے
ہاتھہ لگے - اونہون نے غلام حیدر کو لکہا کہ ہم میر سلطان مراد پر غزا کرنے کے مشتاق ہین
اسلئے کہ وہ انگریزون کا دوست ہے - غلام حیدر نے سوچا کہ میر سلطان کے ملک
پر قبضہ کرنیکا اچھا موقعہ ہے علاوہ اسکے اوسے خیال ہوا کہ مین قریب ہی ہون شاید یہ
سمجھکر ڈر جاؤن کہ فوج میری طرف آرہی ہے اور لوگ بھی دیکھکر شاید مجھے قید کرلین - الغرض
اوس نے اپنے بھتیجے کو پانچ پلٹنین - بارہ سو سوار اور پانچ باتریان توپخانہ کی دیکر سلطان مراد
سے لڑنے کو بھیجا - طالقان پہونچکر سوارون نے کہنا شروع کیا کہ میر کو سزا دینی چاہیئے
کہ اوس نے عبدالرحمن خان کے ساتھہ شریک ہو کر غزا کرنے سے اونہین باز رکہا تھا یہ
خبر پاکر سلطان مراد نے میر بابا اور محمد عمر کو لکہا کہ عبدالرحمن خان کو زیادہ ساتھہ نہ رکھو ورنہ فوج
تم سے اور مجھسے ایک روز بدلا لیگی - اس خط کا مجھے علم نہ تھا لیکن میرے پاس بھی
ایک خط اوسکا آیا جسمین اوس نے مجھے قتاغان بلایا اور کہا کہ مین آپ کی قدمبوسی حاصل
کرنیکا نہایت مشتاق ہون - مجھے یہ خط پاکر نہایت تعجب ہوا اسلیئے کہ پہلے خط کی
مجھے مطلق خبر نہ تھی اور خیال کیا کہ جب کہ میر سلطان نے شروع مین مجھسے ملنے سے
انکار کیا تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایکبارگی اسطرح بدل گیا اور میری دعوت کرتا ہے - قاصد نے
یہ دیکھکر کہ مجھے شبہ ہوگیا ہے کل کیفیت بیان کردی جو کہ اوپر تحریر کرچکا ہون - مین نے
جواب دیا کہ ہم کل روانہ ہونگے - محمد عمر نے میرے ساتھہ چلنے کی تیاری کی لیکن میر بابا نے
کہا کہ پیچھے آؤنگا - مین نے اوسکو حکم دیا کہ پچاس بندوقین اور پچاس گھوڑے سازوسامان

سے درست اون پچاس افغانون کے ساتھہ لائے جنکو مین نے قید سے رہا کیا تہا۔ دو روز بعد مین روانہ ہوا اور بدخشان کے شہر قشم کی راہ مین ایک قلعہ کہنہ قلعہ جعفر کے نام سے تہا وہان فروکش ہوا۔ باوجودیکہ سلطان مراد کے قاصد نے اصرار کیا کہ پہلے چلئے لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میر بابا اور رستاق کے سوار مجہسے نہ آملین مین آگے نہ بڑہونگا۔ میری خواہش تہی کہ اتنی دیر ہو جائے کہ میر سلطان کو میرے ٹھہرانے کی پوری سزا ملجائے۔

چھہ دن بعد مجہے خبر ملی کہ فوج بلخ نے سلطان مراد کو شکست دی اور وہ اپنے اہل وعیال اور رسالۂ میر کولاب کو لیکر بہاگ گیا۔ بہت جلد یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ وہ ہماری طرف بہاگے تہے اور ہم سے بہت نزدیک تہے۔ یہ سنکر مینے عبداللہ خان کو حکم دیا کہ چالیس سوار ون کے ساتھہ جا کر میری طرف سے اون کا استقبال کرین۔ جب وہ پہونچے تو مین نے یہ کہکر اونکی تشفی کی کہ کسی قسم کا نقصان تمہین نہ پہونچاؤن گا اور مہربانی سے پیش آؤن گا بشرطیکہ وفاداری سے میری خدمت کرو۔ سلطان مراد سے مین نے وعدہ کیا کہ جب کبہی میری حکومت ہوئی تو قتغان کا حاکم تمکو مقرر کرون گا اور عبداللہ خان اور چہہ سو سوارون کو اوسکے ساتھہ بہیجا کہ طالقان جا کر لوگون کی دلجمعی کرین۔ اسکے بعد مین بہی فوراً روانہ ہوگیا اور دو روز مین طالقان پہونچگیا۔

جسوقت کہ ادھر یہ واقعات پیش آرہے تھے غلام حیدر خان فوج بلخ کے دوسرے حصہ سے جنگ آزمائی کر رہا تھا اسلیئے کہ سردار سرور خان کے قتل کی وجہ سے فوج نے بغاوت کی تھی - غلام حیدر خان تین باتریان توپخانہ کی - تین ہزار سوار اور ایک ہزار ملیشیا پیدلون کے ساتھ تختہ پل چلا گیا تھا اور باغیون نے وہان کے قلعہ مین پناہ لی تھی - یہ قلعہ میرے والد اور میر دوست محمد خان نے پانچ سال مین تعمیر کرایا تھا - مجھے ابتک یاد ہے کہ جب مین بارہ برس کا تھا تو اس قلعہ کا اکثر ذکر ہوا کرتا تھا اور اب میری عمر تینتالیس سال کی ہے - مجھے اوسوقت کی گفتگو اس طرح یاد ہے کہ گویا کل ہی بات چیت ہوئی تھی - شاہی خاندان کابل کی حفاظت کے لیئے یہ قلعہ بنا تھا ایسے موقعہ کے لیئے کہ اگر کابل ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے اور کسی بیرونی سلطنت سے بچنے کی ضرورت ہو تو اوس مین پناہ لین اور اسلیئے وہ نہایت عمدہ اور مضبوط تعمیر کیا گیا تھا - غلام حیدر نے اس قلعہ کے باہر پہونچکر باغیون پر گولیان چلائین لیکن بہت دیر تک لڑائی کے بعد جس مین کہ دونون فوجین برابر رہین باغیون نے بآواز بلند کہا "ہم باغی نہین ہین - بلکہ غلام حیدر اور قزلباشون سے اسلیئے لڑ رہے ہین کہ اونہون نے تمہارے اور ہمارے بادشاہ کے فرزند کو بمقام وہ وادی قتل کرایا - ہمکو اپنے شاہی خاندان کی وفاداری کرنا چاہیئے" یہ سنکر غلام حیدر کی فوج نے لڑائی موقوف کردی اور خود غلام حیدر اور

قزلباشون پر حملہ کیا جو کہ دو سو باڈی گارڈ کے ساتھ مزار شریف کی طرف بھاگ گے ۔ اور فوج نے اس ثابت قدمی سے اون کا تعاقب کیا کہ مجبور ہو کر اونہین دریاے جیحون اور دریاے آبدہ پار کر کے بخارا فرار ہونا پڑا اور تمام مال و متاع اور اہل و عیال پیچھے چھوڑ گئے فوج نے مال خوب لوٹا اور اونکے خاندانکے لوگون کو قید کر لیا ۔ میرے دو افسرون کو بھی باغیون نے رہا کر دیا اور اونہین اپنا افسر مقرر کیا ۔ تاشقرغان ۔ قتاغان ۔ شبرغان سرپل اور آقچہ کی فوجون کو بھی یہ حالات جلد معلوم ہو گئے اور اُنھون نے غلام حیدر کے مقرر کیئے ہوئے افسرون کو گرفتار کر لیا ۔ اسی زمانہ مین مین چھہ ہزار رستاقی اور دو ہزار قشمی سوارون کے ہمراہ طالقان پہونچا ۔ جبکہ غلام حیدر کے بھتیجے اور جنرلون پر قندز کی فوج نے حملہ کیا تو اہلکار بھاگ گیئے لیکن غلام حیدر کے بھتیجے نے فوج کے قہر سے بچنے کیلئے خودکشی کی ۔ اس کے بعد تمام فوجین آئین اور مجھے سلام کیا ۔ مین نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بعد حمد کہا " اے خدا تجھہ مین قدرت ہے کہ ملک کو بے دینون کے قبضہ سے نجات دے ۔ تجھہ مین طاقت ہے کہ جو اونکی سازش مین ہین اونکو سزا دے اور اہل اسلام کی مدد کرے ۔ اے قادر مطلق سب طاقت تیرے ہی ہاتھہ مین ہے " جبکہ فوجین مجھسے مل گئین تو مین نے سردار عبد اللہ خان کو خطوط دیکر فوج قندز کے پاس بھیجا کہ اونکی وفاداری کا شکریہ ادا کرین اور کہلا بھیجا کہ مین تم سب کو اپنے دینی بھائی اور ایک ہی جسم کے اعضا سمجھتا ہون ۔ جب تک تم سے ملاقات ہو سردار عبد اللہ خان کو تمھاری خیر و عافیت دریافت کرنے اور اپنے بخیریت پہونچنے کی خبر دینے کو بھیجتا ہون اس لیئے کہ رسد اور روپیہ کا سامان کرنے کے لیئے یہان چند روز قیام کرنا ضروری ہے ۔

مین طالقان مین رہا اور سردار عبد اللہ خان خط لیکر دریاے قندز عبور کر کے دوسری جانب

گئے - فوج میرا خط پاکر نہایت خوش ہوئی - اپنی قیام گاہ مین روشنی کی - آتشبازی چھوڑی اور اس خوشی مین دعوتین کین - ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بھیجا اور اونکی روح پاک کے توسل سے خداوند کریم کی درگاہ مین دعا مانگی کہ انگریزون کے ہاتھ سے مسلمانانِ افغانستان کو نجات دے اور یا تو ہمین اون پر فتح دے یا اونکے دل ہماری طرف پھیر دے - میرے پاس سپاہیون کا ایک خط آیا جسمین کہ میرے بخیریت پہونچنے پر اونھون نے مبارکباد دی اور کہا کہ ہمین یقین ہے کہ خدا ہمارا مددگار ہے اور آپکو ہماری طرف اسلیئے بھیجا ہے کہ کسی دوسرے سرپرست کی پائمالی سے ہمین بچائے - مین نے خدا کا شکر کیا کہ اسنے دلون کو اوسنے میری طرف پھیر دیا -

میر بابا خان میر فیض آباد کے آنے کا دو روز مین نے انتظار کیا اور جب وہ نہین آیا تو مین نے اوسے خط لکھا اور اوس سے نہ آنے کا سبب پوچھا - اوس نے جواب دیا کہ میرے آنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اسلیئے کہ تمام فوج آپکے تابع ہو چکی ہے مین نے لکھا کہ تم ضرور آؤ ورنہ مین خود آتا ہون - اوس نے اپنے مشیرکارون سے صلاح لی سب نے راے دی کہ جانا چاہیئے ورنہ عبدالرحمن خان نے فوج بھیجدی تو پوری تباہی ہے - اون کی صلاح پر اوس نے عمل کیا اور چھہ ہزار فوج کے ساتھہ میرے پاس طالقان آگیا -

دوسرے دن مین نے میر بابا میر محمد عمر اور میر سلطان مراد کو معہ اپنے سردارون کے دربار مین حاضر ہونے کا حکم دیا - اور جب وہ آئے تو یون خطاب کیا کہ تمکو معلوم ہے کہ میری اسوقت کیا حالت ہے مین جہاد کے لیئے آیا ہون اور ہماری فوج کے پاس کھانا اور روپیہ کچھہ بھی نہین ہے - اِس ملک کے حاکمون کو چاہیئے کہ اپنی حیثیت کے مطابق روپیہ لائین اور رعایا کو لازم ہے کہ سوارون کی مہمان نوازی کرے

ہر دو مکانوں سے ایک بہیڑ اور ایک کیسہ گیہون یا جو کا آنا چاہیئے اِس کے بعد مین اونہین
اور کوئی تکلیف ندونگا۔ مین نے دوسرے روز اس کا جواب طلب کیا اور دربار برخاست
کیا۔ مین نے سردار اسحاق خان کو بہی خط لکہا کہ جس زمانہ سے آپ میمنہ روانہ ہوئے
خیر و عافیت معلوم نہوئی۔ بہتر ہو کہ جب تک مین اوہر مصروف ہون آپ مزار شریف
آکر اوس ملک کا انتظام کیجئے۔ میرا خط اونہین صحرا سے اندخوی مین ملا۔ یہ وہ سُن ہی
چکے تہے کہ بدخشان اور قتاغان پر میرا قبضہ ہو چکا ہے۔ خط پاتے ہی روانہ ہوئے
اور تین روز مین مزار شریف پہونچ گئے۔ وہان پہونچکر مجہے خط لکہا کہ میرے پاس فوج
کیلئے رسد کا سامان مطلق نہین ہے۔

اس عرصہ مین میر بابا وغیرہ اور دیگر سرداروں نے کہلا بہیجا کہ آپکی تجویز ہمکو منظور ہے
تین لاکہہ نقد روپیہ کا ہمنے انتظام کر لیا ہے اور اگر ضرورت ہو تو آیندہ اور بہی دینگے اسلئے
کہ ایک بیرونی دشمن سے آزادی دلانے کی آپ کوشش کر رہے ہین۔ حتی الامکان
ہم آپکی امداد کرینگے۔ قلعہ خان آباد اور چند دیگر مقامات مین مین نے سامان رسد جمع
کیئے جانے کا حکم دیا۔ اور سردار اسحاق خان کو لکہا کہ بارہ ہزار شتر روانہ کیجئے مین اون پر
سامان رسد بہیجدونگا۔ اوسی زمانہ مین یار محمد خان نامی ایک سوداگر جو تاشقرغان کا باشندہ
تہا میرے لیئے چند تحائف لایا۔ میری سمجہہ مین نہ آیا کہ اتنے سوداگرون مین سے صرف
ایک شخص کیون آیا ہے لیکن بہت جلد معلوم ہو گیا کہ سابق وائسرائے بلخ نے
سرکاری خزانہ لوٹ کر جسمین کہ چار ہزار سکہ طلائی رومی۔ دس ہزار سکہ طلائی بخارا۔ ساٹہہ
ہزار کابلی روپیہ اور دو ہزار سو سو روپیہ کے نوٹ تہے کئی ہزار اشرفیان اس سوداگر کے
پاس رکہی تہین اور یہ شخص میرے پاس اسکی اطلاع دہی کے لیئے آیا تہا۔ مین نے
اپنے پیش خدمت فرامرز کو جو اسوقت ہرات کا سپہ سالار ہے اس شخص کے ساتہہ

تا فقیر غان بہیجا کہ یہ سب روپیہ لے آئے۔ دونون گئے اور بخیریت یہ رقم کثیر لیکر
واپس آئے۔

دوسرے دن نوروز تہا۔ اسکی خوشی مین مین نے حکم دیا کہ چہ ہزار افغانی لڑکیان
اور عورتین جنہین شیر علی خان کی وفات کے بعد ترکمانون نے بطور کنیزون کے رکہا تہا آزاد
کی جائین اور اپنے رشتے دارون کو واپس کر دی جائین۔ تعمیل حکم سے پہلے میر بابا خان
نے میرے قاصدون کو قید کر لیا۔ یہ سمجہکر کہ مین تو بہت جلد انگریزون کے ساتہہ جنگ
مین مشغول ہوجاؤنگا اسلئے اگر ان مستورات کے رہا کرنے مین دیر کیجاے تو پہر اتنا
وقت نہ ملیگا کہ مین اس حکم کو یاد رکہون۔ بعض قاصد جو کہ خاموش نرہ سکے مارڈالے
گئے اور ایک دریا مین کود پڑا۔ میر بابا نے خیال کیا کہ وہ ڈوب گیا لیکن وہ فقیر کے
بہیس مین میرے پاس آیا اور تمام کیفیت مجہسے بیان کی۔ یہ سنکر مجہسے اور زیادہ
ضبط نہوسکا اور میر بابا اور اوس کے مشیرکارون کو قید کر لیا۔ میر محمد عمر کو فیض آباد کا گورنر
مقرر کیا اور اوس کے بہائی کو رستاق کا اور دوبارہ عورتون کی رہائی کا حکم دیا۔ ساتہہ ہی
اپنے نسبتی بہائیون کو رہا کر دیا۔ جو کہ شغنان مین قید تہے۔ مین نے ان سب کو اپنے
اپنے عزیز واقارب کے پاس بہیجدیا اور خدا کا شکر بجالایا کہ اوس نے مجہے اپنی قوم کی مدد
کرنے کی طاقت عطا فرمائی۔

دوسرے دن مین قندز پہونچا اور سپاہیون نے ایک سو ایک توپون کی سلامی
دی۔ نجیب بیگ کروہ نہایت خوش ہوئے اور دو افسرون کو جو میرے دشمن تہے
میرے روبرو لاے کہ میرے خوش کرنے کے لیئے اونہین قتل کرین۔ مین نے
اون کے قتل کی اجازت ندی اور رہا کر دیا۔

اگلے روز مین توپخانہ معائنہ کر رہا تہا کہ ایک شخص آگے نکلکر آیا اور سلام کر کے

میرے قدمون پر گر پڑا۔ مجھے نہایت تعجب ہوا۔ اوسے اوٹھایا تو دیکھا کہ محمد سرور خان پسر ناظر صید رہے جو کہ مجھسے سمرقند مین علیحدہ ہو گیا تہا۔ اوگا تو اوس نے نہایت معذرت کی اور اپنی حرکت پر نہایت نادم ہوا لیکن جب مین نے کہا مین نے قصور معاف کر دیا تو اوس نے کہا کہ کابل سے آپکے واسطے ایک خط لیکر آیا ہون۔ مین اپنے خیمہ مین واپس آیا معلوم ہوا کہ انگریزی رزیڈنٹ کی طرف سے ہندوکش پار کرکے اور قاصد بنکر آیا ہے راہ مین سردی اور پالا نہایت سخت تہا اور برف گھٹنون سے اوپر تہی۔ خط جو لایا تہا اوس کا یہ مضمون تہا۔

"میرے معزز دوست سردار عبدالرحمن خان۔

بعد از تبلیغات رسمیہ و دعاے صحت آپکا دوست گریفن آپ کو بذریعہ اس خط کے اطلاع دیتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو نہایت خوشی ہوئی کہ آپ بخیریت قتاغان پہونچ گئے۔ اگر آپ تحریر فرمائین کہ کس غرض سے کسطرح آپ تشریف لاے اور آیندہ آپ کیا ارادہ رکھتے ہین۔ تو گورنمنٹ خوش ہو گی"

اپنی فوج کو مین نے یہ خط پڑھکر سنایا اس لیئے کہ سلطنت برطانیہ سے تعلقات کی یہ ابتدا تہی اور مین اسے بعید از عقل سمجھتا تہا کہ بلا فوج سے صلاح لیئے اوسکا جواب دیدون۔ مجھے خوف تہا کہ کہین فتنہ پرداز لوگ یہ نہ مشہور کر دین کہ مین انگریزون سے ملا ہوا تہا اور اسی بہانہ سے اونہین ملک دینا چاہتا تہا کیونکہ اس سے میری تباہی متصور تہی۔ مجھے یہ بہی خیال ہوا کہ یہی موقعہ اس امر کی آزمائش کا ہے کہ لوگ مجھے معاملات خارجیہ مین کہان تک اختیارات دیتے ہین۔ خط کو باواز بلند پڑہکر مین نے کہا کہ مین خوش ہونگا اگر سردار مجھے اس کے جواب دینے مین مدد دین اس لیئے کہ مین نہین چاہتا تہا کہ بلا اپنے نئے دوستون کی صلاح کے کوئی کام کرون۔ میری

خواہش تھی کہ سب جواب کے تیار کرنے مین شریک ہون - اونہون نے مجھسے دو روز کی مہلت چاہی اور تیسرے دن قریب سو خطون کے لائے جن مین بعض کا مضمون یہ تھا " اے انگریزی قوم ہمارا ملک چھوڑ دے - یا تو ہم تجھے نکال دینگے یا خود اس کوشش مین ہلاک ہوجائینگے " ایک خط مین گذشتہ نقصان اور خسارہ کا مطالبہ تھا اس سے پہلے کہ اون سے مطلق خط و کتابت کی جائے - دوسرے مین لکھا تھا کہ انگریز سو کرور روپیہ توپون اور قلعون کی بربادی کا معاوضہ ادا کرین ورنہ ایک انگریز بھی پشاور تک زندہ نہ جانے پائیگا - جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے بھی ہوچکا ہے - ایک سردار نے لکھا کہ " اے دغاباز بے دینون تم نے ہندوستان تو مکر و فریب سے لیا اور اب اسیطرح افغانستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہو - جب تک ممکن ہوگا ہم تمہین روکینگے اور اوسکے بعد کوئی دوسری سلطنت مثل روس کے تمہارے مقابلہ کے لیے ہماری شریک ہوجائیگی " القصہ اونہون نے اسی قسم کی مہمل و لایعنی تجویزین پیش کین - مین نے تمام خط زور سے پڑھکر سنائے اور کہا کہ مین بھی ایک خط تمہارے سامنے ہی لکھونگا تاکہ یہ نہ معلوم ہو کہ مین نے پیشتر سے صلاح و مشورہ کرلیا ہے - مینے ایک خط کا کاغذ اور قلم لیا اور اوس خالق دوجہان کی درگاہ مین عاجزی کی کہ مجھے مناسب جواب لکھنے کی توفیق دے - اسکے بعد سات ہزار ازبک اور افغانون کے سامنے مین نے یہ خط لکھا -

" میرے معزز دوست گریفین صاحب رزیڈنٹ برٹش گورمنٹ -

منجانب سردار عبدالرحمن خان راقم خط السلام قبول ہو - مجھے آپ کا خط پاکر خوشی ہوئی جسمین کہ آپنے میرے بخیریت پہونچنے پر مسرت ظاہر کی ہے آپکے اس سوال کے جواب مین کہ روس سے کسطرح آئے اطلاعاً تحریر ہے کہ جنرل کافمین وائسرائے اور روسی گورمنٹ کی

اجازت سے مین روس سے روانہ ہوا۔ اس سے غرض میری صرف یہ تھی کہ ایسی سخت مصیبت اور دشواری کے زمانہ مین اپنی قوم کی مدد کرون۔ والسلام۔"

یہ خط باواز بلند پڑھکر اپنی فوج کو سنایا اور دریافت کیا کہ سب کو منظور ہے یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ آپکے زیر حکم اپنے مذہب اور ملک کے لیئے ہم لڑنے کو مستعد ہین لیکن شاہون سے خط و کتابت کرنا نہین جانتے۔ خدا اور رسول کی قسم کھا کر اونہون نے مناسب جواب لکھنے کی مجھے پوری اجازت دی اور "چار یار"[1] کا نعرہ بلند کر کے کہنے لگے کہ جو جواب آپنے لکھا ہے صحیح ہے اور ہم سب کو منظور ہے۔

اس کے بعد یہ خط محمد سرور خان کو دیا گیا جو کہ چار روز کے قیام کے بعد قندز سے کابل روانہ ہوا۔

مین بھی آہستہ آہستہ چارہ کار کی طرف روانہ ہوا۔ ساتھ ہی ایک زبانی پیغام انگریزی افسرون کے پاس کابل بھیجدیا کہ مین اون سے تصفیہ کرنے کے لیئے چارہ کار آرہا ہون۔ ۳۰۔اپریل کو گریفن صاحب کا ایک اور خط آیا جسمین اونہون نے اصرار کیا کہ کابل آکر عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیجیے۔ ۱۶ مئی کو مین نے جواب دیا جسکا مضمون یہ تھا۔

میرے عزیز دوست۔

مجھے سلطنت برطانیہ سے بڑی اُمید تھی اور اب بھی ہے اور آپکی دوستی کی جتنی مجھے اُمید تھی اوسیقدر ثابت ہوئی اور وہی میری تمام اُمیدون کا باعث بھی ہے۔ آپکو خوب معلوم ہے کہ افغانون کی خاصیت کیا ہے۔ ایک شخص کی بات کا کوئی اثر نہین ہو سکتا جب تک کہ اونہین یقین نہو کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اونکی بہبودی کے لیئے ہے اس سے پیشتر کہ مجھے کابل جانے کی اجازت دین

[1] اہل افغانستان لڑائی کے وقت یہ نعرہ مارتے ہین۔

وہ سوالات مفصلۂ ذیل کا جواب چاہتے ہین۔

۱- میری عملداری کے حدود کیا ہونگے؟

۲- قندہار بہی میری حکومت مین شامل کیا جائیگا یا نہین؟

۳- کیا کوئی یوروپین سفیر یا انگریزی فوج افغانستان مین رہیگی؟

۴- سلطنت برطانیہ کے کسی دشمن کی مدافعت اور اوس سے مقابلہ کرنے کی مجہسے اُمید کی جائیگی؟

۵- سلطنت برطانیہ مجہے اور میرے ملک کو کیا کیا فائدے پہونچانے کا وعدہ کرتی ہے؟

۶- اور اونکے عوض وہ کیا خدمات مجہسے چاہتی ہے؟

انکے جواب قوم کو دکہانا ضروری امر ہے۔ اسکے بعد اونکے صلاح و مشورہ سے اور جسقدر کہ وہ مجہے اجازت دین اوسکے مطابق مین کوئی اس قسم کا اقرارنامہ منظور کرونگا کہ جسکی شرائط مین قبول کر سکون۔ اور اونکی تعمیل بہی کر سکون۔ مجہے خدا کی ذات سے یقین ہے کہ وہ مجہے اور میری قوم کو توفیق دیگا کہ ہم متفق ہوکر سلطنت برطانیہ کی امداد کرین گو آپکو مدد کی ضرورت نہین ہے لیکن دنیا کا اعتبار نہین ممکن ہے کہ ایسا موقعہ آجائے۔

خدا کے فضل سے بیعت کرنے کے لیئے لوگ جوق جوق آرہے تہے اور ہر قسم کی خدمت کے لیئے جان و زر سے مستعد تہے پنج شیر[۱] سے چارہ کار پہونچنے تک تین لاکہ غازی جمع ہوکر مجہسے آملے۔ مین نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اوسنے ایسی جماعت کثیر کو میرا مطیع کر دیا جو کہ مجہے اپنا بادشاہ سمجہتی تہی۔ اونہون نے صدق دل سے وعدہ کیا کہ آپ کی طرف سے برطانیہ سے لڑینگے۔ لیکن مین نے جواب دیا کہ اس کی نوبت نہ آئیگی کیونکہ انگریزون نے مجہے خود لکہا ہے کہ آپ آیئے اور تخت کابل قبول کیجئے۔

[۱] سلطنت افغانستان کا ایک صوبہ ہے اور پنج شیر اسلیئے کہلاتا ہے کہ وہان پانچ اولیاءاللہ کے مزار ہین۔ مؤلف

۱۴ جون کو گریفن صاحب نے میرے سوالات کے جواب بھیجے اور وہ یہ ہین -

" مجھے حکم ہوا ہے کہ جو سوالات آپ نے کیے ہین اونکے جواب گورمنٹ آف انڈیا کی جانب سے آپکو دون - اولاً یہ کہ سلطنتہاے خارجیہ سے فرمانرواے کابل کا کیا تعلق ہونا چاہیے - چونکہ برٹش گورمنٹ کے نزدیک بیرونی سلطنتونکو حق حاصل نہین ہے کہ افغانستان مین مداخلت کرین اور روس اور ایران دونون نے اقرار کیا ہے کہ افغانستان کے معاملات مین ہر قسم کی پولٹیکل دست اندازی سے باز رہینگے - اس لیے صاف ظاہر ہے کہ فرمانرواے کابل سواے انگریزون کے اور کسی طاقت سے پولٹیکل تعلقات نہین رکھہ سکتا - اور اگر کوئی ایسی طاقت افغانستان مین دخل دینا چاہے اور اس مداخلت سے فرمانرواے کابل پر بلا اوسکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی ہوئے حملہ عاید ہو تو برٹش گورمنٹ اوسکی امداد کے لیے مستعد ہوگی اور اگر ضرورت ہو تو دشمن کو ملک سے نکالدیگی بشرطیکہ فرمانرواے کابل اپنے خارجی تعلقات مین برٹش گورمنٹ کی صلاح مانے -

دوم - ملک کے حدود کی نسبت مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ کل صوبہ قندہار ایک علیحدہ حاکم کے ماتحت کیا گیا ہے سواے پشین اور سیبی کے جوکہ انگریزی قبضہ مین رکھے گئے ہین - لہذا اِن امور کے متعلق گورمنٹ آپ سے کوئی گفتگو کرنے کے لیے تیار نہین ہے اور نہ اوس بندوبست کے متعلق جوکہ امیر سابق محمد یعقوب خان سے سرحد شمال و مغرب کی نسبت ہو چکا ہے - اِن شرائط کے ساتھہ گورمنٹ کو منظور ہے کہ آپ افغانستان پر (مع ہرات کے جس پر آپکو قبضہ دلانے کی کوئی ذمہ داری نہین کیجا سکتی گو اگر آپ اوس پر قابض ہونیکی کوئی تدبیر کرین تو گورمنٹ مزاحم نہوگی) اوسی طرح کی کامل اور وسیع حکومت قایم کرین جیسی کہ ابتک آپکے خاندان کے کسی امیر نے کی ہو - سلطنت برطانیہ نہین چاہتی کہ ملک کے اندرونی معاملات مین کسی قسم کی مداخلت کرے اور نہ آپ سے یہ استدعا کیجائیگی کہ کسی مقام پر انگریزی ریزیڈنٹ قبول کیجیے - گو دو ملحق سلطنتون مین معمولی اور دوستانہ ربط ضبط کی آسانی کے

سے لئے باتفاق دونوں کے ایک مسلمان ایجنٹ کا سلطنت برطانیہ کی جانب سے کابل مین رہنا مناسب سمجھا جائے۔"

۲۲ جون کو مین نے ایک مختصر جواب اِس خط کا لکھا لیکن افغانستان کی عملداری سے قندہار کی علیحدگی پر رضامندی ظاہر نہ کی اسوجہ سے کہ قندہار شاہی خاندان کا شہر تہا اور اسکے نکل جانے سے سلطنت کی بہت کم وقعت رہجاتی۔

خدا پر بہروسہ کر کے مین چارہ کارین کوہستان[۱] کی طرف سے داخل ہوا۔ انگریزی فوج غازیون کی کثیر التعداد دیکھکر کسیقدر پریشان تہی۔ کوہستان اور کابل کے سردار اور دیگر اشخاص جو کہ انگریزون سے لڑ رہے تہے روز مجہسے آکر ملتے جاتے تہے اور بیعت کرتے تہے۔ جو خود نہ آسکے اونہون نے بذریعہ خط یا اور کسی وسیلہ سے مجہے اطلاع دی۔ میرے مخبرون نے کابل سے خبر دی کہ انگریزی اہلکار کسیقدر گہبرائے ہوئے تہے اور اونکی سمجہہ مین نہین آتا تہا کہ میرا کیا ارادہ ہے۔ ۲۰ جولائی کو افغانی قبیلون کے تمام سردار اور سرگروہون نے جو کہ وہان موجود تہے مجہے چارہ کارین اپنا بادشاہ اور امیر قبول کیا اور مجہے ملک کا فرمانروا قرار دیکر خطبہ مین میرا نام داخل کیا۔ لوگون کو نہایت خوشی تہی کہ خداوند تعالی نے اون کا ملک ایک مسلمان کے سپرد کیا۔

گریفن صاحب نے بہی ۲۲ جولائی کو کابل مین دربار کیا اور انگریزی اہلکار اور افغان سردارون کے روبرو میرے امیر ہونے کا اعلان کیا اوس موقعہ پر جو تقریر اُنہون نے کی وہ یہ ہے۔

"چونکہ واقعات کی رفتار سے سردار عبد الرحمن خان کے لیئے ایک ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے جو کہ گورمنٹ کی خواہشات اور امیدون کے مطابق ہے اسلیئے گورمنٹ ملکہ معظمہ قیصر ہند

[۱] کابل کے شمال و مغرب مین واقع ہے اور بڑے بڑے معزز اور مشہور افغان سردار وہان رہتے ہین۔ (مولف)

اور وائسرائے ہند خوشی سے اعلان کرتے ہین کہ ہمنے سردار عبد الرحمن خان نبیرۂ امیر دوست محمد خان والا مرتبت کو امیر کابل تسلیم کیا۔ گورمنٹ کے لیئے یہ ایک بڑا ذریعہ خوشی اور اطمینان کا ہے کہ تمام قبیلون اور سردارون نے خاندان بارکزی کے ایک ایسے نامور رکن کو پسند کیا جو کہ مشہور سپاہی اور دانا اور تجربہ کار شخص ہین۔ اونکے خیالات برٹش گورمنٹ کی جانب نہایت ہی دوستانہ ہین۔ اور جب تک کہ اونکی حکومت سے یہ ظاہر ہوتا رہیگا کہ اس قسم کے خیالات اونکے دل مین جاگزین ہین برٹش گورمنٹ اونکی ضرور امداد کریگی۔ سب سے بہتر طریقہ اس گورمنٹ کے ساتھہ اظہار دوستی کا یہ ہوگا کہ جن لوگون نے اونکی رعایا مین سے ہماری خدمت گزاری کی ہے اون سے دوستانہ سلوک کرین ؎

۲۹ جولائی کو شملہ سے ایک تار آیا جس سے کہ اہلکاران انگلسی متعینہ کابل کو اطلاع ہوئی انگریزی فوج نے سردار ایوب خان سے بمقام میوند شکست فاش کہائی۔ یہ سنکر گریفن صاحب تھوڑے سوارون کے ساتھہ فوراً زمہ کی طرف مجھہ سے ملنے کے لیئے روانہ ہوئے۔ یہ ایک قصبہ ہے جو کہ کابل سے تقریباً سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ تین روز ۳۰ جولائی سے یکم اگست تک مجھسے اور اون سے گفتگو رہی جو بات کہ قرار پائی اوس کے لیئے مین نے اون سے ایک باضابطہ اقرار نامہ مانگا تا کہ اوسے اپنی رعایا کو دکہلاؤن۔ گریفن صاحب نے مجھے مندرجہ ذیل مضمون کا ایک کاغذ دیا۔

” ہز اکسلنسی وائسرائے اور گورنر جنرل کو باجلاس کونسل یہ سنکر مسرت ہوئی کہ برٹش گورمنٹ کے بلانے پر آپ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلیئے آپکے دوستانہ خیالات اور اون فوائد کا لحاظ کرکے جو کہ آپکی مستقل گورمنٹ قایم ہونے سے سردارون اور رعایا کو حاصل ہونگے برٹش گورمنٹ آپکو امیر کابل تسلیم کرتی ہے۔ وائسرائے اور گورنر جنرل ہند کی طرف سے مجھے یہ کہنے کا بھی

حکم ہوا ہے کہ برٹش گورمنٹ کی مطلق خواہش نہین ہے کہ آپکی حکومت کے اندرونی معاملات
مین دست اندازی کرے اور نہ وہ یہ چاہتی ہے کہ کوئی انگریزی رزیڈنٹ کسی مقام پر آپکی عملداری مین
رہے - لیکن ممکن ہے کہ معمولی دوستانہ برتاؤ کی آسانی کے لیئے جیسا کہ ملحق سلطنتون مین
ہوتا ہے یہ مناسب سمجھا جائے کہ باتفاق راے دونون فریق کے برٹش گورمنٹ کی طرف سے
ایک مسلمان ایجنٹ کابل مین رہے - آپ اپنی اطلاع کے لیئے چاہتے ہین کہ برٹش گورمنٹ
اپنی راے اور خواہش اون تعلقات کی نسبت ظاہر کرے جو کہ فرمانرواے کابل کو خارجی سلطنتون
سے رکھنے چاہئین - اس کے متعلق والسراے و گورنر جنرل نے باجلاس کونسل مجھے آپ
سے یہ کہنے کی اجازت دی ہے کہ چونکہ برٹش گورمنٹ کے نزدیک حکومتہاے خارجیہ کو
افغانستان مین کسی قسم کے دخل دینے کا حق حاصل نہین ہے اور سلطنتہاے ایران اور
روس نے اقرار کیا ہے کہ معاملات افغانستان مین مداخلت کرنے سے باز رہینگے اس لیئے
صاف ظاہر ہے کہ آپ سواے برٹش گورمنٹ کے اور کسی بیرونی طاقت سے پولیٹیکل تعلقات
پیدا نہین کر سکتے - اگر کوئی طاقت افغانستان مین کسی قسم کی مداخلت کرنا چاہے اور اگر اس
قسم کی مداخلت سے آپ کی عملداری پر بلا آپکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی کے حملہ کیا جائے
تو اوس حالت مین برٹش گورمنٹ آپکی اوس حد تک اور ایسے طریقہ سے امداد کریگی جو کہ اوس
حملہ کے روکنے اور دشمن کو ملک سے نکالنے کے لیئے گورمنٹ کے نزدیک ضروری معلوم
ہو بشرطیکہ آپ خارجی تعلقات مین بلا دریغ سلطنت برطانیہ کی صلاح پر عمل کرین "

گریفن صاحب نے مجھسے درخواست کی کہ کابل جائیے اور انگریزی اہلکارون
سے رخصت ہو لیجئے - ساتھہ ہی یہ بھی استدعا کی کہ اونکے بحفاظت جانے
اور انگریزی فوج کے لیئے رسد بہم پہونچانے کا بھی ضروری انتظام کر دیا جائے -
فوج جنرل رابرٹس کے ماتحت قندھار تک جانے والی تھی اور سر ڈانلڈ اسٹوارٹ

کے ماتحت پشاور تک - مین نے حتی المقدور سب انتظام کرنے کا وعدہ کیا اور سرحد تک انگریزون کے بحفاظت پہونچا دینے کے بارے مین جہانتک ممکن ہوا اونہین تشفی وتسلی دی - مین نے اون سے کہا کہ میری رائے مین جس قدر جلد ممکن ہو جنرل رابرٹس کو قندہار روانہ ہوجانا چاہیئے اونکے چلے جانے کے بعد مین سٹوارٹ سے رخصت ہونے کے لیئے جاؤنگا - ۸ - اگست کو تھوڑی فوج کے ساتھ جنرل رابرٹس کابل سے قندہار روانہ ہوئے اور مین نے سردار محمد عزیز خان پسر سردار شمس الدین خان کو معہ چند دیگر افسرون کے جنرل رابرٹس کے ساتھ قندہار تک روانہ کیا تاکہ لوگ راہ مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین اور فوج کے لیئے رسد کا سامان مہیا کردین - تمام قبیلون نے میرے اس حکم کی جو کہ سردار محمد عزیز خان وغیرہ کے ذریعہ سے مین نے بہیجا تہا تعمیل کی اور راہ مین مطلق مزاحم نہوئے - اس طرح جنرل رابرٹس بخیریت قندہار پہونچگئے اور ایوب خان یکم ستمبر کو شکست کہاکر ہرات بہاگ گیئے -

سر ڈانلڈ اسٹوارٹ اور گرفین صاحب ۱۰ - اگست کو شیرپور سے پشاور روانہ ہوئے اور اونکی روانگی کے چند منٹ پہلے مین اون سے رخصت ہونے گیا - قریب پندرہ منٹ کے ہمنے دربار کیا اور دوستانہ گفتگو کی - اثنائے گفتگو مین یہ بہی طے ہوگیا کہ افغانی توپخانہ کی تیس توپین جو کہ اوسوقت شیرپور مین تہین مجہے دیدیجائین - نیز یہ کہ تقریباً اونیس لاکہہ روپیہ جو کہ انگریزون نے اپنے زمانۂ قیام مین ملک سے وصول کیا تہا اور فوج کی رسد اور قلعجات وغیرہ بنانے مین خرچ ہوا تہا مجہے واپس دیا جائے اور جو نئے قلعے کہ انگریزون نے کابل مین بنائے تہے وہ منہدم نہ کیئے جائین -

اسطرح افغانستان کی دوسری لڑائی اور ملک پر انگریزون کے قبضہ کا خاتمہ

ہو گیا اور اس طرح تخت کابل اور عنان حکومت پھر میرے ہاتھ آئی - کیا باعتبار قرابت وقومیت کے و کیا باعتبار مذہب کے مین پورے ملک کا مستحق تھا - اہل افغانستان خوش تھے کہ سلطنت اونکے مسلمان بادشاہ کو ملی اور مین شکرگزار تہا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے یہ خدمت سپرد کی جسکی وجہ سے مین اپنی قوم کو اون تکلیفات سے نجات دیسکا جو کہ ملک کی بدنظمی و متزلزل حالت کی وجہ سے اونہین ہو رہی تہین - اس کے بعد مین نے ملک کا انتظام کرنا شروع کیا امن وامان قایم کیا اور اوسے ترقی دینے کا بندوبست کیا لیکن یہ بہت آسان کام نہ تہا -

# باب ہشتم

## نظم ونسق سلطنت

اپنی تخت نشینی اور انگریزون کے کابل سے جانے کے بعد مین نے ترقی اور عمدہ انتظام کی رکاب مین اپنا قدم رکہا - ہر قصبہ مین جو کہ اوسوقت میری قلمرو مین تہا مین نے اہلکار مقرر کیئے جنکی ابہی تفصیل بیان کرونگا - بڑے بڑے قصبون مین مین نے بہترین اور اعلیٰ لیاقت کے اشخاص مقرر کیئے اور چہوٹے قصبون مین جہان کہ کام نسبتاً کم تہا اوسط درجہ کے لوگ بہیجے تفصیل یہ ہے -

(۱) (الف) گورنر اور اوسکے سکرٹری اور دیگر عہدہ دار -

(الف) انکے متعلق امیر کی عملداری کے ہر قصبہ مین انتظام سلطنت کے مختلف محکمے ہین حقیقت

(۲) قاضی اور اوسکے ماتحت افسر۔

(۳) کوتوال مع پولیس سکرٹری اور ممبران محکمہ راہ داری۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱ - مین کوئی قطعی احکام ایسے نہین ہین جن سے ایک عہدہ دار کے فرائض دوسرے اہلکار کے کام منصبی سے علیحدہ ہون یعنی اونکی علیحدہ علیحدہ تقسیم ہو۔ اکثر مقدمات جس عدالت مین کہ درخواست کنندہ پیش کرنا چاہے دائر ہوتے ہین لیکن عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورنر اپنے قصبہ مین تمام محکمون کا افسر اعلیٰ ہے اور دوسرے افسرون کے فیصلون کی اپیل سنتا ہے۔ لیکن خاص کام جو اوسکا ہے وہ یہ ہے کہ زمینداروں وغیرہ سے مالگذاری وصول کرے۔ اونکے معاملات کا تصفیہ کرے اور شاہی اعلان اور احکام وقتاً فوقتاً اپنے قصبہ کے دیگر عہدہ دارون اور رعایا کو پہونچاتا رہے۔ بعض چھوٹے چھوٹے گورنرون پر بڑے گورنر مقرر ہین۔ اور ان بڑے گورنرون کے اوپر وائسرائے ہین جو کہ نائب الحکومت کہلاتے ہین۔ اور ان وائسرائون اور فوجی اور دیگر محکمون کے افسرون کے سوا امیر کے بڑے بیٹے شاہزادہ حبیب اللہ خان ہین جن کے پاس کل سب کے فیصلون کی اپیل ہوتی ہے۔

۵۱ قاضی کی عدالت سب سے اعلیٰ سمجھی جاتی ہے اور اس لیئے اوسمین محض مذہبی مقدمات ہی نہین بلکہ ہر قسم کے ملکی معاملات بھی پیش ہوتے ہین لیکن عام طور پر کاروبار کے متعلق مقدمات اور مذہبی اختلافات یہین طے ہوتے ہین نیز مقدمات طلاق نکاح اور وراثت - وہ مقدمات بھی جنمین کہ سزا ے موت دیجا سکتی ہے اسی عدالت مین تجویز پاتے ہین۔ عدالت کا چیف جج قاضی کہلاتا ہے اور اوس کے اہلکاران ماتحت مفتی۔ اور کثرت رائے سے مقدمات فیصل کیئے جاتے ہین۔

۵۲ دوسرے فوجداری افسرون کی بہ نسبت کوتوال کو کہین زیادہ اختیارات حاصل ہین۔ ایک طرح سے وہ تمام پولیس کا افسر جج عدالت فوجداری۔ اور صیغہ سراغ رسانی کا حاکم ہے یعنی درحقیقت

(۴۴) قافلہ باشی[54] مجلس[52] تجارت جسے پنچایت کہتے ہین - محکمہ[53] مال

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۲ - مشرقی سلطنتون مین وہ نہایت ذی اقتدار اور بڑا با اختیار شخص ہوتا ہے تمام قدیم مشرقی کتابون مین بے انتہا قصے اور اشعار کوتوالون کے جور و ظلم و تعدی کے دیکھے جاتے ہین وہ چھوٹے چھوٹے فوجداری کے مقدمات فیصل کرتا ہے اور سنگین مقدمات دار السلطنت مین ارسال کرتا ہے -

افغانستان مین ایک انتظام ہے جسکے مطابق کوئی شخص ایک قصبے سے دوسرے قصبہ کو بلا پروانہ کے جو کہ اس محکمے سے دیا جاتا ہے نہین جا سکتا - ملک کے اندر سفر کرنیوالون کے لیئے پروانہ پر محکمہ ابدالی کے افسر کی مہر ہوتی ہے اور کوتوال اور گورنر کی مہرین بھی ثبت ہوتی ہین لیکن جو لوگ کہ دوسرے ملکون مین سفر کرنا چاہین خواہ کسی غرض سے ہو اوسپر امیر کی جانب سے اونکے بیٹے کی مہر ہوتی ہے -

(۱) قافلہ باشی ایک اہلکار ہے جو کہ مسافرون کے لیئے باربرداری کے جانورون کا انتظام کرتا ہے اوسکا فرض ہے کہ اس امر کی نگرانی کرے کہ جو لوگ اپنے اونٹ خچر اور دیگر جانور کرایہ پر چلاتے ہین وہ کرایہ کرنے والون سے اچھی طرح پیش آتے ہین اور اونہین دہوکا فریب نہین دیتے - کرایہ کرنے والون سے اوسے کمیشن ملتا ہے اور ہر معاملہ کی رپورٹ گورنمنٹ مین کرتا ہے اور اوسکا حساب سمجھاتا ہے جو آمدنی ہوتی ہے اوس سے گورنمنٹ اس صیغہ کے ملازمون کی تنخواہین دیتی ہے اور باقی روپیہ خزانہ مین داخل کیا جاتا ہے -

(۲) مجلس تجارت سوداگرون کے آپس کے جھگڑے طے کرتی ہے - یہ مجلس اس عدالت مین اجلاس کرتے ہین اور اوسکے ممبر مسلمان اور ہندو سوداگرون کی مختلف جماعتون مین سے اپنی تعداد کے لحاظ سے منتخب کیئے جاتے ہین -

(۳) محکمہ مال مین مالگذاری کا حساب و کتاب رکھا جاتا ہے اور جو سالانہ خراج کہ ہر زمیندار کو دینا چاہیئے اوسکی یادداشت وہان رہتی ہے -

روزنامچہ[۵۱]۔ ٹیکس جمع کرنے والون کا دفتر جسے چبوترہ[۵۲] کہتے ہین۔ خزانہ[۵۳]۔ فوج جو ہر قصبہ مین[۵۴] امن امان رکھنے کے لیئے مقرر ہے۔

مین نے تمام قبیلون اور صوبون کے سردارون کے پاس احکام بہیجے کہ ملک مین حتی الامکان امن و امان رکہین۔ اپنے ہموطنون اور عام رعایا سے مہربانی کا برتاؤ کرین۔ اگر اس کی پوری پوری تعمیل کیگئی تو اسکے صلہ مین اونہین میری جانب سے اچہے سلوک۔ انعام اور شاہی عنایتون کی امید رکہنی چاہیئے۔ ساتہہ ہی مین نے اونہین اپنی مہربانی اور عنایت کا اطمینان دلایا۔

اس کے بعد مین نے اپنی بی بی اور دونون بیٹون حبیب اللہ خان اور نصراللہ خان کو جوکہ روس مین چہوڑ دیئے گئے تہے چند معتبر ملازمون کے ذریعے سے بلا بہیجا۔ اپنے دیگر اعزا کو بہی مین نے بلوایا جو کہ قندہار مین تہے اور اوسی سال کی ۲۲ نومبر کو ملا عتیق اللہ کی بیٹی سے نکاح کیا جسکی مان کہ میری چچی تہین۔ یہ شادی سردار محمد یوسف خان میرے

[۵۱] اس محکمہ مین روزانہ آمد و خرچ کا حساب ہوتا ہے۔ اسی دفتر مین اون تمام احکام کی نقلین رکہی جاتی ہین جو کہ وصول مالگذاری یا خرچ کے متعلق کسی محکمہ سے جاری ہون۔

[۵۲] ٹیکس کلکٹرون کا دفتر چبوترہ کہلاتا ہے۔ اس دفتر کے ذریعے سے تمام اشیائے تجارت پر محصول وصول کیا جاتا ہے۔ تمام درآمد برآمد پر ۲½ فی صدی محصول مقرر ہے۔

[۵۳] کسی قصبہ کی مالگذاری و محصول جمع کرنے والے خود روپیہ نہین لیتے بلکہ صرف احکام جاری کرتے ہین کہ خزانہ مین روپیہ داخل کیا جائے۔ اسیطرح مختلف اخراجات کے احکام بہی جاری کیئے جاسکتے ہین مختلف محکمون کے افسران اعلی حاکم خزانہ کے نام احکام بہیجتے ہین۔

[۵۴] ہر قابل لحاظ قصبہ مین تہوڑی فوج موجود رہتی ہے کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔

یہ مختلف محکمجات اپنی رپوٹین صوبہ کے سردفتر کے پاس بہیجتے ہین اور وہان سے وہ دار السلطنت

چیچا کے مکان مین ہوئی اور اون ہی کے ذریعہ سے اسکا انتظام بھی ہوا تھا - میرا سب سے چھوٹا بیٹا محمد عمر خان اسی چھوٹی بی بی کے بطن سے ہے - تھوڑے عرصہ مین میرے سب اہل وعیال - والدہ - ہمشیر اور بیٹے جنھون نے کئی سال سے مجھے نہین دیکھا تھا آئے اور ملے - خداوند تعالیٰ کی درگاہ مین مین نے شکر ادا کیا کہ تقریباً بارہ سال کی جلاوطنی اور تکالیف ومصائب کے بعد اوس نے مجھے یہ خوشی عطا فرمائی -

چونکہ ملک مین بغاوت کے آثار پائے جاتے تھے مین نے مخبر اور جاسوس مقرر کیئے کہ لوگون کی طبیعتون کی کیفیت سے مجھے مطلع کرتے رہین - اس ذریعہ سے نہایت کافی ثبوت کے ساتھہ پتہ لگ گیا کہ کون اشخاص باوفا اور خیر خواہ تھے - انکے ساتھہ مہربانی کا سلوک کیا گیا لیکن جو لوگ کہ مخالف تھے اور اشتعال دیکر لوگون کو بہکاتے تھے اونکو سخت سزا دی گئی - اس شرارت کے سرغنہ اور سب سے بڑے فتنہ پرداز لوگ متعصب ملا اور وہ سرکش وشوخ رئیس تھے جو کہ شیر علی خان کے خاندان کے طرفدار تھے - اونکے افعال کے مطابق اون کے ساتھہ سلوک کیا گیا - بعض ملک سے نکالدئے گئے اور بعضون کو اونکی بدکاریون کی سخت ترین سزا دیگئی - اوسوقت مین نہایت محنت وجانفشانی کرتا تھا - اپنے تمام خطوط اپنے ہاتھہ سے لکھتا تھا اس لیئے کہ دوسرون کا مجھے اعتبار نہ تھا -

دو معاملات اوس وقت نہایت ہی اہم اور غور طلب تھے جن پر پوری توجہ درکار تھی - اولاً یہ کہ فوج کی تنخواہ اور دیگر مصارف سرکاری کے لیئے روپیہ نہ تھا - دوسرے اسلحہ ودیگر سامان جنگ مطلق نہ تھا - امر اول کی مین نے یون اصلاح کی کہ ایک سرکاری

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۴ - کابل کے اعلیٰ ترین محکمہ مین پہنچ جاتی ہین -

ٹکسال قایم کی جسمین کہ دستی ٹھپون کے ذریعے سے روپیہ بنایا جاتا تھا اس سیئے کہ اس کام کی کوئی کل اوسوقت موجود نہ تھی - لیکن فی الحال خوش قسمتی سے میری ٹکسال مین سکہ ڈہالنے کی کلین موجود ہین جو کہ یورو پین اصول پر بنائی گئی ہین - اپنے موقعہ پر اسکا مفصل ذکر کرونگا - انگریزی گورمنٹ نے مجھے کچھہ روپیہ کلکتہ کی ٹکسال کا بنا ہوا دیا تھا - اس روپیہ کو مین نے گلوا ڈالا اور سو مین چہہ حصے تانبا ملا کر کابلی[۱] روپیہ تیار کرایا - اپنے اہلکارون کو یہ بہی حکم دیا کہ ملک مین چاندی خرید کرین اور معقول مقدار تانبہ کی ملا کر روپیہ بنائین تاکہ اس صورت سے کچھہ منافع ہو - علاوہ برین یہ فرمان جاری کیا کہ جسقدر روپیہ گورنمنٹ سابق کے عہد مین لوگون نے قرض لیا تھا یا لوٹا تھا یا سرکاری اخراجات کے لیئے اون کو دیا گیا تھا اور اونکے پاس رہکر اون کے صرف مین آگیا تھا وہ سب داخل خزانہ کیا جائے -

اس اعلان کے بعد بہت سے لوگون نے زر یافتنی ادا کر دیا لیکن اون اشخاص کے لیئے جو کہ نہین دیتے تہے مین نے عامل مقرر کیئے تاکہ اون سے بزور روپیہ وصول کرین ساتہہ ہی مین نے محاسب مقرر کیئے کہ جمع و خرچ کی جانچ کرین اور دیکھین کہ جو محصول داخل نہین ہوا ہے وہ وصول کیا جائے -

بغاوت یا بیرونی حملے سے ملک کی حفاظت کے لیئے مین نے احکام جاری کیئے کہ کافی سامان جنگ و رسد جمع کیا جائے - باربرداری کے جانور خرید کیئے جائین اور فوج کے متعلق ہر شے عمدہ اور درست حالتین رکہی جائے - غرضکہ اس طریقہ سے مین نے ایسا انتظام کیا کہ اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو کسی قسم کی وقت پیش نہ آئے دوسری وقت یعنی اسلحہ جنگ کا نہ ہونا اس کا علاج مین نے یہ کیا کہ جتنے کاریگر

[۱] انگریزی روپیہ سوا آنہ کا اور کابلی بارہ آنہ کا ہوتا ہے -

کہ دستیاب ہو سکے سبکو بندوقین بنانے - توپین اور گولے ڈہالنے اور دستی کارتوس بنانے کا حکم دیا - کارتوس بنانے کی کلین اوس زمانہ مین میرے ہان نہ تہین - دستی ساخت کی اشیاء کے لیئے جو کارخانے میرے والد کی صلاح سے میرے جد امجد نے قایم کیئے تہے اور جیسا کہ پہلے اس کتاب مین ذکر کر چکا ہون اون کی نگرانی میرے سپرد تہی وہ ابتک کابل مین موجود تہے گو پیشتر کی بہ نسبت اونمین تخفیف ہو گئی تہی - چونکہ اونکی حالت اچہی نہ تہی مین نے اونکی اصلاح کی اور اونہین وسعت دی مین نے یہ بہی حکم دیا کہ رعایا سے جسقدر سامان حرب مل سکے خرید کر لیا جائے اِس لیئے کہ لوگون نے بہت سامان لوٹا تہا اور ممکن ہے کہ بعضون کے پاس فروخت کے لیئے بہی موجود ہو - اِس طریقہ سے جبکہ کچہہ دن بعد مجہے ایوب خان سے مقابلہ کرنا پڑا تو میرے پاس پندرہ ہزار خرید کیئے ہوئے گولے (گو اون مین تہوڑا بہت نقص بہی تہا) اور اسی انداز سے دیگر سامان بہی موجود تہا یہ حفظ ماتقدم میرے ملک کے لیئے نہایت مفید و کارآمد ثابت ہوا - اسکے بعد مین نے شیر علی خان مرحوم کی فوج سے چند بہترین افسر منتخب کیئے اور اون تمام افسرون کو بہی طلب کیا جو کہ میرے جلاوطن ہونے کے پہلے میرے ماتحت تہے اور اسطرح تہوڑے سے عرصہ مین بڑی اور مضبوط فوج مہیا کر لی - شیر علی خان مرحوم کے زمانہ کا پُرانا قاعدہ جسکے مطابق لوگ جبراً فوج مین بہرتی کیئے جاتے تہے مین نے منسوخ کیا اور حکم دیا کہ وہی اشخاص داخل کیئے جائین جو کہ از خود فوجی ملازمت قبول کرین اور اوسکے لائق بہی ہون -

ہر چہاونی مین ہر پلٹن کے لیئے مریض و مجروح سپاہیون کے علاج کے واسطے مین نے ہسپتال[1] جاری کیئے سپاہیون کی تعلیم کے لیئے مدارس بہی قایم کیئے - مسافرون کی

[1] اِن ہسپتالون مین دیسی طبیب کام کرتے ہین ۱۸۹۵ء تک عام ہسپتال نہ تہے - جن ہسپتالون کا

حفاظت کے لیئے محافظ مقرر کیئے اور اپنے ملک کے سوداگرون کو اس امر کا اطمینان دلا کر کہ بلا خوف و خطر وہ سفر کرین در آمد برآمد دونون کو ترقی دینے کی ترغیب دی سرکاری پیمائش کرنے والے مقرر کیئے کہ نئی سڑکین نکالین اور کاروان سرائے بنائین مسافرون کے آرام و آسائش و حفاظت کے لئے اور مختلف انتظام کرین تا کہ رعایا خوش رہے اور ملک مین امن رہے -

ملک مین باقاعدہ گورنمنٹ قایم کرنے کے لیئے مین پوری تفصیل اون معاملات کی نہین بیان کر سکتا جن کی طرف کہ ابتدا سے سلطنت مین مین نے توجہ کی مفصلہ ذیل قصہ سے معلوم ہوگا کہ میرے زمانہ سے پہلے گورنمنٹ اور اوس کے ضروری محکمون کی کیا کیفیت تھی -

ایک شخص نے ایک باغ بنوانے کا ارادہ کیا اور چند آدمیون کو اوسکا ٹھیکہ دیکر اونہین پیشگی روپیہ دیدیا اس شرط پر کہ فلان تاریخ تک باغ تیار ہو جائے - ٹھیکہ دارون نے روپیہ خرچ کر دیا اور باغ کا اونہین مطلق خیال نرہا - لیکن بروز مقررہ جو کہ باغ بنکر تیار ہونے کا دن تہا وہ سب اوس شخص کے پاس گئے اور کہا کہ باغ تیار ہے اور ایک خطۂ زمین دکہلانے کے لیئے اوسے لے گئے -

**شخص** - لیکن اس زمین مین درخت ایک بہی نہین ہے!

**ٹھیکہ دار** - سوائے درختون کے اور سب کچہ تیار ہے -

**شخص** - لیکن باغ کو پانی دینے کے لیے نہر بہی تو نہین ہے!

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷ - امیر نے ذکر کیا ہے وہ صرف فوج کے لیئے مخصوص تھے - عام لوگ علاج کے لیئے دو شفاخانون مین جاتے تھے - ایک مین یورپین دوائین دیجاتی تہین اور دوسرے مین مشرقی دوائین

ان دونون مقامات سے دوائین بالکل مفت ملتی تہین - اس قسم کے شفاخانے بہی امیر عبد الرحمن خان

پھر اونھون نے جواب دیا کہ سوائے نہر کے ہر چیز تیار ہے۔

**شخص** - لیکن باغ کے چارون طرف چہار دیواری بھی نہین ہے کہ اوس سے درختون کی مویشیون سے حفاظت ہو سکے۔

پھر وہی جواب ملا کہ صرف دیوار باقی رہگئی ہے۔

**شخص** - لیکن زمین مین ہل بھی تو نہین چلایا گیا ہے!

وہی جواب پھر دیا گیا کہ سوائے اس کے باقی ہر شے درست تھی۔

گورمنٹ افغانستان کی بھی بجنسہ یہی حالت تھی کہ " باقی ہر شے درست تھی " لیکن کسی ضروری چیز کا وجود بھی نہ تھا۔

جس زمانہ مین کہ مین کابل اور جنوب و مشرق کی طرف کے معاملات کے انتظام مین مشغول تھا مین نے سردار عبدالصمد خان توخی[۵۱] کو بدخشان کا گورنر مقرر کیا - اپنے چچیرے بھائی محمد اسحاق خان اور سردار عبد القدوس خان[۵۲] کو ترکستان کا وائسرائے مقرر کیا تاکہ جوگ کہ جنوب و مغرب کے صوبجات ملک کے منتظم ہون وہ میری ہدایتون کے مطابق عمل درآمد کرین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۸ - کی تخت نشینی سے پہلے ملک مین نہ تھے۔

۵۱ یہ امیر کے سب سے زیادہ معتبر اور رازدار افسر ہین اور فی الحال ہر وقت حاضر خدمت رہتے ہین۔

۵۲ محمد اسحاق آجکل روس مین ہین - آیندہ بابون مین اونکا بہت ذکر کیا جائیگا - عبد القدوس خان امیر کے دربار مین آجکل میر عرض ہین اور تمام افغانستان مین اسوقت سب سے زیادہ ذی اقتدار اور بہت افسر ہین - اونکے خاندان کے ۹۰ سے زیادہ اشخاص اسوقت سرکاری ملازم ہین - ان ہی نے ۱۸۸۱ع مین ایوب خان سے ہرات چھین لیا جسکی تفصیل اگلے باب مین بیان کیجائیگی۔

اس شخص کی نسبت انگریزی مورخون نے جو کچھ لکھا ہے وہ غلط ہے - وہ کہتے ہین کہ یہ

جنوب و شرق کی سرحد پر انگریز قابض تھے۔ اونہون نے شیر علی خان کو والی مقرر کیا تہا اور قندہار مین ابہی تک موجود تھے۔ لیکن بعدہٗ اونہون نے شیر علی خان کو قندہار سے علیحدہ کردیا اور پنشن دیکر کراچی مین رکہا۔ ۲۱۔ اپریل ۱۸۸۱ء کو انگریزی فوج نے قندہار خالی کردیا اور میرے حوالہ کیا۔ مین نے اوسے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنالیا۔

جہان تک مین سمجہہ سکتا ہون میرا خیال ہے کہ شیر علی خان کے قندہار سے علیحدہ کیئے جانے کے اسباب یہ تھے۔

(۱) محمد ایوب خان نے تمام ضروری تیاریان اور انتظام ہرات مین کیئے تھے اور قندہار پر حملہ کرنے کیلئے بڑی فوج جمع کی تہی۔ شیر علی خان مین اوسکے مقابلہ کی طاقت نہ تہی اس لیئے کہ ایک مرتبہ پہلے بہی وہ ایوب خان کے ساتہ لڑائی مین کمزور ثابت ہوچکے تھے۔

(۲) قندہار کے لوگ اور دیگر مسلمان بہی عام طور پر اوسکے خلاف تھے۔ وہ نہایت بدنام تہا اور ہمیشہ بغاوت اور قتل ہوجانے کا اوسے خوف و خطر رہتا تہا۔

(۳) قندہار کے اپنی قلمرو سے علیحدہ ہونے کی نسبت مین نے کوئی اقرار نامہ نہین کیا تہا۔ اور نہ مین نے اوسکی علیحدگی منظور کی تہی۔ بلکہ مین اوسے اپنے آباو اجداد کا مسکن اور اپنے ملک کے سابق فرمانرواؤن کا دار السلطنت سمجہتا تہا۔ اسوقت جو انگریزون نے مجہسے اوسپر قبضہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۹ - سلطان خان کا بیٹا اور اکبر خان وزیر کا پوتا ہے۔ یہ صحیح نہین ہے۔ اکبر خان اسکا چچیرا بہائی تہا نہ کہ دادا۔ اوسکا باپ سردار سلطان محمد خان امیر دوست محمد خان کا بہائی تہا پوتا نہ تہا جیسا کہ انگریزی مورخون کا بیان ہے۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ سردار سلطان خان اس کا باپ نہین۔ دوسرے یہ اسحاق خان کے اہلکارون مین سے نہ تہا۔ امیر عبد الرحمن خان نے روس سے چلتے وقت اوسے اسحاق خان کا مددگار مقرر کیا تہا اور ہرات پر قبضہ کرنے کے لیئے امیر نے خود اوسے بہیجا تہا۔

کرنے کے لیئے کہا تو مین نے منظور تو کر لیا لیکن بہت سے غور و تامل کے بعد۔

ایک طرف تو مین نے یہ خیال کیا کہ قندہار پر قبضہ کرنے مین بڑا خطرہ ہے اسلیئے کہ ایوب خان شہر پر فوراً حملہ کرنے کے لیئے تیار تھا اور مجھکو اوس کے بچانے کے لیئے تیاری کرنے کا مطلق موقع نہ تھا۔ مین یہ بھی جانتا تھا کہ ملک کی حالت ابھی متزلزل تھی اور پورے طور پر نہین سنبھلی تھی اگر مین کابل چھوڑکر ایوب خان کے مقابلہ کو قندہار گیا تو مہینون مجھے باہر رہنا پڑیگا۔ اور میری غیر حاضری مین خود کابل کو نقصان پہونچنے کا خوف ہوگا۔ دوسری جانب یہ خیال تھا کہ کابل کی سلطنت بلا قندہار کے ایسی ہوگی جیسے چہرے پر ناک نہ ہو یا قلعہ مین دروازہ نہو۔ یہ مجھسے نہین ہوسکتا تھا کہ قوم کے سامنے اپنے آپ کو بزدل و نامرد ظاہر کرون یا اون کے دلون مین یہ خیال پیدا ہونے دون کہ سابق فرمانرواون کے دارالسلطنت پر قبضہ کرنے مین مجھے کسی قسم کا خوف تھا۔ اِن دونون پہلوؤن پر غور کرکے یعنی فوائد و نقصانات دونون پر نظر کرکے مین نے معلوم کیا کہ خطرہ بہت زیادہ تھا تاہم حسب معمول خدا پر بھروسہ کرکے مین نے شہر کو لے لینا منظور کیا اور ہاشم خان کو وہان کا گورنر مقرر کیا۔

# باب پنجم

## الحاق ہرات بسلطنت افغانستان

پیشتر کہہ چکا ہون کہ جب مین تخت نشین ہوا تو اولاً میری زندگی بے فکری و اطمینان کی زندگی نہ تھی اور ہر قسم کی مشکلات دامنگیر رہتی تھین۔ اسی حالت مین امیر ہونیکے بعد

یہ پہلی سخت لڑائی مجھے پیش آئی اور کس کے ساتھہ کہ اپنے ہی اقربا ورعایا اور اپنے ہی لوگون کے مقابلہ مین۔ کابل مین ابھی اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پایا تھا اور فوجی تیاریون کا وقت بھی نہ ملا تہا کہ مجھے لڑائی کے لیئے مجبور ہونا پڑا۔ محمد ایوب خان انگریزون سے شکست کہا کر ہرات پر قابض رہا۔ اور اُسی شکست کے دن سے لڑائی کی تیاریان شروع کین۔ ایک کثیر فوج جمع کر لی اور ہرات سے قندہار پر چڑہائی کی۔ جیسا کہ اوپر کہہ آیا ہون مجھے اس کا پہلے ہی سے خوف تہا لیکن اِس مصیبت کا سامنا کرنا ضروری تہا۔

چند باتین ایوب خان کے موافق اور میرے خلاف تہین اوسکے پاس بہتر اسلحہ وسامان جنگ اور فوج بھی مجھسے زیادہ تھی اور سب سے بڑہکر یہ کہ جاہل ملاؤن نے مجھہ پر جہاد کرنیکا اعلان دیا تہا جس سے اوسے فائدہ پہونچا۔ اونکا بیان تہا کہ مین انگریزون کا طرفدار ہون اور میرا مخالف غازی ہے اوسکے ساتھہ بارہ ہزار تعلیم یافتہ سپاہی مفصلۂ ذیل افسرون کی کمان مین تہے حسین علی سپہ سالار نائب حفیظ اللہ خان نائب سپہ سالار۔ جنرل تاج محمد خان پسر ارسلا خان غلزئی۔ سردار محمد حسن خان۔ سردار عبد اللہ خان پسر سردار سلطان جان و نبیرۂ محمد اعظم خان۔ سردار احمد علی خان پسر محمد علی خان۔ نور خان سردار عبد السلام خان قندہاری و قاضی عبد السلام پسر قاضی محمد سعید۔ موسے جان پسر یعقوب و خوشدل خان پسر شیر دل خان کو کئی ہزار سپاہیون کے ساتھہ ایوب خان نے ہرات مین چھوڑا۔ سردار شمس الدین خان و سردار ہاشم خان نے جو قندہار مین میرے گورنر تہے متذکرہ ذیل افسرون کو ایوب خان کے مقابلہ کے لیئے مقرر کیا۔ غلام حیدر خان توخی سپہ سالار۔ سردار محمد حسن خان پسر سردار خوشدل خان قندہاری اور قاضی سعد الدین خان جو جنگل دائسراے ہرات ہین معہ سات پلٹن پیدل

دو باتری توپخانہ - چار رجمنٹ رسالہ تین ہزار ملیشیا کے سوار اور سات پلٹن ملیشیا پیدل -
۲۰ - جولائی کو دونون فوجون مین بمقام کاریز متصل گرشک مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی ہوئی - شروع مین تو قندہاری فوج کو فتح نصیب ہوتی معلوم ہوتی تھی اور وہ نہایت دلیری سے لڑی - تقریباً ایوب خان کا پورا رسالہ شکست کھا کر پیچھے ہٹا اور ہر طرف بھاگ نکلا - صرف اسّی سردارون کے قریب تھوڑے سے ساتھیون کے ساتھ میدان جنگ مین رہ گئے - اِنہون نے خیال کیا کہ بھاگ کر جان بچانا ممکن ہے اسلیئے کہ تمام فوج چھوڑ کر بھاگ گئی تھی اِس وجہ سے لڑکر جان دینے کو بھاگتے ہوئے مارے جانے پر اونہون نے ترجیح دی یکجا ہوکر بڑی دلیری کے ساتھ وہ قندہاری فوج کے اصل حصہ پر گرے اور سیدھے قاضی سعد الدین سپہ سالار تک پہونچ گئے جو کہ اِن چند بہادرون سے شکست کھا کر قندہار کی طرف بھاگ کھڑا ہوا - سردار عبد اللہ خان اور ایوب خان کی فوج کے چند افسر اِس لڑائی مین مارے گئے - اسکے بعد ایوب خان نے آگے بڑھکر شہر قندہار پر بلا کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا -

میرے افسرون مین سے ہاشم خان و غلام حیدر خان کلات بھاگ گئے اور سردار محمد حسن خان مکہ معظمہ چلا گیا شمس الدین خان خرقہ[1] مین چھپ گیا - محمد ایوب خان نے وعدہ کیا کہ اگر وہ اوس مقدس مقام سے باہر آجائے تو اوسے سزا نہ دیجائیگی لیکن اوس کے نکلتے ہی وعدہ خلافی کی اور اوسے بید لگوائے -

---

[1] اِس سے وہ خرقہ مراد ہے جسے کہ رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا اور مختلف مسلمان بادشاہ نہایت احتیاط کے ساتھ اوسے رکھتے آئے ہین - اب وہ قندہار مین موجود ہے لوگون کا یقین ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ کسی جرم کا مرتکب ہو اوس کمرے مین چلا جائے جہانکہ یہ خرقہ رکھا ہے تو اوس کو کوئی ہاتھ نہین لگا سکتا جبتک کہ وہ خود باہر نہ آئے - (مولف)

اِس شکست کی خبر سنکر مجھے مجبوراً خود قندہار جانا پڑا اور اپنے بڑے بیٹے حبیب اللہ خان کو شہر کابل کا گورنر اور پروانہ خان کو سپہ سالار فوج مقرر کر کے مین روانہ ہوا۔ میرے ساتھ تقریباً بارہ ہزار فوج تھی اور مفصلہ ذیل افسر تھے:۔

غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار۔ فرامرز خان سپہ سالار (غلام حیدر خان مر گیا لیکن فرامرز خان اسوقت ہرات مین ہے)۔ غلام حیدر خان توخی سپہ سالار معہ دیگر افسران جنکے نام لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔

تقریباً دس ہزار آدمی توخی اور آندرہ اور دیگر قبائل کے راہ مین مجھسے آملے۔ ایوب خان کی فوج کی تعداد بیس ہزار تھی۔ کئی ملاؤن نے میرے کفر کا فتوی دیدیا تھا یہ کہکر کہ مین انگریزون کا نائب تھا۔ بعض لوگون کا بیان ہے کہ ایوب خان نے جبراً اس فتوے پر ملاؤن سے اونکی مرضی کے خلاف مہرین کرائی تھین۔

چند روز کے تیز کوچ کے بعد مین تیموریان نامی گانون تک پہونچگیا جو کہ قندہار سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایوب خان قندہار سے ایک میل آگے بمقام خیل ملا علیم مقیم تھا میرے پہونچنے کی خبر سنکر قندہار کی چھاونی مین واپس گیا۔ ۲۲۔ ستمبر ۱۸۸۱ع کو قدیم شہر قندہار کے کھنڈرون مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی شروع ہونے کے قبل ایوب خان کی چند غلطیون کی وجہ سے اوسکی فوج نے کسی قدر ہمت ہار دی تھی۔ وہ غلطیان یہ تھین۔

(۱) شہر سے باہر نکلکر اوس نے میری فوج کا مقابلہ نکیا اور بجائے مجھپر حملہ کرنے کے مجھکو اپنے اوپر حملہ کرنیکا موقع دیا جسکی وجہ سے فوج پر اوسکی بزدلی ظاہر ہوئی۔

(۲) شہر قندہار کو خالی چھوڑ دیا اور چھاونی مین مقیم ہوا۔

(۳) خیل ملا علیم سے واپس گیا۔

(۴) ابتدائے جنگ سے اختتام تک خود لڑائی مین شریک نہوا خیمہ گاہ سے نصف میل کے فاصلہ پر کوہ جبل زینہ کی چوٹی سے لڑائی کی کیفیت دیکھتا رہا - اِن سب باتون کی وجہ سے فوج کے دل چھوٹے ہو گئے تھے اسلیئے کہ اِن سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ خود لڑائی مین شریک ہونے سے ڈرتا تھا -

(۵) سات ہزار سوار کوہ جبل زینہ کے پیچھے اِس غرض سے پوشیدہ کر رکھے تھے کہ نازک وقت پر جبکہ زور شور سے لڑائی ہوتی ہو اونہین جھپٹ کر حملہ کرنے کا حکم دیا جاوے -

لیکن عین وقت پر وہ اسقدر گھبرا گیا کہ اون سوارون کا خیال بھی نرہا اور شروع سے اخیر تک اونہین لڑنے کا موقع نہ ملا - وہ برابر پہاڑی کے پیچھے رہے اور ایوب خان نے ایک مرتبہ بھی میدان مین آکر اپنے آدمیون کو ہمت نہ دلائی - باوجود اس کے چند لائق اور دلیر افسر اور بہادر سپاہی بہت اچھی طرح لڑے - اوس کے توپخانے نے بھی جو کہ قدیم قندہار کی پہاڑیون کی چوٹی پر ایک نہایت مستحکم موقع پر نصب کیا گیا تھا خوب کام دیا - پورے دو گھنٹے نہایت سخت لڑائی رہی اور یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ کسے فتح نصیب ہوگی - میری فوج کا میمنہ و میسرہ کسی قدر پیچھے ہٹ چلا تھا - لیکن قلب مین مین خود ایک ہزار باڈی گارڈ کے پیدل سپاہیون کے ساتھہ موجود تھا جس سے قلب فوج ہمت پا کر خوب لڑ رہا تھا - ہر سپاہی لڑائی مین اسقدر مصروف تھا کہ میرے چندار دلی بھی لڑنے کے لیئے آگے بڑہتے جاتے تھے اور میرے پاس صرف ایک سائیس رہگیا تھا - اس موقع پر جبکہ مین خوب آگے بڑھ گیا تھا ایوب خان کی فوج مین کمزوری کے آثار نمایان ہونے لگے اور میری وہ چار پلٹنین جو کہ گرشک کی شکست کے بعد محمد ایوب خان کے تابع ہوگئی تہین اور اسوقت اوسکی طرف سے

ڈر رہی تہین اوس سے بہر گئین - میری تخت نشینی سے پہلے تمام ترمیت یافتہ سپاہیون کا عام قاعدہ تہا کہ جب وہ ایک فریق کو کمزور پاتے تہے تو اوسے چہوڑ کر دوسری طرف جا ملتے تہے - اسی لیے جبکہ ان چار پلٹنون نے دیکہا کہ مجہے فتح ہوا چاہتی ہے تو فوراً بندوقین پہیر کر اونہون نے ایوب خان کے اوس حصۂ فوج پر گولیان چلانی شروع کین جو کہ میری فوج سے نہایت سختی سے لڑ رہا تہا - یہ دیکہکر میری فوج کے دل بڑہے اور آگے بڑہکر اوس نے دشمن پر خوب گولون اور گولیون کا مینہہ برسایا - دشمن کی فوج نے جب یہ دیکہا تو اوس کے پیر اوکہڑ گئے اور سپاہی ہر طرف بہاگ کہڑے ہوے - ایوب خان شکست کہا کر ہرات کی طرف واپس گیا -

کابل سے روانہ ہوتے وقت مین نے سردار عبد القدوس خان کو حکم دیا تہا کہ ترکستان سے ہرات پر چڑہائی کرے چونکہ میرا خیال تہا کہ ایوب خان اوس شہر کی پوری حفاظت کرکے نہ آیا ہوگا - حکم پاتے ہی سردار عبد القدوس خان نے چار سو سوار چار سو پیدل اور کوہی توپخانہ کی دو توپین لیکر فوراً ہرات پر حملہ کر دیا - لوئی نائب خوش دل خان نے جسے ایوب خان نے شہر کی حفاظت کے لیئے چہوڑا تہا تہوڑی فوج مقابلہ کے لیئے بہیجی لیکن شکست کہائی اور میرے سپاہی ہرات پہونچگئے - خوش دل خان مین اتنی ہمت نہ تہی کہ خود شہر کے باہر آکر لڑائی مین شریک ہوتا - اوس کی تدبیر یہ تہی کہ روز تہوڑے سپاہی عبد القدوس خان کے مقابلہ کو بہیجتا تہا جو کہ بلا تامل عبد القدوس کے سامنے ہتیار رکہدیتے تہے - ۴ - اگست کو عبد القدوس خان نے حملہ کرکے قلعہ فتح کر لیا -

سردار عبد القدوس خان سے ناظرین کی شناسائی کرانا ضرور ہے - جس زمانہ مین کہ انگریز کابل مین تہے وہ مجہ سے ملنے کے لیئے کابل سے تاشقند روانہ ہوا تہا لیکن جب وہ

سمرقند پہونچا تو مین نے لکہا کہ میرے آنے تک وہین ٹہیرو اسلئے کہ مین خود کابل جانے والا ہون - جیسا کہ مین پہلے ذکر کرچکا ہون سردار سرور خان - اسحاق خان اور عبدالقدوس خان کو مین نے ترکستان کے انتظام کے لیئے بہیجدیا تہا - یہ عبدالقدوس خان آجتک میرے بہترین اور معتبر افسرون مین سے ایک شخص ہے -

ایوب خان کو راہ مین اطلاع ہوئی کہ ہرات ہاتھ سے جاتا رہا اور سردار عبدالقدوس خان اوسپر قابض ہے - یہ سنکر وہ مشہد مقدس کی طرف بہاگ گیا - مین نے فرامرز خان[۵۱] سپہ سالار کو حکم دیا کہ سوار و پیدل و توپخانہ لیکر فوراً ہرات روانہ ہوجائے - قندہار مین تمام ضروری انتظام کرکے مین کابل واپس آیا -

جن ملاؤن نے میرے کفر کا فتویٰ دیا تہا اونمین سے عبدالرحیم[۵۲] اخوندکاکر (قندہار کا ایک قبیلہ) خرقہ مین جا چہپا تہا - مین نے حکم دیا کہ ایسے سگ ناپاک دل کو ایسے متبرک مقام مین نرہنا چاہیے اور اوسے باہر نکلوا کر مین نے اپنے ہاتہ سے قتل کیا -

کابل پہونچکر مجہے نہایت خوشی ہوئی کہ پروانہ خان[۵۳] میرے نہایت وفادار و معتمد ملازم

---

۵۱ یہ سب سے زیادہ ہردلعزیز سپہ سالار اور امیر کا معتمد اہلکار ہے - بچپن سے بطور امیر کے پیشخدمت کے اوسنے پرورش پائی اور اسوقت ہرات کا بڑا شہر اوسکی حفاظت و نگرانی مین ہے -

۵۲ اسکا بیٹا مولوی عبدالرؤف کابل مین ملاؤن کے امتحانات کا اہتمام کرتا ہے اور امیر کے درباریونمین سے ہے

۵۳ اس شخص پر امیر کو اپنے کسی بیٹے کے اہلکار یا اقربا سے بہی زیادہ اعتبار تہا - امیر کی جلاوطنی کے زمانہ مین وہ برابر ساتہ رہا اور جب کہ امیر کو روپیہ کی تکلیف تہی تو اوسنے اپنے آپکو بطور غلام کے فروخت کیا تہا - یہ اوسنے تین یا چار مرتبہ کیا اور امیر نے اخیر مین اوسے آزاد کرایا - آخر دم تک امیر کی تمام رعایا اوس سے از حد محبت کرتی تہی - سنہ ۱۸۹۲ع مین اوسنے انتقال کیا - اوسکا ایک بیٹا امیر کا مقرب ہے اور باقی چار بیٹے امیر کے چار بیٹون کے مقرب ہین -

اور حبیب اللہ خان میرے بیٹے نے اپنی خدمات نہایت خوبی سے انجام دین۔ حبیب اللہ خان ابھی بہت کم عمر تھا لیکن اوسنے ایک بڑا کام یہ کیا کہ سپاہیون مین جا کر سردارون سے میری خیر خواہی کے لیئے گفتگو کی۔ نہ تو وہ گھبرایا اور نہ اوسے مطلق خوف آیا اور ہرا مین پروانہ خان۔ مرزا عبد الحمید خان اور چند دیگر افسرون کی رائے سے کام لیا جنہین کہ مین نے اوس کا صلاح کار مقرر کیا تھا۔ میری غیر حاضری مین باشندگان کوہستان و حصارک۔ محمود کنڑی۔ عبد الرشید۔ جمعہ خان او محمد حسین ورد ک نے لوگون کو بغاوت کے لیئے برانگیختہ کرنے کی کوشش کی لیکن میرے اہلکارون کی عقلمندی اور دوستانہ سلوک کی وجہ سے اِن سازشون سے کوئی خراب نتیجہ پیدا نہوا۔

محمد ایوب خان کی شکست اور ہرات کی فتح نے مجھے اپنے آباو اجداد کی پوری سلطنت کا مالک بنا دیا لیکن ابھی تک بہت کچھہ کرنا باقی تھا اور جب تک اوسے انجام نہ دے لیتا اپنے آپ کو در حقیقت ملک کا مالک یا بادشاہ نہین کہہ سکتا تھا۔ پہلے ذکر کر چکا ہون کہ ہر ملا اور ہر قبیلہ و قریہ کا سردار اپنے آپ کو آزاد سمجھتا تھا اور اس سے پیشتر دو سو برس تک اِن ملاؤن مین سے بہتسون کی آزادی و خود مختاری اونکا کوئی بادشاہ نہین توڑ سکا تھا۔ میر ہاے ترکستان و ہزارہ و سرداران غلزئی سب اپنے امیرون سے زیادہ طاقتور تھے اور جب تک کہ اِن لوگون کو اختیارات حاصل رہے بادشاہ ملک مین انصاف نہین کر سکتا تھا۔ انکا جور و ظلم قابل برداشت نہ تھا۔ ایک تفریح تو اونکی یہ تھی کہ زن و مرد کے سر کا نڈر لوہے کی آنکڑون چادرون پر رکتے تھے اور دیکھتے تھے کہ وہ کس طرح کودتے اوچھلتے ہین۔ اس سے بھی بدتر رسوم اونمین مروج تہین لیکن مین اونکی تصریح کرنا نہین چاہتا اس سیلئے کہ ناظرین کو

ناگوار خاطر ہوگا - ہر سردار - اہلکار شاہزادہ و بادشاہ کے پاس جلادون قاتلون قزاقون اور چورون کی بڑی جماعتین نوکر تہین - قزاق مسافرون سوداگرون اور ملک کے دیگر متمول تجارت پیشہ لوگون کو قتل کرتے اور اون کا مال و متاع لوٹ لیتے تھے اور یہ مال آقا و ملازمون مین تقسیم ہوتا تہا - ہر ڈاکو کے پاس علیحدہ علیحدہ گروہ بندوقون سے مسلح رہتے تھے - اگلے باب مین بیان کرونگا کہ سادو اور ہدادو دو راہزنون کے ساتھ مجہے کس بری طرح سے لڑنا پڑا اور اونہون نے میری فوج کو کئی بار شکست دی اونمین سے ایک کو مین نے پنجرے مین بند کیا اور وہ اسوقت کوہ تنابند[۱] کی چوٹیون پر لٹک رہا ہے -

بہت سے ملا عجیب و غریب عقائد و مسائل مذہب اسلام کے متعلق سکہلاتے تھے جنکی کہ ہمارے پیشوا رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ و سلم نے کبھی تعلیم نہ فرمائی حالانکہ یہی مسائل ہر ملک مین تمام اسلامی اقوام کے تنزل کا باعث ہوئے ہین - وہ سکہلاتے تھے کہ لوگون کو کبھی کوئی کام نکرنا چاہئیے صرف دوسرون کے مال سے مستفید ہونا چاہیے اور آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ لڑنا چاہئیے -

متذکرۂ بالا اشخاص مین سے ہر شخص اپنے تابعین سے علیحدہ محصول و غیرہ وصول کرتا تہا - اسلیئے پہلا کام جو مجہے کرنا تہا وہ یہ تہا کہ ان بے شمار راہزنون - چورون جہوٹے ولیون اور مصنوعی بادشاہون کا خاتمہ کیا جائے - لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ یہ

[۱] اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بعض لوگون کا خیال ہے کہ اگر اس پہاڑ کی چوٹیون پر چہترے لٹکا دین تو اولاد یا جس چیز کے لیئے دعا کیجائے خدا دیتا ہے - ہندوستان کی سب سے بڑی ملکہ ملکہ نورجہان اسی پہاڑ کی چوٹی پر پیدا ہوئی تہین - جس زمانہ مین کہ اون کے والدین ایران سے ہندوستان نکال دئے گئے تھے -

آسان کام نہ تھا اور پندرہ سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ان لوگون نے یا تو میری
اطاعت قبول کرلی یا ملک چھوڑ دیا اور ملک سے اس طرح گئے کہ یا تو جلاوطن کردئے
گئے یا دوسری دنیا کو سدھارے - اگلے باب مین مین اون لڑائیون کا ذکر کرونگا جو کہ میرے
ملک مین تخت نشینی سے لیکر آج تک واقع ہوئین - اس کے بعد اپنی زندگی کے
دیگر واقعات بیان کرونگا لیکن سب سے پہلے اسکی ضرورت تھی کہ جو لوگ القصافت
تہذیب - ترقی - تعلیم اور لوگون کی آزادی کے مخالف تھے اون سے مطلع صاف
کیا جائے -

بہت سے متعصب اور جاہل اشخاص مجھ پر حرف لاتے ہین اور ان لڑائیون کی
وجہ سے مجھ پر الزام لگاتے ہین کہ مین لوگون کے ساتھ نہایت سختی و درشتی کے ساتھ
پیش آیا - لیکن اس زمانہ کی مہذب سے مہذب قومون کی ایسی نظیرین موجود ہین جن سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداً اونہین اپنے ہی لوگون سے اس لیئے لڑنا پڑا تھا کہ وہ اولاً
تہذیب کے معنی نہین سمجھتے تھے - اسی صدی مین انگلستان کے پیشہ ور لوگون
نے اپنی گورنمنٹ کے خلاف سخت بلوے کیئے - مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میری
حکومت کے اتنے تھوڑے عرصہ مین میری قوم تہذیب کے زینہ پر اسقدر چڑھ گئی ہے
کہ دولتمند و متمول لوگ بحفاظت تمام بلا کسی خوف و خدشہ کے میری عملداری مین ہر جگہہ دن
ہو یا رات آجا سکتے ہین - حالانکہ افغانستان کی سرحد پر اون حصون مین جہان کہ انگریزی
سلطنت ہے کوئی شخص بلا مضبوط باڈی گارڈ کی حفاظت کے ایک قدم بھی نہین
اوٹھا سکتا -

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

لوگون کو خیال ہوا ہوگا کہ جس روز سے مجھے تخت ملا اوسی دن سے میرے آرام وخوشی کا زمانہ شروع ہوا لیکن یہ صحیح نہین - برخلاف اسکے اوس دم سے میری آزادی رخصت ہوئی اور دقت و دشواری - ناامیدیان و تفکرات اور رنج والم زیادہ ہوا - ناظرین کو معلوم ہے کہ اپنے والد اور چچا صاحب امیر اعظم خان کے عہد حکومت مین بھی مین معاملات سلطنت مین دخیل تھا - اونمین حصہ لیتا تھا لیکن تمام ذمہ داری اونکے سر تھی - اس مین کوئی شک نہین کہ جتنی انسان ترقی کرتا ہے اوتنی ہی ذمہ داریان بڑہتی جاتی ہین اور جسقدر ذمہ داریان بڑہتی ہین اوسی قدر تفکرات زیادہ ہوتے ہین -

ہمارا مذہب سکہلاتا ہے کہ بروز قیامت خداوند کریم کے روبرو ہر شخص اپنے افعال کا ذمہ دار ہوگا لیکن بادشاہ صرف اپنے ہی افعال کے ذمہ دار نہونگے - وہ اپنی رعایا کے امن و آسائش کے بھی جوابدہ ہونگے جسے کہ خداوند نے اون کے سپرد کیا ہے -

حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن شہنشاہ دوجہان اس دنیا کے بادشاہان

سے اولاً سوال کرے گا "آج اس دنیا کی بادشاہت کسکی ہے؟" اور سب یکزبان ہوکر جواب دینگے "تیری اے خدا جو کہ سب سے زیادہ طاقتور ہے" پھر خدا پوچھیگا "اگر تم سب کو یہ معلوم تہا تو تم نے اون لوگون کے امن و آسائش کی فکر کیون نہ کی جن کو کہ مین نے تمہارے سپرد کیا تہا؟"

یہ سوچکر کہ قیامت کے دن اپنی رعایا کے حفظ و امان کے لیئے جوابدہ ہونا پڑیگا اور یہ خیال کرکے کہ میرے ملک کی حالت کسقدر ابتر تہی مین نہایت افسردہ و غمگین ہوا تمام واقعات اور ملک کی حالت دیکہکر مجہے خیال ہوتا تہا کہ تمام انتظام درست کرنا اور ترقی کرنا صرف مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن تہا اور اس کا تو خواب و خیال بہی نہ تہا کہ اوس رحمٰن الرحیم کی امداد سے افغانستان میری حکومت کے اتنے تہوڑے عرصہ مین ایسی عجیب و غریب ترقی کریگا جیسی کہ اوس نے کی ہے۔ ملک کی تباہی کے اعلیٰ ترین اسباب ہی صرف موجود نہ تہے بلکہ ترقی کے تمام ذریعے تنزل کی سب سے نیچی سطح پر پہونچ گیئے تہے حتیٰ کہ اونکے وجود مین بہی شک تہا۔ لیکن چونکہ قادر مطلق نے یہ ذمہ داری مجہے دیدی تہی مین نے اوسکی درگاہ مین عاجزی کے ساتہہ دعا مانگی کہ آدمیون کے اوس گلے کی حفاظت کی مجہے توفیق دے جسکی نگرانی کہ میرے متعلق کی تہی تاکہ اس دنیا مین اور قیامت کے دن مین شرمسار نہون۔ مین نے ہمت نہ ہاری اور اوس وعدہ پر بہروسہ کیا جو کہ خدا نے کلام پاک مین اپنے حبیب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ اگر مین اوس سب مصیبت اور بدبختی کا ذکر کرون جو کہ ملک پر طاری تہی تو اوس کے بیان کے لیئے ایک پوری کتاب درکار ہے۔ اس لیئے مین صرف اختصار کے ساتہہ بیان کرونگا کہ

میری تخت نشینی کے وقت ملک کی کیا حالت تہی تاکہ ناظرین کو دلچسپی ہو اور وہ خود مقابلہ کرکے سمجھہ سکین کہ اسوقت کی حالت اور ترقی سے اوس زمانہ کی کیفیت سے کتنا فرق ہے۔

مین چاہتا ہون کہ اپنی مصیبت و دشواری کے چند اسباب بیان کرون۔ وہ یہ تہے۔

(۱) چونکہ قصر بالا حصار جو کہ میرا آبائی مکان تہا انگریزی فوج نے مسمار کردیا تہا اور دوسری کوئی عمارت قابل بود و باش نہ تہی اس لیے میری تخت نشینی کے وقت میرے رہنے کیلئے کوئی شاہی مکان نہ تہا اور نہ کوئی اور جائے قیام موجود تہی۔ کیونکہ افغانستان مین ہوٹل نہین ہین۔ میرے نزدیک شاید ہی کوئی ایسی نظیر ہو کہ شاہ کے سونے کے لیے ایک کمرہ تک موجود نہو۔ نیا محل تعمیر ہونے تک مین خیمون اور رعایا کے خام مکانون مین جو کہ عاریتاً مین نے لیے تہے مقیم رہا۔

اس کتاب کے گذشتہ بابون سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ لڑکپن سے میری عادت تہی کہ کہلے میدان مین سویا کرتا تہا اور میرا مکان ہمیشہ باغ مین ہوا کرتا تہا جہانکہ تازہ ہوا بکثرت مل سکے۔ اس لیئے ان غلیظ اور بند گلیون کے خام مکانون مین رہنا جنمین بکثرت سوراخ تہے اور چوہون کا شور اور اونکی خانہ جنگیان پہلی لڑائیان تہین جو کہ مین نے دیکہین میرے لیئے سخت تکلیف دہ تہا اور اون کے شور کی وجہ سے مین رات بہر نہین سو سکتا تہا۔

(۲) سرکاری خزانہ مین ایک حبہ نہ تہا جس سے کہ فوج کی خواہ کسی اور سرکاری ملازم کی تنخواہ ادا کی جاتی اور صرف یہی نہین بلکہ خزانہ کا وجود ہی نہ تہا۔ ملک کی جمع ایک یا دو سال کی شیر علی خان۔ یعقوب خان اور انگریزی فوج نے پیشگی ہی وصول کرلی تہی یا قرض لے لی تہی۔ اسلیئے مین کچھہ بہی روپیہ وصول نہین کرسکتا تہا۔

(۳) اسلحہ و دیگر سامان حرب جو ملک مین حفظ و امان کے لیے ضروری ہے مطلق نہ تہا - جو تیس پرانی افغانی توپین مین نے انگریزون سے لی تہین اون کی ایسی بوسیدہ حالت تہی کہ اگر کسی توپ کی نال ہی تو گاڑی نہین ہے اگر گاڑی ہے تو دُہرا ٹوٹا ہوا ہے یا چوبی پہیئے اور گاڑیون کی یہ کیفیت ہے کہ پہلی بار چلاتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین - اور بعض اگر پوری بہی تہین تو اونکے لیئے گولے نہ تہے - ایک پتہر یا لکڑی کا ٹکڑا بلغیر گولہ بارود کی توپ سے زیادہ بکار آمد ہے اس لیئے کہ کوئی سپاہی دشمن کو توپ کی نال سے نہین مار سکتا لیکن لکڑی سے مار سکتا ہے -

(۴) ہرات میری حکومت سے علیحدہ کر کے ایوب خان کے حوالہ کر دیا گیا تہا جو کہ لوگون کو میرے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دے رہا تہا اور لڑائی کی تیاری کرتا تہا - قندہار کا حاکم انگریزون نے سردار شیر علی خان کو مقرر کیا تہا اور وہ بہی لوگون کو اپنی جماعت مین شریک کرنے کے لیئے بہکا رہا تہا میمنہ کا گورنر دلاور خان میرے برخلاف سازش کر رہا تہا - خود ملک مین سابق بادشاہون شاہ شجاع - شیر علیخان و یعقوب خان کی کمزوری کی وجہ سے ہر سردار سید یا ملا اپنے آپ کو خود مختار مشہور کر رہا تہا اور جبراً رعایا سے روپیہ وصول کرتا تہا - بادشاہون مین اتنی ہمت اور طاقت نہ تہی کہ ایسے غاصبون کو سزا دیتے اور ملک مین امن و امان قایم کرتے -

شیر علی خان کے دفتر کے کاغذات سے جو کہ اب میرے اہلکارون کے قبضہ مین ہین معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے لیئے جو سزا تہی وہ صرف یہ تہی کہ قاتل پر پچاس روپیہ جرمانہ کیا جاتا تہا جس سے ثابت ہوتا تہا کہ مرد و عورت کی جانین بہیڑ یا گائے کی جان سے بہی ارزان تہین - اس نرمی کی وجہ سے صرف ایک چھوٹی سی جگہہ کجرآب سے جس مین بیس ہزار خاندان بستے ہین پچاس ہزار روپیہ سالانہ جرمانہ کا موصول ہوتا تہا - جسکے یہ معنی ہین کہ سال مین ایک ہزار خون کیئے جاتے تہے -

کابل مین خاندان شیر علی خان کے معاونین جاہل ملا اور جہوٹے غازی جن کا صحیح نام

افغانون نے تازی رکھا ہے لوگون کو میرے خلاف یہ کہکر بھکارہے تھے کہ مین کافر ہون اس لیئے کہ انگریزون کا دوست ہون جو کہ خود کافر ہین اور اس لیئے ہر مسلمان کو مجھہ پر جہاد کرنا چاہیئے۔

مقدمات اور عدالت کرنے کا یہ دستور تھا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ شخص شاہ کے سامنے عرض معروض کر سکتا تھا اور اس سہل طریقہ سے کہ شاہ کی ریش وہ ستار پکڑ لیتا تھا جس کے یہ معنی ہوتے تھے کہ اس ریش کی شرم کرو اور میری فریاد سنو اور شاہ کو مجبوراً سننا پڑتا تھا۔ ایک روز مین حمام جا رہا تھا کہ ایک زن وشو دوڑ کر میرے سامنے حمام مین داخل ہو گیئے شوہر نے میری ڈاڑہی آگے سے پکڑلی اور پیچھے سے عورت نے دستار کھینچنی شروع کی۔ مجھے نہایت تکلیف ہوئی اس لیئے کہ ہر چند دہ میری ڈاڑہی کھینچ رہا تھا۔ چونکہ مجھے ان دونون سے چھٹانے کے لیئے کوئی سنتری وغیرہ اوس وقت قریب نہ تھا مین نے منت کی کہ میری ڈاڑہی چھوڑدو اس لیئے کہ بغیر ڈاڑہی کھینچے ہوئے مین تمہاری درخواست سن سکتا ہون لیکن بیکار۔ مجھے اوس وقت کسی قدر افسوس ہوا کہ یورپین طرز مین نے کیون نہین اختیار کیا اور ڈاڑہی کیون رکھی۔ اسکے بعد مین نے حکم دیا کہ آیندہ حمام کے دروازہ پر سنتری پہرہ رہا کرے۔

ایک اور دستور یہ تھا کہ دربار مین جب کبھی مٹھائی کے خوانچے آتے تھے تو وزرا و دیگر اہلکار بجائے اسکے کہ اپنے حصہ کا انتظار کرین اوس پر ایک ساتھہ ٹوٹ پڑتے تھے تاکہ ہر شخص جسقدر زور آزمائی سے لے سکے حاصل کرلے۔ مین نے اونہین حتی الامکان سمجھایا کہ یہ وحشیانہ حرکت ہے کہ جنگلی جانورون کی طرح اپنے بادشاہ کے روبرو پیش آتے ہو اور اوس مین میری اور تمہاری دونون کی ہتک ہے لیکن اونہون نے مطلق خیال نکیا۔ ایک مرتبہ عید کے دن مجھے اونکی اس حرکت پر اتنا طیش آیا کہ

پہرے کے سپاہیون کو مین نے حکم دیا کہ جہانتک ہوسکے اونہین زدوکوب کرین اور بعد کو یہ دیکھکر مجہے کسی قدر ہنسی آئی اور افسوس بہی ہوا کہ مٹھائی کے لیئے اون کے سر پہٹ گیئے تہے اور خون بہہ رہا تہا۔ لیکن اس سزا کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس روز سے یہ احمقانہ بیہودہ حرکت موقوف ہو گئی۔

اب مین شاہی صلاح کارون اور ارکین سلطنت کی بڑی دانشمندی کی ایک مثال دیتا ہون۔ ایک مرتبہ روٹی وغلہ بازار مین نہایت گران فروخت ہونے لگا اور قحط کا خوف پیدا ہوا۔ میرے مشیر کارون تے جن سے کہ مین نے اوسوقت راے لی۔ نہایت زور سے صلاح دی کہ غلہ فروشون کے کان اونکی دوکانون کے دروازون پر کیلون سے جڑوئے جائین وہ ڈرکر ضرور غلہ کا نرخ ارزان کردینگے۔ یہ بیش بہا صلاح سنکر مجہہ سے نرہا گیا اور بے اختیار ہنس پڑا اوس روز سے آجتک مین نے کسی معاملہ مین اپنے صلاح کارون سے مشورہ نہین لیا ہے۔

تخت کے دعویدار اس کثرت سے تہے کہ اون سب کے نامون کی فہرست تیار کرنا ناممکن ہے۔ میرے اہل وعیال روس مین تہے اور اپنے چند معتبر ملازمین کو ملک کے انتظام کے لیئے مجہے دوسرے شہرون مین مجبوراً بہیجدینا پڑا تہا۔ اس لیئے ایسی یاس ومصیبت کی حالت مین میرے پاس کوئی صلاح کار دوست نہ تہا لیکن جسے کہ صرف خدا پر بہروسہ واعتقاد ہے اوسے رنج وتکلیف کے زمانہ مین صرف خدا کا ساتہہ کافی ہے۔

علاوہ برین ہمسایہ سلطنتون کی وجہہ سے بہی مین نہایت متردد رہتا تہا۔ اس لیے کہ اگر ایک کی طرف میری توجہ ذرا بہی زیادہ ہوتی تہی تو دوسری کو شکایت ہوتی تہی۔

مورخین و تجربہ کار مدبرین سمجھہ سکتے ہین کہ جب کوئی سلطنت ایسی تباہی کی حالت مین ہو اور چھوٹے چھوٹے خودسر سردارون مین تقسیم ہوجاسے تو اوسے آپس مین جوڑکر ایک مضبوط حکومت بنانے مین ایک مدت دراز درکار ہے - مثلاً مملکت ہندوستان کو دیکھو کہ آخری شاہان مغلیہ کی کمزوری کے سبب سے اوس کی متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستین بنگئی تہین - انگریزون کو اوس کے درست کرنے مین کتنا عرصہ لگا - کسقدر تکلیف ہوئی - کتنی بغاوتین فرو کرنی پڑین باوجودیکہ مدبران انگلسی بے انتہا عقلمند - تجربہ کار اور واقف کار تھے - اسی طرح حکومت افغانستان کی ایسی نازک حالت تھی کہ جب کبھی اوسکا فرمانروا چند میل بھی دارالسلطنت کے باہر جاتا تھا تو واپس آکر کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہہ پاتا تھا اور اوسے خود فرار ہونا پڑتا تھا - پہر شیر علی خان نے اپنے آپ مین اتنی طاقت نہ دیکھکر کہ سردارن رعایا سے مقابلہ کرسکین ایک اور طریقہ ایجاد کیا تھا جسے کہ وہ نہایت مدبرانہ کارروائی سمجھتے تھے وہ یہ تھا کہ آپس مین اپنے سردارون اور اہلکارون کو ایک دوسرے سے لڑا دینا اور کشت و خون کی ہمت دلانا - ساتھہ ہی ایک قانون بنایا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو مارنا چاہے تو تین سو روپیہ فی کس خزانۂ سرکاری مین جمع کرے اور جتنے دشمنون کو چاہے مارڈالے - شیر علی خان کا خیال تھا کہ اس سے دو فائدے متصور تھے ایک تو یہ کہ باغی سردار آپس مین لڑکر بلا کسی مصیبت کے دفع ہوجاتے تھے - دوسرے تین سو روپیہ فی آدمی مفت مین ملتا تھا - بقول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ -

| | |
|---|---|
| بقومے کہ نیکی پسند د خدا سے | دہد خسروے عادل نیک راسے |
| چو خواہد کہ ویران شود عالمے | کند ملک در پنجۂ ظالمے |

خدا کا شکر ہے کہ افغانستان اب وہ افغانستان نہین ہے۔ تمام ملک مین سال بھر مین کل پانچ مقدمات قتل کے ہوتے ہین جو تعداد کہ بہت سی مہذب سلطنتون سے کم ہے لوگون کا طریقہ معاش نہایت خراب ہوگیا تھا اور بُری عادتین اون مین کثرت سے پیدا ہوگئی تہین۔ جس حالت مین کہ شیر علی خان کے دونون بیٹون یعقوب خان و ایوب خان نے ہرات مین اپنے والد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو امیر کے بیٹون کی ایسی اچھی نظیر دیکھکر خود رعایا نے کیا کچھ عمدہ سبق نہ سیکھے ہونگے۔ شیخ سعدی فرماتے ہین ؎

| | | |
|---|---|---|
| من از بیگانگان ہرگز نہ نالم | کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد | |

شاہ اور اوسکے خاص اہلکار ہر قسم کی نفس پروری مین غرق تھے اور رعایا علیحدہ مصیبت مین تھی اس لیئے کہ یہ ظالم افسر بہت زیادہ ٹیکس وصول کرتے تھے۔ نمازیون کے معدوم ہونے کی وجہ سے مسجدون مین کتے لوٹتے تہے۔ جمعہ کو بجاے عبادت کے قماربازی فتنہ و فساد ایک دوسرے کو پتھر مارنا اور لہو و لعب کا بازار گرم رہتا تھا اون قبرستانون مین جو کہ حوالی شہر مین واقع ہین اور زیارت کہلاتے ہین اکثر لوگ آپس مین لڑکر زخمی ہوجاتے تھے۔ خدا سچ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ الحمد للہ اسی ملک نے جس کی کہ ایسی خراب و افسوسناک حالت تھی اب ایسی تعجب خیز ترقی کی ہے اور وہان ہر طرح کا امن ہے اور رعایا ایسی خوشحال ہے کہ اوس کے دوست و بہی خواہ نہایت خوش ہین اوسے مضبوط قوم سمجھتے ہین جس سے کہ ضرورت کے وقت امداد کی امید ہوسکتی ہے اور دشمن اوسے ایک مضبوط اور خوفناک مخالف خیال کرتے ہین۔ میری رعایا اسوقت نہایت صلح پسند اور فرمانبردار ہے اور خوشی سے میرے ہر قسم کے احکام کی تعمیل مستعدی سے کرتی ہے ہزارہ

اور کافرستان کی لڑائیون مین اوس نے اپنی جان نثاری اور وفاداری کا بڑا زبردست
ثبوت دیا - اوس نے ثابت کر دیا (اور یہ دیکھکر مجھے نہایت مسرت ہوئی) کہ اب وہ
سمجھتی ہے کہ گورمنٹ کی بہبودی گویا اوس کی اپنی بہتری ہے - اور ایک کے نقصان
سے دوسرے کا نقصان ہے - اپنے خرچ سے کثیر التعداد لوگ ہزارہ اور کافرستان
مین لڑنے کے لیئے گئے اور گورمنٹ کے مخالفین کو اُنھون نے اپنا دشمن سمجھا -
ایک مزید ثبوت لوگون کی محبت اور گورمنٹ کی خیرخواہی کا ۱۸۹۵ء مین دیا گیا اور وہ
یہ تھا کہ سرکاری ملازمین - تجار - زمیندار اور ہر طبقہ کے لوگون نے اپنی سالانہ آمدنی
کا دسوان حصہ بلا میری کسی قسم کی درخواست کے سرکاری خزانہ مین داخل کیا - اور
استدعا کی کہ اوس روپیہ سے اسلحہ و دیگر سامان جنگ خریدکیا جائے تاکہ بیرونی حملون
سے ملک محفوظ ہے - وہی قوم جو کہ ابتداے حکومت مین میری ہمیشہ مخالف
رہی اور بغاوت کرتی رہی جیسا کہ بعد کو مفصل بیان کیا جائیگا آج نہایت صلح پسند
مطیع - فرمانبردار - پابند قوانین اور مہذب ہے - یہ لوگ اب ہر قسم کی صنعت و
حرفت کے سیکھنے مین مشغول رہتے ہین اور عموماً اپنے ملک کی ترقی اور اپنی بہبودی
و سرسبزی کی تدبیرین کرتے ہین - خدا کا شکر ہے کہ ایسی علامتین بھی موجود ہین جنسے
کہ آیندہ اور زیادہ ترقی اور بہتری کی اُمید پائی جاتی ہے - جو حالت کہ لوگون کی میری تخت
نشینی کے وقت تھی اوس کا ذکر کر چکا ہون اِس لیئے اب اون واقعات کا تذکرہ کرونگا
جو اوس کے بعد واقع ہوئے -

مین نے اوس نصیحت پر بہت ہی زیادہ عمل کیا جو کہ رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس حدیث[۱] مین فرمائی تھی اور جسکی طرف مولانا روم علیہ الرحمتہ

[۱] مسلمانون کے ہان حکم ہے کہ ہر شے خدا کی مرضی و حکم کے تابع ہے لیکن خدا صرف اون لوگون کی مدد کرتا ہے

نے اپنے اس شعر مین اشارہ کیا ہے ؎

| گفت پیغمبر بآواز بلند | با توکل زانوے اشتر بہ بند |
| --- | --- |

دو واقعات ایسے پیش آئے جن سے مجھے نہایت تشفی ہوئی اس لیئے کہ اون سے مجھے امید ہوئی کہ مین اپنی فرمانروائی مین ناکامیاب نہونگا اور اخیر مین مجھے ضرور کامیابی حاصل ہوگی - ایک تو یہ تھا -

ایک شب روس سے افغانستان روانہ ہونے سے پہلے مین نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے میرے دونون بازو پکڑکر ایک بادشاہ کے حضور مین لیگئے جو کہ ایک چھوٹے کمرہ مین تشریف رکہتے تھے - اونکا چہرہ بیضاوی تھا اور اوس سے نرمی اور حلم ظاہر ہوتا تھا - ریش گول اور ابرو و مژگان خوبصورت ولنبی تھین نیلے رنگ کی بڑی ڈہیلی پوشاک زیب بدن اور سفید دستار سر پر تھی - اونکی شکل سے کمال خوبصورتی اور نرمی عیان تھی اونکی واہنی طرف ایک دراز قد لیکن لاغر شخص بیٹھے ہوئے تھے جن کی ریش لنبی اور سفید تھی اور چہرہ سے مہربانی و سنجیدگی پائی جاتی تھی - ان کے بعد ایک اور صاحب تھے جو کہ اسقدر دراز قد نہ تھے بلکہ میانہ قامت تھے - اپنے عمر رسیدہ ساتھی سے انکا رنگ صاف تھا اور ایک قلمدان آگے رکہا ہوا تھا - انکی پوشاک کسی قدر شاندار تھی اور چند ورق کاغذ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۹ - جو خود اپنی مدد کرین - اس کی تشریح مفصلۂ ذیل قصہ سے ہوتی ہے ایک مرتبہ ایک شخص نماز ادا کرنے کے لیئے ایک مسجد مین داخل ہوا جہانکہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے - اور اپنا اونٹ مسجد کے دروازہ پر چھوڑ دیا - آپ نے دریافت فرمایا کہ اونٹ کس کی حفاظت مین چھوڑا ؟ اوس شخص نے جواب دیا کہ توکلت علی اللہ آپنے ارشاد فرمایا اعقلہا وتوکل علی اللہ - لیعنی اوسکا پیر باندہ دے اور خدا پر توکل کر - غرض یہ ہے کہ اسلامی فلسفہ اس بارہ مین سکہلاتا ہے کہ لوگون کو چاہیئے کہ حتی الامکان کوشش کرین اور باقی خدا کے سپرد کرین - اس بات کی اونہین کبہی اُمید نہ کرنی چاہیئے کہ جَو بونے سے گندم پیدا ہوگا -

جن پر عربی لکھی ہوئی تھی سامنے تھے - بادشاہ کی بائین طرف ایک اور شخص تھے کشیدہ بینی ڈاڑہی
سنہری تھی موچہین ابرو موٹی تہین - اور چہرہ سے مہربانی اور رحم دلی کے آثار نمایان تھے -
لیکن اون دونون کی بہ نسبت جنکا کہ مین ذکر کرچکا ہون انمین تدبر زیادہ پایا جاتا تہا اور سب سے
زیادہ دراز قد بہی تھے اونکے نزدیک ایک درّہ بہی رکہا ہوا تہا - اونکے بعد ایک اور شخص تھے
نہایت حسین اور شکل وصورت مین بہ نسبت اورون کے شاہ سے زیادہ مشابہ تھے - قدیم زمانہ
کے فوجی افسرون کی طرح اونکی پوشاک تہی اور شمشیر ہاتہہ مین تہی - اونکے چہرہ سے نہایت ہوشیاری
پائی جاتی تہی اور اون کا انداز سپاہیانہ تہا لیکن سب سے زیادہ پست قامت تھے - جسوقت
کہ مین بادشاہ اور اونکے چار ساتہیون کی خدمت مین حاضر ہوا مین نے دیکہا کہ ایک کہڑکی کہلی جو اسی
کمرہ مین لگی ہوئی تہی اور ایک اور شخص سامنے لایا گیا - شاہ نے اس شخص کی طرف اشارہ
کیا اور اوس نے جواب دیا "اگر بادشاہ ہوجاؤن تو مین دوسرے مذہبون کے معابد سب منہدم
کردونگا - اور اونکی جگہہ مسجدین تعمیر کراؤنگا" اس جواب سے بادشاہ ناخوش نظر آئے اور فرشتون
کو حکم دیا کہ اوسے لیجائین جسکی کہ فوراً تعمیل کیگئی - پہر مجہہ سے یہی سوال کیا گیا مین نے کہا -
"مین انصاف کرونگا اور شرک توڑکر کلمہ جاری کرونگا" میرا جواب سنکر چارون ساتہیون نے
نظر عنایت سے میری طرف دیکہا جس سے معلوم ہوتا تہا کہ میرے بادشاہ بنانے پر وہ رضامند
تھے - اوسیوقت میرے دل مین یہ خیال بہی پیدا ہوا کہ وہ بادشاہ سرور دوعالم حضرت رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور جو دو صاحب اونکی دائین طرف تھے وہ حضرت ابوبکر
صدیق وحضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے - اور بائین جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
وحضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے - اس کے بعد میری آنکہہ کہل گئی اور یہ خیال کرکے نہایت خوشی
ہوئی کہ پیغمبر خدا اور اون کے چارون خلفاء نے جن کے متعلق بادشاہان اسلام کی تقرری ہے
مجہے امیر منتخب کیا -

دوسرا واقعہ حسب ذیل ہے۔

ایک دن اپنے ہموطنون کی مصیبتین سنکر مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ خواجہ احرار کے مزار مقدس پر اونکی روح سے امداد چاہنے کے لیئے گیا۔ اپنی زندگی کی مایوسیون اور تکلیفون پر خوب رویا اور تھک کر فرش مزار پر سو گیا۔ خواب دیکھتا ہون کہ اون بزرگ کی روح نمودار ہوئی اور مجھسے کہا کہ کابل جا تو امیر ہوگا۔ اس مزار سے ایک جھنڈا لیجا اور اپنی فوج کے سامنے نصب کر دے تجھے ہمیشہ فتح رہیگی۔ میرے پاس جھنڈا اب تک موجود ہے اور میری فوج کو کبھی شکست نہین ہوئی ہے۔

اوسی سال جبکہ ایوب خان کو شکست ہوئی[51] جسکا اوپر ذکر آیا ہون ایک دوسرے سردار سے بھی مجھے جنگ آزمائی کرنی پڑی۔ یہ شخص سید محمود باشندہ کنڑ[52] تھا۔

۵۱ سنہ ۱۸۸۱ء مین۔

۵۲ ہندوستانی سرحد کے قریب کابل کے شمال و مشرق مین ایک صوبہ ہے۔ سید احمد جس نے کہ ہندوستان کی سرحد پر کچھ تکلیف دی تھی اسی سید محمود کا بیٹا ہے۔ گورنمنٹ ہندوستان نے اوسکا معقول وظیفہ مقرر کر دیا اور ۱۸۹۰ء مین وہ کابل چلا گیا۔ آجکل امیر کے مقربین مین سے ہے

وزیر محمد اکبر خان کا داماد اور اسلیئے شیر علی خان کی جماعت کا طرفدار تہا - میری تخت نشینی
کے وقت اوس نے اپنے آپ کو شاہ کنر قرار دیا جو کہ اوس کا علاقہ سمجہا جاتا تہا کنر سے
چہہ میل کے فاصلہ پر ناوی نامی ایک پہاڑی پر اوس نے سکونت اختیار کی تہی اور جب
مین قندہار کی طرف روانہ ہوا تو میری کنر کی سرکش رعایا سے چار یا پانچ سو ساتہی لیکر میرے
ملک پر حملہ کیا - اِس بیوقوف کا خیال تہا کہ چار یا پانچ سو آدمیون کی امداد سے جن کے
پاس صرف پُرانی وضع کی بندوقین تہین بادشاہ بن جائیگا - میری طرف سے
سردار عبد الرسول خان اور میر شاہ گل نے اوس کا مقابلہ کیا لیکن وہ نہ لڑا اور اوسی پہاڑی
پر واپس جاکر کنر کے جاہل جوشیلے لوگون سے سازش کرتا رہا - اس ذریعہ سے ایک
بڑی جماعت اوس کے ہمراہ ہوئی اور چہہ مہینے بعد اوس نے پہر بغاوت کی - اوسوقت
مین فتح قندہار سے واپس آچکا تہا - غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار اور عبد الغفور خان کو
سید محمود سے مقابلہ کے لیئے مقرر کیا - میرا سپہ سالار میدان جنگ مین گہوڑے
سے گر پڑا اور اوسکا پیر ٹوٹ گیا لیکن میرے بہادر سپاہی لڑتے رہے یہانتک کہ
محمود مجبور ہو کر ہندوستان کی طرف بہاگا - غرضکہ اوسے قطعی شکست ہوئی اور جو لوگ
کہ اوسکے معاون تہے اونکے مکان جلا دئے گئے -

اوسی سال یعنی ۱۸۸۱ع مین شیر خان پسر میر احمد غلمانی نے اپنے تئین امیر شیر علی
مشہور کیا اور لوگون کو بہکانا شروع کیا کہ اوسے امیر شیر علی تسلیم کرکے میری مخالفت
کرین لیکن زیادہ فساد نہین کرنے پایا تہا کہ قید کر لیا گیا اور اوسی حالت مین مر ہی گیا -

سنہ ۱۸۸۲ع مین مفصلۂ ذیل چہوٹی چہوٹی لڑائیان پیش آئین -

دلاور خان والی میمنہ نے جو اپنے آپ کو ایوب خان اور شیر علی خان کے خاندان کا مددگار سمجہتا
تہا جب دیکہا کہ ایوب خان نے مجہسے شکست کہائی اور اب اوس کی آزادی قایم نرہے گی اس لیے کہ

میمنہ میری قلمرو مین تہا تو اوسنے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی کہ مجہسے دور اور علیحدہ رہے اس خیال سے اوس نے پہلے روسی اہلکارون کو لکہا لیکن اون سے کسی قسم کی اعانت نہ پاکر سر برابرسٹ سینڈیمین گورنر جنرل بلوچستان کو خط بہیجا کہ برٹش گورنمنٹ کا تابعدار ہون امداد کیجیاسے وہان سے جواب ملا کہ امیر عبدالرحمن خان کی اطاعت قبول کرو اسلیئے کہ شرایط کے مطابق نہ تو انگریزی گورنمنٹ اور نہ روسی حکومت افغانستان کے اندرونی معاملات مین دخل دیسکتی ہے اس طرح وہ اپنی حماقت کا ثمرہ پانے کے لیے تنہا چہوڑ دیا گیا میں نے اپنے گورنر ترکستان محمد اسحاق خان کو ہدایت کی کہ دلاور خان کی سرکوبی کے لیئے فوج بہیج دے جس کی اوسنے تعمیل کی لیکن اطلاعاً لکہا کہ والی میمنہ نہایت طاقتور ہے اوس کا مغلوب ہونا مشکل ہے میرا یقین ہے کہ اسحاق خان مجہسے چال چل رہا تہا اور جس زمانہ مین کہ مین اوسے بڑا جان نثار و وفادار اہلکار تصور کرتا تہا وہ واقعی نمکحرامی کرتا تہا - یہ خیال بعد کو صحیح ثابت ہوا -

میر یوسف علی سردار شغنان اور روشن[۱] پر بہی اسی سال فوج کشی کی گئی جس کے اسباب یہ تہے -

گو میر یوسف علی نے آپ کو آزاد حکمران قرار دیا تہا تاہم اوس پر اوسنے قناعت نہ کی - اوسنے خیال کیا کہ آیندہ مین اوسکا ملک اپنی عملداری مین شامل کرلونگا - اسے روکنے کے لیئے اوسنے اولاً فرمانروائے خوقند سے نامہ و پیام کیا اور بعدہٗ گورنمنٹ روس سے ڈاکٹر لا برڈ ریگل روسی

---

[۱] دو چہوٹی پہاڑی ریاستین مین جنکی وسعت پامیر سے پنجہ یعنی جیحون بالا تک ہے - ان دونون مین نہایت اتفاق ہے - میر شاہ یوسف علی انکا سابق فرمانروا شاہ خاموش کی اولاد سے تہا جو کہ تجارا کے ایک درویش گزرے ہین اور انہی نے اہل شغنان کو مشرف باسلام کیا اور پہر اون پر حکمران ہوئے وسط ایشیا کے دیگر سردارون کی طرح یہان کے ویسی فرمانروا بہی آپکو سکندر اعظم کی اولاد سے کہتے ہین سکندر ذوالقرنین کے قصے اب تک جیحون بالا کے چارون طرف ملک مین مشہور ہین کہتے ہین کہ سکندر نے

سیاح کی اوسنے شغنان مین دعوت کی اور اوس سے یہ شکایت کی کہ امیر افغانستان میرے ملک کو اپنی عملداری مین شامل کرنا چاہتے ہین اور مین اپنے تئین زیر حفاظت گورمنٹ روس خیال کرتا ہون ٭ اپنی سازشون کی وجہ سے جو تکلیف کہ اوسنے مجھے دی تھی اوسے مین اور زیادہ برداشت نہین کرسکتا تھا اور اسی فکر مین تھا کہ موقع پاکر اوسے اسکی سزا دونگا۔ اس مرتبہ میرے مخبرون نے جو کہ خوقند۔ روشن۔ شغنان اور بخارا مین تھے مجھے اوسکے ارادہ سے مطلع کیا اور کہا کہ اوس نے روسی گورمنٹ کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ اونھون نے یہ بھی بیان کیا کہ اوسنے روسیون کو اپنے ملک مین بلایا ہے۔ یہ سنکر مجھے تشویش ہوئی اسلئے کہ اگر روسیون کا روشن اور شغنان پر قبضہ ہوگیا تو مین اونہین وہان سے نہ نکال سکونگا اور میری گورمنٹ محفوظ نرہے گی۔ اس لیئے مین نے جنرل قتال خان اور سردار عبد اللہ خان گورنر قطاغان کو حکم دیا کہ میر یوسف علی پر فوج کشی کرین۔ تھوڑی سی لڑائی کے بعد میر قید کرلیا گیا اور معہ اپنے اہل وعیال کے کابل لایا گیا۔ اس کے بعد مین نے گلعذار خان قندہاری کو وہان کا گورنر مقرر کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کہ ایک روسی افسر آیونوف جسے میر نے فوج کے ساتھہ بلایا تھا پہونچا تو میرا گورنر پہلے ہی سے موجود تھا۔ اس حصہ ملک پر روسی دعوی کئی سال تک رہا اور اس کا صاف صاف تصفیہ صرف سر ہنری ڈیورنڈ کی سفارت کے زمانہ مین ہوا جو کہ ۱۸۹۳ء مین کابل آئی تھی۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۴ - دنیا کے تمام حصص فتح کرنے کے بعد اپنے اکابرین سے صلاح لی اور کہا کہ میرے لیئے ایک ایسی جگہہ تلاش کرو جہان کہ اوس زمانہ کے سلاطین نہ پہونچ سکین تاکہ اپنی اولاد کو مین وہان رکھون۔ مشیر کارون نے بدخشان کو منتخب کیا۔ تاریخ رشیدی ٭ ایک روایت یہ ہے کہ ایک مشہور ساحر نے جس نے کہ سکندر کی فتح بغداد مین امداد کی تھی خود سکندر پر جادو کیا اور وروازلیجا کر قلعہ خم مین مقید کیا۔ کئی سال بعد سکندر کی بیٹی ویواپری نے چڑیا بنکر اپنے والد کا پتہ لگایا اور سکندر کو رہا کیا ٭ ٹہوبلیر

ان صوبوں پر قابض ہو کر میں نے اوس ظلم و تعدی کو بالکل موقوف کر دیا جو کہ میر کے زمانہ مین رعایا پر ہوا کرتا تھا اور غلامی کی سخت و ناقابل برداشت رسم کا بھی خاتمہ کر دیا۔ وہان کے سابق فرمانرواؤن کی بُری عادات و خصائل کا زائد ذکر مین نہین کرونگا اسلیئے کہ شروع کتاب مین اونکی کافی تشریح کر چکا ہون۔

سنہ ۱۸۸۳ء مین شنواری قبیلون نے جو جلال آباد کے جنوب و مشرق سڑک پشاور کے اِدھر اُدھر آباد ہین اور جنہون نے امیران کابل کو ہمیشہ تکلیف دی ہے مجھے از حد پریشان کیا۔ سالہا سال سے اونکی عادت تھی کہ قافلے لوٹ لیا کرتے تھے مسافرون کو قتل کر ڈالتے تھے اور دہقانون کا مال و متاع اور اونکے گلے چھین لیتے تھے۔ امیر شیر علی خان مرحوم کے زمانہ حکومت مین ان قزاقون کی لوٹ مار کی وجہ سے پشاور کی سڑک نہایت خوفناک تھی۔ بلکہ کابل تک پوری سڑک پر کوئی شخص بلا خوف جان و مال نہین جا سکتا تھا۔ اسلیئے مین نے ضروری سمجھا کہ ان زیادتیون اور خطاؤن کو ٹھکانے لگانا چاہیے جنکا ہمیشہ اون لوگون کو خوف رہا کرتا تھا جو کہ ان قبیلونسے کاروبار رکھتے تھے۔

سنہ ۱۸۸۳ء کے موسم سرما مین اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو کابل کا گورنر مقرر کر کے خود جلال آباد گیا تاکہ وہان کی انتظامی حالت درست کرون اور امن و امان قائم کرون لہذا مین نے شنواریون کے سردار اور ملاؤن کو طلب کیا اور اون سے نہایت نرمی اور ملائمت سے دوستانہ طور پر یون گفتگو کی کہ خدا اور اوسکے رسول کی مرضی اور احکام کے خلاف ہے کہ تم دوسرے مسلمانون کا مال لوٹو اور رہزنی کرو۔ گو مین نے حتی الامکان اونہین اونکی خراب عادتون سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن اتنے عرصہ دراز سے وہ غارتگری کے عادی ہو رہے تھے کہ میری صلاح نے

اون پر مطلق اثر نکیا۔ یہ کہنا بھی بیموقع نہ ہوگا کہ شاہ احمد جو امیر شیر علی خان کے زمانہ مین
جلال آباد کا گورنر تہا اون لوگون کو ہمیشہ سزا دیا کرتا تہا جو کہ شنواریون کی لوٹ مار کی شکایت
کرتے تہے اور اس بنا پر کہ شکایت کرنے والے اوس مین اور شنواریون مین تفرقہ
ڈالنے کے لیے ایسا کرتے ہین۔

آخرش اونکی سرکشی سے عاجز ہوکر اور یہ دیکھکر کہ میری فہمایش کا مطلق لحاظ نہین
کرتے اور ملک مین اوسی طرح لوٹ مار جاری ہے مین نے اونکی سرکوبی کے لیے
تیاریان شروع کین۔ اسی زمانہ مین نور محمد پسر سردار ولی محمد اور صالح خیل قبیلہ کے مشہور
ڈاکو سادو و داو د شنواریون سے مل گئے جسکی وجہ سے اون کی جمعیت میری فوج
کے مقابلہ مین پندرہ ہزار ہوگئی۔ مین نے غلام حیدر خان کو جو آجکل ترکستان کا سپہ سالار
ہے۔ معہ تین پلٹن پیدل ایک رجمنٹ سوار اور دو باتری توپخانہ کے اون سے
لڑنے کے لیے مقرر کیا۔ میری رعایا نے جو سڑک پشاور کے قریب وجوار مین آباد
تہی درخواست کی کہ اوسے باغیون سے لڑنے کی اجازت دیجائے اسلیے
کہ وہ اون کی لوٹ مار سے تنگ آگئی تہی لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ یہ میرا فرض
ہے کہ جو لوگ میری رعایا کے امن مین خلل انداز ہون اون کو سزا دون چار لڑائیان
چار مختلف مقامات پر ہوئین۔ جن کے نام یہ ہین۔ حصارک۔ آچین۔ منگل۔
اور منگو خیل۔ انمین سے ہر لڑائی مین باغیون کو شکست ہوئی اور اون کے بہت
سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ اسکے بعد باقی باغی قبیلون نے میری
اطاعت قبول کی۔ منگو خیل یا تو بالکل مارے گئے یا تر اہ بہاگ گئے۔

مین نے حکم دیا کہ جو باغی لڑائی مین مارے گئے تہے اون کے سرون سے دو بڑے
بڑے مینار بنائے جائین۔ ایک جلال آباد مین اور دوسرا شاہ احمد کی سکونت کے مقام پر

جس سے کہ اونہیں بہکایا تہا تاکہ اون میناروں کو دیکہکر لوگون کو عبرت ہو کہ جو لوگ مسافرون کو قتل کرتے ہین اونکو یہ سزا ملتی ہے۔ پشتو زبان کا ایک شعر ہے جس سے کہ شنواریون کی خصائل کا پتہ لگتا ہے۔ اوسکا ترجمہ یہ ہے۔

| گر دو صد سال کشی رنج و دہی از جمت خویش | | مار و شنواری و عقرب نشود دوست بتو |
|---|---|---|

اسی سال یعنی ۱۸۸۳ع کے آخر مین منگل اور زرمت[۵۱] کے قبیلون نے بغاوت کی۔ اس بغاوت کے اسباب کا ذکر دوسری جگہہ کیا گیا ہے اور یہی بغاوت آیندہ خانہ جنگیون کا باعث ہوئی۔ اسکے علاوہ چند فراری[۵۲] بہی لوگون کے بہکانے کے بانی تہے جنرل سیف الدین کو سردار مقرر کرکے ایک فوج کابل سے بغاوت کے فرو کرنیکے لئیے بہیجی گئی یہ جنرل شیر علی خان کے اون کابل اور بیوقوف افسرون مین سے

۵۱ یہ دونون صوبے سلطنت افغانستان کے ماتحت کابل کے جنوب و مشرق مین سرحد ہندوستان کے قریب واقع ہین۔

۵۲ فراری کے لغوی معنی بہاگنے والے کے ہین یہ لفظ اصطلاح مین اسطرح استعمال ہوتا ہے۔ (۱) جو لوگ اپنے ملک سے بہاگ کر اپنی جان بچاتے ہین اونہین فراری کہتے ہین (۲) جو لوگ سرکاری حکم سے جلا وطن کردئے جائین وہ بہی فراری کہلاتے ہین اور بعض وقت اخراجی۔ (۳) وہ لوگ جو کہ اپنے سردار یا بادشاہ کے ساتہہ اپنا ملک چہوڑکر کہین چلے جائین اونہین بہی فراری کہتے ہین مثلاً وہ سب لوگ اعلی اسے اوتک جو امیر کے ساتہہ روس مین گئے امیر کے فراری کہلاتے ہین اور نیز وہ لوگ جو اوسکے رقیبون کے ساتہہ مثلاً بہائی ایوب خان ہندوستان مین یا اسحاق خان کے ساتہہ روس مین ہین دونون کے فراری ہین۔ (مولف)

سہا جو اس امر کے عادی ہو گئے تھے کہ تنخواہ لیا کرین اور کوئی کام نکرین - اسی اصول پر عمل کر کے یہ شخص باغیون سے نہ لڑا اور اسوجہ سے اپریل ۱۸۸۴ء مین قید کر کے کابل واپس لایا گیا دوسری فوج زیر حکم جنرل قتال خان[51] اور ملا عیسیٰ اوسکی جگہہ بہیجی گئی کسیقدر لڑائی کے بعد باغیون کو شکست ہوئی اور اونہون نے میری اطاعت قبول کرلی - اوسوقت سے ابتک وہ میری نہایت صلح پسند رعایا ہین -

۱۸۸۴ء مین یہ ضروری معلوم ہوا کہ دلاور خان والی میمنہ کے حواس درست کئے جائین جس نے کہ اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تہا اور جس کے مقابلہ مین محمد اسحاق خان نے فوج بہیجی تہی جسکا کچھہ نتیجہ نہوا جیسا کہ کسی گذشتہ باب مین ذکر ہو چکا ہے اس مرتبہ مین نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اوسے علیحدہ رہنے کا موقع ندیا جاے اسلیئے مین نے حکم دیا کہ علیحدہ علیحدہ دو فوجین میمنہ پر چڑہائی کرین - ایک اون مین سے ہرات سے زیر کمان بریگیڈیر زبردست خان[52] بہیجی گئی - جس مین ایک پلٹن ہراتی پیدلون کی چند سو سوار اور چہہ توپین تہین -

---

۵۱ ۱۸۹۵ء مین قضا کی - یہ مشہور سپہ سالار غلام حیدر خان کا بہتیجا تہا - غلام حیدر خان نے بہی ۱۸۹۵ء مین انتقال کیا -

۵۲ - یہ افسر اب ملازمت سے کنارہ کش ہو گیا ہے اوسکے والد میر عالم خان قندہار کے گورنر اور چہوٹے بہائی قابچی باشی یعنی دربار شاہی کے حاجبون کے سردار ہین - یہ ایک دوسرے درجہ کا عہدہ ہے اور اسمین کام صرف شاہی درباریون کے لیے کرسیان وغیرہ آراستہ کرنا اور نیز اون کو حضور مین پیش کرنا ہے جو کہ شاہ سے ملاقات کرنا چاہین - اس محکمہ کا اول افسر میر عرض یا ایشک آقاسی کہلاتا ہے اس عہدہ پر اس وقت سردار عبد القدوس خان فاتح ہرات جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ممتاز ہین - جب سرکاری اہلکار یا سرکاری مہمان یا رعایا مین سے کوئی شخص سردار یا دوسرے ملک کے لوگ اپنے

پلنگ توش خان ایک جمشیدی سردار بھی معہ چھ سو ملیشیا سپاہیون کے زبردست خان کے ہمراہ گیا - یہ فوج ہرات سے بتاریخ ۱۰ - اپریل میمنہ روانہ ہوئی - ساتھ ہی مین نے محمد اسحاق خان کو حکم دیا کہ بلخ سے پانچ ہزار سپاہی لیکر روانہ ہون - قلعۂ میمنہ نہایت مستحکم ہے لیکن چند روز کے محاصرے اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد باغیون نے اطاعت قبول کر لی - دلاور خان اپنی حرکات بد کی وجہ سے قید کر کے کابل لایا گیا - میر حسین خان جو دلاور خان کی قید مین تھا رہا کیا گیا اور بجائے اوس کے میمنہ کا گورنر مقرر کیا گیا ۔

اوسی سال جبکہ در حقیقت مین کابل اور ممالک افغانستان کا معہ اون تین صوبون کے مالک ہو چکا تھا جو وس سے علیحدہ ہو گئے تھے یعنی ہرات ایوب خان کے قبضہ مین تھا - قندہار شیر علیخان کے پاس تھا اور میمنہ دلاور خان کے پنجہ مین تو مین نے ضروری سمجھا کہ ... کی حدود کی نسبت دوسری سلطنتون سے تصفیہ ہو جائے - اس سرحدی معاملہ کا ذکر مین ایک علیحدہ باب مین کرونگا یہان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۹ - کسی کام سے لیے یا بکار ... خود یا امیر کے طلب کردہ ملاقات کے لیے آتے ہین تو دربار کے کمرے کے باہر قیام کے کمرے مین ٹھہرتے ہین اُسوقت نائب حاجب اونکا نام پوچھتا ہے اور ضرورت ہو تو ملاقات کی غرض دریافت کرتا ہے - نائب حاجب تمام حالات قاپچی باشی سے کہتا ہے یا اگر وہ غیر حاضر ہو تو ایشک اقاسی کو اطلاع دیتا ہے جو کہ ہر وقت صبح اوٹھنے کے وقت سے شب کو سونے تک امیر کے پاس رہتا ہے - اسکے بعد امیر کو اطلاع دیجاتی ہے اور وہ شخص یا تو اندر بلا لیا جاتا ہے یا ملاقات سے انکار کر دیا جاتا ہے - اسلیئے ہر شخص کو امیر تک قاپچی باشی یا ایشک اقاسی کے ذریعے سے جانا پڑتا ہے -

مولف

صرف اسیلئے اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اوسی کے متعلق ایک واقعہ کیوجہ سے ایک لڑائی لڑنی پڑی -

سلطنت برطانیہ وحکومت افغانستان نے روسی گورنمنٹ کے ساتھ ایک سرحدی کمیشن مقرر کی کہ روس و افغانستان کے درمیان حدود بندی کی جاوے انگریزی سفارت کے افسر اعلیٰ سر پیٹر لمسڈن تھے - اس کے متعلق واقعات متذکرہ ذیل قابل غور ہین -

**اولاً** یہ کہ روسی گورنمنٹ انگریزون کے ساتھ میرا دوستانہ برتاؤ دیکھکر زیادہ خوش نہ تھی اور سمجھتی تھی کہ مین اوسکا مخالف ہون - لیکن مین اس کا اعتراف کرتا ہون کہ جو عنایت و مہربانی کہ روسیون نے مجھپر کی جس زمانہ مین کہ مین اونکی عملداری مین تھا اوسے مین ہرگز نہین بھولا ہون - تاہم مجھے انگریزون کے ساتھ دوستانہ سلوک رکھنا فرض ہے اور یہ دو سبب سے - (۱) چونکہ مجھسے اور اون سے اقرار نامہ ہوچکا ہے اور (۲) میرا اور میرے ملک کا اس مین فائدہ ہے -

**دوم** - روسیون کو بُرا معلوم ہوا کہ گورنمنٹ افغانستان نے اتنی جرارت کی کہ حدود بندی کے ذریعہ سے اونکی دست درازی روکنے کی تدبیر کی -

**سوم** - وہ چاہتے تھے کہ روس و افغانستان اپنی سرحد کا تصفیہ آپسمین کرلین انگلستان افغانستان کی طرف سے دخل نہ دے -

**چہارم** - میرا راولپنڈی جانا روس کو نہایت ناگوار ہوا تھا اسلیئے کہ انگریزون کے ۱۸۸۰ء مین کابل سے چلے آنے پر روسی اخبارون نے مشہور کیا تھا کہ انگریز اپنی خوشی سے اور عبد الرحمن سے صلح و آشتی کے ساتھ وہان سے واپس نہین آئے تھے بلکہ شکست کھا کر بھاگے تھے - یہ سبب راولپنڈی جانے کی ایک خاص

وجہ یہ تھی کہ مین ان غلط بیانیون کی تردید کرنا چاہتا تہا اور روسیون کو دکہلانا چاہتا تہا
کہ مین انگریزون کا دوست ہون - نیز یہ کہ میرے اور سلطنت برطانیہ کے تعلقات
پیشتر سے بہی زیادہ پختہ ہوگیے ہین -

متذکرہ بالا وجوہ سے اور نیز اوس معمولی پالیسی کی وجہ سے جسکے مطابق روسی
مشرق کی طرف پیشقدمی کرتے ہین - روسی فوج کا ایک دستہ پنج دہ کی طرف
بڑہا - مجہے اس خطرہ کا پہلے سے خیال تہا اور اس لیے مین نے مناسب
سمجہا کہ ایک بڑی فوج بہیجدون کہ روسیون کو پنج دہ پر قبضہ کرنے سے باز رکہے جیسا کہ
مین نے اس سے پیشتر بہی شغنان و روشن فوج بہیجکر آئیونوف کو باز رکہا تہا -
لیکن جسقدر زیادہ مین نے اس ضرورت کو انگریزی گورمنٹ کے ذہن نشین کرنا
چاہا اوسیقدر میری درخواست کی کم شنوائی ہوئی - انگریزون نے جوجواب دیا وہ
یہ تہا " جبتکہ افغانی فوج کے قبضہ مین ہے - روسیون کی مجال نہین کہ اوسے
چہوسکین " صرف یہی نہین بلکہ پنج دہ کی حفاظت کے متعلق انگریزون نے یہانتک
اطمینان دلایا کہ بتاریخ ۱۲ نومبر ۱۸۸۴ع - سر پیٹر لمسڈن نے مجہے خط لکہکر ذمہ داری کی
کہ روسی اور افغانی فوجون مین لڑائی نہ ہونے دینگے - اس درمیان مین روسی فوج
تیزی کے ساتہہ آگے بڑہتی گئی - اور ۱۳ مارچ ۱۸۸۵ع کو غزل پتہ پہونچکر اوس مقام
کو مستحکم کیا - افغانی فوج دریاے جیحون کی بائین جانب بمقام آق پتہ تہی - اس
مین صرف ایک سو چالیس توپچی - چار برنجی اور چار کوہی توپین اور تہوڑے پیدل
تہے - ۳۰ - مارچ کو افغانی فوج پل خشتی پر تہی اور روسی فوج ایک میل کے فاصلہ
پر غزل پتہ تہی - ۲۹ مارچ کو جنرل کمروف نے افغانی جنرل کو پیغام بہیجا کہ اپنی فوج
دریا کے داہنے کنارہ کی طرف ہٹا لو ورنہ لڑائی ہوگی اور افغانی فوج پر حملہ

کیا جائیگا۔

اسوقت تک انگریزی سفارت کے افسر اور سپاہیون نے میری فوج کے افسرون کو ہر طرح یقین دلایا تھا کہ اگر تم اپنی جگہ سے نہ ہٹو تو مجال نہین کہ روس تم پر حملہ کرے اور اگر بلا تمہاری جانب سے زیادتی ہوئے روسی فوج نے لڑائی چھیڑ دی تو گویا دونون طاقتون مین جو معاہدہ ہے اوس کے خلاف ورزی کارروائی ہوگی جس کا کہ روسیون کو ذمہ دار ہونا پڑے گا۔ میرا جنرل غوث الدین خان جس کو مین نے سخت تاکید کی تھی کہ خلاف صلاح افسران سفارت انگریزی کوئی کام نکرے اونکے وعدون کی وجہ سے مطمئن ہوکر اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ دوسرے دن ۳۰۔ مارچ کو روسی فوج کے پورے بریگیڈ نے اوس تھوڑی افغانی فوج پر حملہ کیا اور انگریزی اہلکار یہ سنکر معہ اپنی فوج اور دوسرے ساتھیون کے ہرات کی طرف بھاگ گئے۔

جنرل غوث الدین خان اور میری فوج کے دیگر افسرون نے انگریزی اہلکارون کو اونکے وعدے یاد دلائے اور کہا کہ ہمین تنہا لڑنے کے لیئے نہ چھوڑو لیکن اس سے انگریزون کا بھاگنا موقوف نہوا۔ افغانون نے یہانتک کیا کہ انگریزون سے روسیون کے مقابلہ کے لیئے بندوقین مانگین اسلیئے کہ روسی بیچ لوڈر افغانی بندوقون سے بہتر تھین۔ دوسرے افغانون کی بندوقین اور بارود بارش اور رطوبت کی وجہ سے بھی خراب ہورہی تھین اور زیادہ بیکار آمد نہ تھین۔ لیکن انگریزون نے جنہون نے کہ امداد کا وعدہ کیا تھا بندوقین دینے سے انکار کیا اور ان تھوڑے سے بہادر افغانون کو تنہا لڑنے اور میدان جنگ مین مارے جانے کے لیئے چھوڑکر آپ بلا تامل ہرات کی طرف بھاگ گئے۔ مین نے ایک اور حکایت بھی سنی ہے گو مین اوس کے صحیح ہونے کی ذمہ داری نہین کرتا وہ یہ ہے کہ انگریزی

فوج اور اہلکار اسقدر خوف زدہ ہوکر اور گہبراکر سراسیمگی کے ساتہہ بہاگے کہ دوست دشمن مین تمیز نکر سکے اور شدت سردی سے اونکے بعض ہندوستانی ملازم ٹٹوون سے گر پڑے اور مر گئیے بعض اہلکار بہی اپنے گہوڑون سے گرے لیکن مین اون کے نام نہ لون گا - مگر افغانی فوج کے بہادرون نے جنہین کہ اپنے افغان ہونے کا فخر تہا اپنی عزت اسی مین سمجہی کہ اسقدر لڑے کہ بہت سے اونمین سے مارے گئیے یا زخمی ہوے - لیکن افسوس کہ خراب بندوقون اور اپنی قلیل التعدادی کی وجہ سے وہ کچہہ نہ کرسکے اور شکست کہاکر صرف تہوڑے سے ہرات پہونچے - انگریزون کے اس سلوک نے افغانون کے دلون مین اون کی عزت و وقعت کم کردی ہے اور اوس کا اثر آجتک باقی ہے - مین نے اپنی قوم کو یہ یقین دلانے کی نہایت کوشش کی کہ اُسوقت مسٹر گلیڈ سٹون لبرل پارٹی کا سردار تہا اور انگلستان کی گورمنٹ اوسی کے ہاتہہ مین تہی یہی وجہ تہی کہ ایسی کمزور پالسی اختیار کی گئی ورنہ انگریزون نے ضرور روسیون سے اس کا عوض لیا ہوتا - لیکن میری قوم نے اسے باور نہ کیا اور کہا کہ آیندہ اگر ہم کسی دشمن سے لڑین تو ہمکو کیسے معلوم ہوگا کہ لبرل یا کنسرویٹو جماعت کی حکومت ہے - نیز یہ کہ اگر لبرل پارٹی ہماری امداد نہین کرسکتی تہی تو انگریزی فوج اور سرداران سفارت نے ہم سے کیون نہ کہدیا کہ اخیر وقت مین وہ بہاگ جاوینگے - کیونکہ اگر ہمین معلوم ہوتا کہ انگریز وعدہ خلافی کرینگے تو بہ نظر حفظ ما تقدم ہم نے کوئی دوسرا انتظام کیا ہوتا - ماہ دسمبر سے جبکہ ان باتون کی ابتدا ہوئی ۳۰ - مارچ تک افغانی فوج کابل سے ہرات پنجدہ کی حفاظت کے لیئے بآسانی پہونچ گئی ہوتی گو کابل سے فوج بہیجنے کی کوئی ضرورت نہ تہی اس لیئے کہ ہرات اور ترکستان مین کافی فوج موجود تہی - غرضکہ روسیون نے بتاریخ ۳۰ - مارچ ۱۸۸۵ع پنجدہ پر قبضہ

کرلیا اور چونکہ اب تک اوسے واپس لینے کی کسی مین طاقت نہوئی وہ ابتک روسی قبضہ مین ہے -

مین اوس زمانہ مین لارڈ ڈفرن کے ساتھ بمقام راولپنڈی اسی قسم کے معاملات پر بحث کر رہا تھا اور اوسی شام کو جبکہ لارڈ موصوف نے مجھے اس امر کا یقین دلایا تھا کہ اگر روسی افغانی عملداری مین قدم رکھینگے تو گورنمنٹ انگلسی ضرور میری مدد کرے گی روسیون کے پنج دہ لے لینے کی خبر خود لارڈ ڈفرن نے میرے پاس بہیجی - لیکن مین وہ شخص نہین ہون کہ گہبرا جاؤن - آیندہ کے لیے اسے عمدہ سبق سمجھکر مین خاموش ہو رہا[۵۱] -

اوسی ۱۸۸۵ء مین مین نے حکم دیا کہ اہل غلمان زیر حکومت افغانستان لائے جائین

۵۱ ۱۸۹۵ء مین جبکہ مسٹر کرزن (اب لارڈ کرزن وائسرائے ہند) امیر سے گفتگو کر رہے تھے مجھے اپنے فرمانروا یعنی امیر اور اونکے درمیان ترجمان ہونے کا فخر حاصل ہوا - اثنائے کلام مین امیر نے واقعہ پنج دہ کا ذکر کسیقدر تیزی اور سختی سے کیا لیکن مذاق و تفریح کے جامہ مین - تعجب کا مقام ہے کہ مسٹر کرزن نے بہی یہی جواب دیا کہ اون کی پارٹی کی اوسوقت گورنمنٹ نہ تہی بلکہ مسٹر گلیڈسٹون کی - یہ سنکر امیر کہلکہلا کر ہنسے اور کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ مین پیغمبر نہین ہون اور نہ مجھے الہام ہوتا ہے جو یہ معلوم کر سکون کہ اگر پہر کبہی مجھپر مصیبت آئے تو اوسوقت لبرل یا کنسرویٹو گورنمنٹ ہوگی - پہر ابہی یہ بہی ثابت ہونا باقی ہے کہ وقت پر کنسرویٹو گورنمنٹ لبرل گورنمنٹ کی طرح کاروائی کرے گی یا اوسکے خلاف کہ امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ کے انتظام مین ایک بات نہایت عقلمندی کی یہ ہے کہ جب کبہی غلطیان ہوتی ہین تو ایک نہ ایک پارٹی ایسی ہوتی ہے کہ جسپر تمام الزام عائد کیا جاسکے -

(مولف)

غلمان اون پہاڑون کی چوٹی ہے جو کہ صوبہ لمغان[۵۱] کے شمال و مشرق مین واقع ہین -
مین چاہتا تھا کہ اہل غلمان میری حفاظت مین با من و امان رہین اور اپنے ذاتی معاملات
مین اونہین آزادی ہو لیکن اس کے ساتھہ ہی اون کا ملک فتح کرنے کی
ایک خاص وجہ اور تھی - وہ یہ کہ ہر شخص جو کہ جلال آباد[۵۲] کے قرب و جوار مین بغاوت
یا خون کرتا یا دوسرے جرائم کا مرتکب ہوتا وہ اسی کوہ غلمان کی چوٹیون پر پناہ گزین ہوتا تھا -
کوئی سڑک وہان تک نہ تھی - نہ تو وہان توپین جا سکتی تہین اور نہ سوار اور پیدل
چلنے والون کے لیئے نہایت تنگ راستہ تھا جسکی دونون طرف بڑے
گہرے غار تھے - یہ راستہ اس قدر تنگ تہا کہ ایک ہی وقت مین صرف ایک

---

[۵۱] یہ ایک نہایت زرخیز اور شاداب حصۂ ملک ہے جو کہ جلال آباد اور کابل کے درمیان پشاور کی سڑک کے شمال مین واقع ہے یہ لغمان کے نام سے مشہور ہے جو کہ لمغان سے بگڑا ہے افغانی مورخون کا یہ بیان ہے کہ طوفان نوح کے بعد جو شخص سب سے پہلے زمین پر اوترا وہ حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے مہتر لامق نامی تھے اور اونہی کے نام سے یہ صوبہ مشہور ہے - لمغان کے قصبہ مہندرا کے قریب ایک بڑی قبر ہے جو لام یا لامق پیغمبر کی بیان کی جاتی ہے یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ رعایت کہان تک صحیح ہے - لیکن کابل مین عام طور پر لوگون کو یقین ہے کہ جب شیطان بہشت سے نکالا گیا تو وادی لغمان مین پہنکا گیا اور اہل کابل کے نزدیک یہی وجہ ہے کہ لغمان کے لوگ بڑے فریبی اور دغاباز ہوتے ہین - لیکن لغمانی کہتے ہین کہ شیطان اسمار نامی پہاڑی پر پہلے اوترا جو کہ شہر کابل کے مغرب مین واقع ہے اور اسیلئے کابلی نعمانی کی بہ نسبت زیادہ چالاک ہین زیادہ تر لوگون کا یہی یقین ہے کہ سب سے پہلے آخر الذکر مقام پر شیطان زمین پر اوترا میرے نزدیک اہل لغمان افغانستان کی تمام قومون سے کاروبار مین زیادہ ہوشیار ہین لیکن شیطان واقعی کہان پہلے اوترا اسکا تصفیہ وہ خود دشمین کر لین

[۵۲] کابل و پشاور کے درمیان یہ خاص شہر ہے اور فوج کا ہیڈ کوارٹر ہے - شاہنشاہ اکبر

شخص اوس پر چل سکتا تہا اور ایک بڑی فوج کے مقابلہ مین دو تین آدمی اوپر سے پتھر لڑہکا کر آسانی سے اوس کی پیشقدمی روک سکتے تہے اس لیئے کہ کتنی ہی بڑی فوج کیون نہو صرف ایک ایک کرکے اوس راہ سے سپاہی گذر سکتے تہے۔ یہی اہل غلمان کے مضبوط ہونے کا سبب تہا اور یہی وجہ تہی کہ اس سے پہلے کوئی اونہین مغلوب نہین کر سکا تہا۔

میری فوج کے سردار یہ تہے۔ غلام حیدر خان توخی سپہ سالار۔ دوست محمد خان جبار خیل جو اسوقت نابینا ہے۔ میر شاگل جو آجکل میری ملازمت مین ہے۔ محمد گل خان جبار خیل جس نے ۱۸۹۶ء مین قید خانہ مین انتقال کیا۔ اور محمد افضل خان جبار خیل جو نیز انتقال کر چکے ہین۔ اِن کے ماتحت دو قسم کے سپاہی تہے ایک تو باقاعدہ اور دوسرے ملیشیا کے جو کہ پہاڑی قومون کے تہے اور پہاڑ کی چڑہائی مین اونہین خاص ملکہ تہا۔ اندہیرے مین افسرون نے اِن سپاہیون کو رسون کے ذریعہ سے پہاڑیون کی ایک چوٹی پر کہینچا اور اوس راہ کے قریب نہ گیئے جس پر کہ باغی قابض تہے۔ اور اس طرح بلا دشمن کو خبر ہوئے اونہون نے اپنی فوج ایک جگہہ جمع کر لی اور حملہ کیا۔ باغیون کی تعداد زیادہ نہ تہی صرف ایک ہزار خاندان جو کہ دہان کی پوری آبادی تہی۔ تہوڑی سی لڑائی کے بعد اونہین شکست ہوئی اور اُنہون نے اس وعدہ پر صلح کر لی کہ آیندہ بے شر و فساد صلح کے ساتہہ زندگی بسر کرینگے۔

لیکن ۱۸۸۶ء مین اونہون نے یہ عہد و پیمان توڑ ڈالا اور دوبارہ کا دیگر میرے ایک

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۶ — نے اسے آباد کیا تہا اور پہلے جلال الدین کہلاتا تہا لیکن اب اون ہی کے نام سے جلال آباد کہلاتا ہے۔

(مولف)

لفٹنٹ کرنل اور دو سو سپاہیون کو جو وہان مقیم تھے قتل کیا - اس مرتبہ میرے سپہ سالار نے حملہ کر کے اون کا ملک فتح کر لیا اور وہان کے سب باشندون کو نکالکر ایک شخص بھی نر ہنے دیا - اون کے ملک کے عوض مین اونہین اور زمین گرشک - زرنت اور خوست مین وطن سے دور دیگئی اور اونکی جگہہ لمغان اور دیگر صوبون کے باشندے آباد کیئے گئے - اس طرح اس جھگڑے کا ہمیشہ کے لیئے تصفیہ ہوگیا - [۵۵]

## سنہ ۱۸۸۶ و ۱۸۸۷ء کی عام بغاوت

میری تخت نشینی کے زمانہ سے جو لڑائیان آجتک ہوئین اون مین سے بعض تو بعض مختصر تہین اور نہایت تیزی کے ساتھہ بلا زیادہ تردد کے معمولی فوج و توجہ کے ساتھہ طے کردی گئین اور کوئی نتیجہ بد اون سے نمودار نہوا - لیکن چند خراب و خطرناک

[۵۵] افغانستان مین عام طریقہ جلاوطن کرنیکا یہ ہے کہ جب کوئی قبیلہ یا خاندان کسی ایسی سازش یا بغاوت یا اور کوئی سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے کہ جس سے عام بغاوت کا خوف ہو تو اوسے اوس صوبہ یا مقام سے جہان وہ سکونت رکہتا ہے علیحدہ کر دیتے ہین اور کسی دوسری جگہہ بہیج دیتے ہین - اس نئے مقام پر اوسے زمین اور مکان اوسی قیمت کے دیئے جاتے ہین جیسے کہ اوس نے وطن مین چہوڑے ہون - لعبض وقت اس قاعدہ کے خلاف بہی عملدرآمد ہوتا ہے مثلاً امیر کے وہ مخالفین جن کے احباب ہندوستان و روس مین اقامت گزین ہون اپنے اون ہی احباب کے پاس بہیج دیئے جاتے ہین -

(مؤلف)

تھین - علاوہ برین تمام ملک مین عام بغاوت کے آثار معلوم ہو رہے تھے جن سے چار لڑائیان پیدا ہو مین اور وہ یہ تھین - (۱) ۱۸۸۱ء مین محمد ایوب خان سے قندھار مین لڑائی ہوئی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے - اس وقت جاہل ملاؤن نے تمام لوگون کو بھڑکایا تھا کہ مجھسے مذہبی لڑائیان لڑین لیکن اس مین اونھین ناکامیابی ہوئی (۲) غلزیون کی بغاوت جس کا بھی ذکر کرونگا تقریبًا دو سال تک قایم رہی (۳) محمد اسحاق خان کی بغاوت ترکستان مین ۱۸۸۶ء مین ہوئی (۴) ہزارہ جات کی عام بغاوت جو ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۳ء مین ہوئی - ہزارہ جات اور محمد اسحاق خان کی بغاوتون کا حال بعد کو لکھا جائیگا - اس وقت صرف عام غلزئی[۵۱] بغاوت کی کیفیت سے سروکار ہے -

اس عام بغاوت کے اسباب اور اون سے جو نتائج پیدا ہوے وہ یہ تھے -

(۱) پہلا سبب جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہون یہ تھا کہ شیر علیخان اور یعقوب خان کے زمانہ مین

[۵۱] غل پشتو زبان مین چور کو کہتے ہین اور زئی بمعنی بیٹا - اس لفظ کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کیجاتی ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک افغان بادشاہ کی لڑکی میر حسین نامی شاہزادہ پر عاشق ہوئی جو کہ جلاوطن کیا ہوا تھا اور بلا اطلاع اپنے والد کے اوس سے شادی کرلی - اس شادی سے ایک لڑکا پیدا ہوا - شاہ نے جب اس لڑکی کی نسبت تحقیقات کی تو اوسکی لڑکی نے کہا کہ چونکہ کوئی شخص نہین جانتا تھا کہ میرا شوہر شاہزادہ ہے اور اسلیئے آپ ظاہرا ایک معمولی شخص سے میری شادی کرنے سے انکار کرتے حالانکہ مین جانتی تھی کہ وہ میرا ہم پایہ ہے مین نے آپکو مطلع نکیا - بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمھارے لڑکے کا نام اس صورت مین غلزئی ہونا چاہیئے اور تب سے اوس لڑکے کی اولاد غلزئی کہلاتی ہے اور اس وقت ملک مین ایک بڑی دلیر اور طاقتور قوم شمار کی جاتی ہے - اس قبیلہ مین عمومًا عورتین خود اپنے سیئے

اونکے خراب انتظام اور کمزوری کی وجہ سے تقریباً ہر ملا و خان اپنے آپکو مطلق العنان سمجھتا تھا اور وہ لوگ اپنے تئین شاہزادے و پیغمبر تصور کرتے تھے - خصوصاً غلزئی ملا اور خان اس بارہ مین سب سے اول تھے - افغانستان مین سب سے زیادہ طاقتور - جنگجو اور شجیع تھے - تعداد مین بھی ملک کے سب سے بڑے تین قبیلون مین انکا شمار تھا یعنی دُرّانی - ہزارہ اور غلزئی ترکمان بھی تعداد مین زیادہ ہین - بعض کہتے ہین کہ ہزارہ بھی انگو نہین تو مے سے ہین لیکن افغانی قبیلون مین وہ داخل ہین اسلئے کہ تمام ملک مین پھیلے ہوے ہین - اور ترکمانون کی طرح علیحدہ نہین ہین - غلزئیون مین بڑے ذی اختیار و باوقار خوانین تھے اور اونکے پاس رہنے والے لوگ بھی زیادہ تھے - یہ خوانین اور اونکے سپاہی بڑے ظالم و جابر تھے اور اپنی رعایا کے ساتھہ نہایت جور و تعدی کے ساتھہ پیش آتے تھے - اونکے بیحد اختیارات - ضرورت سے زیادہ ٹیکس - لوٹ مار و غارتگری - قافلون پر حملے - آپس کی متواتر خانہ جنگیان اور عام طور پر خونریزی یہ سب باتین وہان کے لوگون ہی پر صرف عیان نہ تھین بلکہ اظہر من الشمس تھین - اسلئے یہ لازمی امر تھا کہ چونکہ مین اپنی آنکھون کے سامنے اس قسم کا برتاؤ ہرگز جائز نہین رکھہ سکتا تھا وہ مجھسے نفرت کرین اور میری حکومت تہ و بالا کرنے کے لیے کوئی دقیقہ نہ اوٹھا رکھین - بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

| اژان مار برپا سے راعی زند | کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ |
|---|---|

(۲) مین نے شیر خان توخی غلزئی کو جسنے نے سنہ ۱۸۸۱ء مین بغاوت کی تھی قید کیا تھا جسکا کسی پچھلے باب مین بیان ہو چکا ہے اور اسوجہ سے اوس کے اکثر احباب اور ہمسار مجھسے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹ - شوہر منتخب کرتی ہین اور حرم سرا مین بند نہین رہتین شوہر کے انتخاب و نسبت کرنے اور شادی کی رسوم عجیب و غریب و نہایت دلچسپ ہین جن کا ذکر مین نے اپنی کتاب موسومہ "رسوم شادی و طرز معاشرت افغانان" مین کیا ہے اور جسے کہ جلد شایع کرنے والا ہون - (مؤلف)

ناخوش تھے۔

(۳) عصمت اللہ خان اور دیگر غلزئی خوانین امیر شیر علیخان کے خاندان کے دوست یا رشتہ دار تھے اور اسیلئے میرے مخالفین سے ملے ہوئے تھے۔ مختلف قبیلون مین وہ سازش کررہے تھے۔ جسکے سبب عصمت اللہ خان سنہ ۱۸۸۲ء مین گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ غلزئی سردار تھا اور لوگون کے بہکانے مین شریک تھا۔

(۴) مشک عالم مشہور ملا جسے مین موشِ عالم کہا کرتا تھا۔ (اور یہ اوس کے اصلی نام کی بہ نسبت زیادہ تر مناسب و موزون تھا اس لیئے کہ اوس کا چہرہ بالکل موش کی طرح تھا اور اوسکی حرکات اس سے بھی ذلیل تر) اون مصنوعی غازیون کے ساتھ ملگیا تھا جو کہ رعایا سے جبراً روپیہ لیتے تھے یہ لوگ اپنے تئین غازی اور ملا اس لیئے کہتے تھے کہ عوام الناس کی نظرون مین معزز و باوقار معلوم ہون۔ چونکہ وہ خود غلزئی تھے اور مین نے اِن بیہودہ باتون کو موقوف کردیا تھا اونہون نے اپنے اوس اثر کے ذریعے سے جو اونہین قوم غلزئی کے جاہل اور وحشی لوگون پر تھا مجھے تکلیف دینے کی کوشش کی۔ کئی سال تک وہ اس قسم کی سازشین کرتے رہتے اور آخرش اونہون نے آتش بغاوت بھڑکائی جس کی وجہ سے بہت کشت و خون ہوا اور ہزارون شخص تباہ ہوئے[۵]

[۵] امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ اس دنیا مین جتنی لڑائیان و کشت و خون ہوا جاہل ملاؤن کی وجہ سے ہوا ہے اور کسی فرقہ کے ذریعے سے نہین۔ اون کا یہ بھی قول ہے کہ افغانستان مین ترقی کے مانع ہمیشہ یہی لوگ رہے ہین اسلئے کہ مذہب کے پیرایہ مین اِس قسم کی تعلیم لوگون کو دیتے رہتے ہین جو کہ عقائد و اصول اسلام کے بالکل خلاف ہے چونکہ یہ جھوٹے مقتدا سے مذہب ہین جس قدر جلد نیست و نابود کردیئے جائین بہتر ہوگا۔ امیر نے ایک یا دو بار ملاؤن کی ڈاڑھیان ایک دوسرے سے باندھکر پاؤن مین رسی باندھکر کھینچنے کا حکم دیا ہے۔

(مولف)

خدا نے تعالی قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ افسوس کہ ملاؤن کے افعال ہمارے مذہب کی تعلیم کے بالکل خلاف ہین۔

(۵) مین نے حکم دیا تہا کہ بقایا مالگذاری وصول کیجائے اور لوگ اوسے دینا نہین چاہتے ستھے۔

(۶) افغانستان کی طرح ایک ملک مین جہانکہ خزانہ خالی تہا اور داخلی اخراجات اور نیز سرحدی مقامات کی حفاظت واستحکام کے لیئے قلعون وغیرہ کے بنانے اور درست رکہنے کی اسلیئے ضرورت تہی کہ بڑے طاقتور ہمسائے ہمیشہ بہوکے گِدہ کی طرح کمزور شکار کے ہضم کرنے کے منتظر ومشتاق رہتے ہین روپیہ بہت زیادہ درکار تہا۔ تمام ملک کی آمدنی کا تقریبًا نصف حصہ گورمنٹ بطور وظائف کے ملاؤن۔ سیدون اور دوسرے بیشمار ولیون اور متبرک پیشواؤن کو جو پیر کہلاتے ستھے دیا کرتی تہی۔ اسکی وجہ سے دوہری تباہی اور کمزوری گورمنٹ کی ہوتی تہی۔ اوّلاً یہ کہ نصف آمدنی ایسے لوگون کو دی جاتی تہی جن کو کہ کوئی حق اوسکے لینے کا نہ تہا اور اوسکے عوض کسی قسم کی خدمت نہین کرتے ستھے۔ دوسرے اس سے لوگون کو ترغیب ہوتی تہی کہ کاہلی وبیکاری کی زندگی بسر کرین۔ اور بلا محنت کے گورمنٹ سے روپیہ وصول کرین گویا کہ اِن بیکار شخصون کو اس بات کا انعام دیا جاتا تہا کہ وہ نہ تو اپنی ذات کو کوئی فائدہ پہونچا سکتے ستھے اور نہ اپنے ملک کو۔ ان وظائف کو جنکا سرکاری خزانہ پر سخت بار تہا مین نے یک قلم موقوف کر دیا۔ اور حکم دیدیا کہ تنخواہین صرف اون لوگون کو دی جاینگی جو اپنی لیاقت کے مطابق کام بہی کرینگے اور اونہین اپنا حق ثابت کرنے کے لیئے ایک قسم کا امتحان بہی دینا پڑیگا۔ اس طریقہ سے اِن تمام خود بین حضرات کے وظیفے معہ موشِ عالم کے خاندان اور نیز اس قسم کے دوسرے چوہون کے موقوف کر دیئے گئے۔ یہ روپیہ اون بہادر سپاہیون کو دیا گیا جو کہ اِن ذلیل ونقصان رسان چوہون کے مارنے کے لیئے مقرر کیئے گئے تا کہ

ناجائز طور پر جبراً روپیہ وصول کر کے لوگون کے مکانون مین سوراخ نکرین۔

اس کارروائی سے ملاؤن - پیشوایانِ دین - اور مصنوعی ولیون مین ایک تہلکۂ عظیم برپا ہوا - بڑے زور شور سے شکایتین ہونے لگین اور جس بغاوت کا مین ذکر کر رہا ہون وہ اسی حکم کا نتیجہ تہی - لیکن خوش قسمتی سے اس فساد کی وجہ سے مجھے ہمیشہ کے لیئے تمام چوہون سے نجات ملگئی - پہلی کوشش جو ان لوگون نے میری حکومت کے تہ و بالا کرنے کے لیئے کی اوسکی اطلاع مجھے اپریل ۱۸۹۶ء مین ہوئی جبکہ اونہون نے ایک خط سر اوبیور ہنجن کے ذریعہ سے ہز مجسٹی ملکہ معظمہ انگلستان کے پاس بہیجا - اس خط مین غلزئیون نے لکہا تہا کہ -

" اگر آپکا کبہی ایسا ارادہ تہا کہ جور و تعدی سے دبے ہوئے اور شکستہ حال و افسردہ خاطر باشندگان افغانستان کو آپ فائدہ پہونچائین اور اونکی امداد کرین تو اس سے بہتر اور کوئی موقع نہین ہو سکتا جو کہ اسوقت حاصل ہے - لیکن بلا توقف ہماری مدد کیجیئے "

مجھے یہ نہین معلوم کہ یہ خط گورنمنٹ برطانیہ کے کسی معتبر اہلکار تک بہی پہونچایا نہین لیکن یہ جانتا ہون کہ باغیون کو اس کا کوئی جواب نہ ملا - علاوہ برین اونہون نے ایوب خان کی دعوت کی کہ ایران سے آکر اون کے ساتھ شریک ہون لیکن ملک مین داخل ہونے کے لیئے اونکی تمام کوششین بیکار ہوئین - اس کی تفصیل آگے چلکر ہوگی اور کیا کیا کارروائیان باغیون نے کین اون سے مجھے سروکار نہین - لیکن اسقدر تو یقینی امر ہے کہ جب خفیہ سازشون مین کامیابی نہوئی تب اُنہون نے علانیہ میرے مقابلہ مین ہتیار اوٹھائے جس کا اب ذکر کرتا ہون -

۱۸۸۶ء کے موسم خزان مین یہ لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ شیر خان پسر میر احمد نے پسر سردار گل محمد خان نبیرہ سردار کہندل خان قندہاری کو جب کہ وہ قندہار سے کابل

آرہا تھا ایک مقام پر جو کہ موشکی اور چارہ کے درمیان واقع ہے قتل کیا اور اوس کی زوجہ و دیگر اعزا و مال و متاع کو لیگیا - دوسرا حملہ آندری وہوتکی غلزئیون نے بمقام موشکی ایک درانی پلٹن پر کیا جو کہ زیر حکم مرزا سید علی قندہار سے کابل جارہی تھی اور چونکہ حال ہی مین بہرتی ہوئی تھی ابہی اوسی ہتیار نہین ملے تھے - اس حملہ مین غلزئیون نے ایک سو چالیس سرکاری شتر - اسی خیمے اور تین ۳ ہزار روپے لوٹے اون کی ان حرکتون کو سنکر اور چونکہ مشک عالم "بہی اوسی قبیلہ کا تھا مین نے جنرل غلام حیدر خان توخی - حاجی گل خان کمیدان (اب برگیڈیر ہے) اور کرنل محمد صادق خان (اب قندہار مین برگیڈیر ہے) کو معہ دو پلٹن پیدل - چار رجمنٹ سوار اور دو باٹری توپخانہ کے اونکی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا - یہ فوج غزنی پہونچی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیان دہن شیر و نانی دو مقامات پر ہوئین جن مین باغی شکست کہا کر منتشر ہو گئے -

موسم سرما مین یہ لوگ خاموش رہے لیکن تمام غلزئی قوم سے میرے خلاف بغاوت کرانے کے لیئے برابر خفیہ تیاریان اور سازشین کرتے رہے اس مین اونہین کامیابی ہوئی اور ماہ مارچ مین ایک عام بغاوت ہوگئی ملا عبدالکریم پسر مشک عالم نے مارچ ۱۸۸۶ء میں اس مضمون کا اشتہار عام دیا کہ اوس کے پاس بارہ ہزار لڑنے والے موجود ہین اگر اور قومین بہی شریک ہو جائین تو ضرور کامیابی ہوگی -

چونکہ خزان ۱۸۸۶ء کی بغاوتون مین جسکا ذکر مین نے ابہی اوپر کیا ہے مجھے معلوم ہوا تہا کہ اہل ہوتکی بہی شریک ہے اسلیئے مین نے سرہنگ سکندر خان (اب زندہ نہین ہے) پدر جنرل غلام حیدر خان کو حکم دیا کہ قندہار سے ہوتکی جائین اور وہان کے باشندون سے ایک تلوار اور ایک بندوق فی مکان بطور جرمانہ کے وصول کرین

سرہنگ کا پہونچنا تہا کہ اہل ہوتکی کا شعلہ بغاوت بہڑک اٹہا اور آندر ہوتکی ترکی وردک اور غلزئی فوجون مین عام طور پر بغاوت شروع ہوگئی - اونہون نے اپنے اہل وعیال کو وزیرستان ژوب اور ہزارہ بہیجدیا اور میری فوج سے لڑنے کے لیئے تیار ہوئے - اوس وقت غلزیون کے ملک مین میری فوج مضبوط نہ تہی اور ایسے بڑے بڑے شہر مثلاً غزنی - کلات غلزئی - اور مقروف کافی طور پر محفوظ و مستحکم نہ تہے - جنرل غلام حیدر خان کے ساتہہ صرف دو پلٹن پیدل اور تین رجمنٹ سوار تہے - مین نے فوراً حکم دیا کہ چہہ سو پیدل سپاہی زیر کمان کرنل صوفی اسی ماہ مارچ مین سکندر خان کی امداد کے لیئے جائین - مین نے ملیشیا پیدل اور نوساختہ دُرّانی پلٹن کو بہی حکم دیا کہ سکندر خان سے جاملے لیکن یہ پلٹن بہت زیادہ مفید ثابت نہ ہوئی - مین نے اور فوج بہی تیزی کے ساتہہ کابل سے جنرل غلام حیدر خان کی کمک کے لیئے روانہ کی -

ابتدا مین تو باغیون کی خوش قسمتی کا ستارہ اوج پر رہا اور اونہین کامیابی ہوئی - عیسیٰ خان گورنر مقروف نے راہ مین شکست کہائی - وہ سکندر خان سے ملنے کے لیئے جارہا تہا - باغیون کا افسر شاہ خان ہوتکی تہا - ۱۲ - اپریل کو سکندر خان نے دیفقتو اور اوسی مقام پر باغیون سے جنگ شروع کی اور پہلے تو شکست کہائی لیکن آخر شِں فتحیاب ہوا -

ساتہہ ہی شمال مین بہی لڑائی ہورہی تہی جہانکہ جنرل غلام حیدر خان بڑی بہادری سے ترکی اور آندری غلزئیون سے لڑرہا تہا سخت لڑائی کے بعد اوسے کامیابی ہوئی اور اپنے باپ سکندر خان سے جاملا جسے اہل ہوتکی نے شکست دی تہی - یہ دونون فوجین یعنی غلام حیدر خان اور سکندر خان کی ماہ مئی مین ملین اور ان مین چار

پلٹنین پیدلون کی - دو رجمنٹ رسالا اور اٹھارہ توپین تہین - ان کے علاوہ بعض وفادار شخص رعایا مین سے زیر کمان بہلول خان ترکی سرکاری فوج کو امداد دیتے تہے - دشمن کی فوج تیس ہزار تہی جس نے شاہ خان ہوتکی کو اپنا امیر قرار دیا تہا - چارون طرف سے باغیون کو مدد پہونچ رہی تہی اور اونکی تعداد بڑہتی جاتی تہی - بیوفا غلزئی اون سے ملتے جاتے تہے - یہ بہی افواہ تہی کہ اونہون نے روسیون اور اہل میمنہ و ہرات اور ایوب خان سے جو ایران مین تہے مدد چاہی تہی اور اہل میمنہ اور ہرات نے جواب موافق دیا تہا -

میری جو فوج ہرات مین تہی اوس مین زیادہ تر غلزئی تہے - اونہون نے جب سنا کہ اونکی قوم اور دیگر خویش و اقارب نے سرکشی کی ہے تو وہ بہی بگڑ گئے - اور ۶ جون ۱۸۸۷ء کو ایک کثیر تعداد غلزئیون کی ہزارہ پلٹن کی جو ہرات مین مقیم تہی قلعہ مین بغاوت پر آمادہ ہوئی - ان باغیون کی تعداد قریب آٹھ سو کے تہی - اونہون نے میگزین کا کچھ حصہ لوٹ لیا اور میرے سپہ سالار کو قلعہ مین گہیر کر قید کر لیا - لیکن میرے دوسرے سپاہی جو ہرات مین تہے اوسی طرح وفادار رہے اور ان نمک حرامون سے لڑے جو کہ اون کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر ہرات سے اندراب چلے گئے تاکہ وہان باغیون سے ملجائین - بعض بیوفا سپاہی باغیون کی ایک بڑی فوج سے جو کہ مقام ... مین جمع ہوئی تہی جا ملے جس کی وجہ سے اونہین اور بہی ہمت ہوئی اور میرے بلادغا اہلکارون کو بہت تردد پیدا ہوا - اس بات کا خوف تہا کہ بہت سے لوگ صرف اس کے منتظر تہے کہ باغیون کو ذرا کامیابی ہو کہ وہ اونکے شریک ہوجائین - ایسے نازک وقت پر جبکہ میری فوج کے نمک حرام باغیون سے ملگئے تہے جاہل ملاؤن اور میرے دشمنون نے غلط خبرین اڑادین کہ ہرات پر باغی قابض تہے اور اہل میمنہ اور ملک

کے دوسرے حصون کے لوگ بھی مجھسے منحرف ہو گیے تھے - لیکن میرے
بہادر جنرل غلام حیدر خان نے جہان کہین اوس سے مقابلہ ہوا دشمن کی فوج کو برابر شکست
دیکر منتشر کر دیا - اس وقت بھی اوس نے بمقام عطاقریا ایک بڑی ہوئی فوج کو
شکست دی اور اوسے پراگندہ کر دیا - پہر اپنے والد کو وہان چھوڑکر آپ اور زیادہ
شمال کی طرف بڑہا جہانکہ قبیلہ ترلی سے بمقام آب ایستادہ ایک اور لڑائی ہوئی - یہان
بھی اوسے فتح حاصل ہوئی اور مرغاب کی طرف روانہ ہوا جہانکہ ہرات کے بہت
سے بگڑے ہوئے سپاہی باغیون سے مل گیے تھے - ماہ جون مین مینے دو پلٹنین
پیدلون کی اور چار سو سوار کابل سے سپہ سالار کی امداد کے لیے بہیجے اور ۲۷ جولائی
کو ان فوجون نے باغیون کے حصہ فوج کو جو پوری فوج سے ملنے کے لیئے جارہا تھا
شکست دی - اس کے بعد غلام حیدر خان اوس مجموعی خاص حصہ فوج کی طرف روانہ
ہوا بار برداری اور رسد کا انتظام باغیون کے ہان اس قدر خراب تھا کہ لوگ بہوک
سے قریب المرگ ہو گیے تھے - مختصر یہ کہ قطعی طور پر میری فوج نے اونہین شکست
دی اور گو خفیف لڑائیان ماہ اگست مین برابر ہوتی رہین تاہم وہ کچھہ ایسی قابل توجہ نہین
اسلیئے کہ شکست فاش کہانے کے بعد بغاوت کا تمام جوش سرد ہو گیا تھا -

ملا عبد الکریم کرم کی طرف بہاگا اور اوس کا بہائی فضل خان قید ہوا اور مار ڈالا گیا -
مین نے سنا کہ تیمور شاہ غلزئی نائب سپہ سالار نے جسپر کہ ۱۸۸۵ء مین جنگ پنجدہ کے
وقت غفلت کا الزام لگایا گیا تھا - لیکن مین نے اوس کا قصور معاف کر دیا تھا - اس
بغاوت مین میرے خلاف خوب حصہ لیا - اوس کے ساتھہ ایک کپتان اور اردلی
بھی تھا - تیمور شاہ بھی گرفتار کیا گیا اور کابل لایا گیا - ۱۳ - جولائی کو مین نے حکم دیا کہ اس
نمکحرامی کی سزا مین وہ سنگسار کیا جائے - اس سے یہ غرض تھی کہ دوسرے فوجی

لوگون کو آیندہ کے لیے تنبیہ ہو کہ یہ نہایت معیوب و زبون کام ہے کہ ایک شخص
جیسے کہ نائب سپہ سالاری کے معزز عہدہ پر ترقی دیگئی ہو اپنے آقا کے خلاف
ہتیار اوٹہائے جس کا عرصہ سے نمکخوار رہ چکا ہے۔

جب اس شاندار فتح کے بعد جنرل غلام حیدر خان کابل واپس آئے تو مین نے
اونہین نائب سپہ سالار مقرر کیا۔ اور اونکی خدمات کے صلہ مین ایک ہیرے کا تمغہ
دیا۔ علاوہ برین ایک دن کے کوچ کے فاصلہ پر ایک بڑی فوج زیرحکم پروانہ خان کابلی
سپاہیون کی اون کے استقبال کے لیے بہیجی۔ اس طرح یہ شر و فساد غلزئیون کا ہمیشہ
کے لیے فرو ہو گیا۔

ایوب خان باغیون کی فتح کی خبر پا کر بلا علم گورمنٹ ایران وہان سے بہاگا۔
لیکن میرا محکمہ خبر رسانی [۵] ایسے عمدہ اور خوش اسلوب اصول پر چلایا جاتا ہے کہ کوئی
قابل لحاظ شخص ایران۔ روس۔ ہندوستان یا افغانستان مین ایسا نہوگا جس کی حرکات
پر نظر نہ رہتی ہو اور اوسکی اطلاع نہ آتی ہو۔

[۵] دنیا مین کوئی ایسا ملک نہین ہے اور غالباً روس بہی اس سے مستثنی نہین جہانکہ اس کثرت
سے مخبر و جاسوس ہون اور محکمہ مخبری و سراغ رسانی اس کمال خوبی کو پہونچا ہو جیسا کہ افغانستان
مین ہے یقین کیا جاتا ہے کہ ہر مکان مین ایک گوئندہ ہے بی بی کو خوف رہتا ہے کہ اوس کا شوہر کہین
اوسکی مخبری نکرے اور شوہر کو اسی قسم کا خطرہ بی بی کی جانب سے رہتا ہے۔ اس طرح کی بہت
سی مثالین ہین کہ بچون نے اپنے والدین کی جاسوسی کی ہے جیسا کہ سردار دلو کی نسبت خود اوسکے
بیٹے نے اور مستری قطب کی خود اوسکی بی بی نے مخبری کی۔ حقیقت مین سینکڑون مقدمات
سالانہ اس قسم کے ہوتے ہین جن مین بیٹے دیگر اعزا و اقارب و عزیز ترین احباب گوئندہ گری کرتے
ہین امیر اونہین انعام دیتے ہین اور مجرم سزایاب ہوتے ہین۔ اسکی وجہ سے لوگون کے دلون مین

ایوب خان کی حرکات کی خبر پاکر مین نے پوری سرحد پر پہرہ مقرر کیا کہ اگر وہ میرے ملک مین آئے تو گرفتار کرلو جب وہ سرحد پر بمقام غوریان ہونچا تو میرے سپاہیون کو استقبال کے لیئے مستعد پایا اور بجاے تخت کابل پانے کے اوسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ بمشکل صحراے خراسان کی طرف بھاگا اور بڑی وقت سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۸ - عام طور پر ایک قسم کی دہشت رہتی ہے اور ہر شخص ایک دوسرے سے ڈرتا ہے۔ لیکن امیر کو محض اپنی حفاظت اور لوگون کی سازش و مکر و فریب کے انسداد کے لیئے ایسا کرنا پڑتا ہے اس لیئے کہ اہل افغانستان نے گذشتہ زمانہ مین اپنے بادشاہ خوانین کو قتل کیا ہے اور امیر کے دشمنون سے خواہ وہ ملک مین ہون یا باہر جوڑ توڑ کرتے رہتے ہین - صرف ایک واقعہ کا ذکر کرنا کافی ہے جس سے معلوم ہوجائیگا کہ تمام ملک پر اس طرح نظر رکھنا کسقدر ضروری ہے - سنہ ۱۸۹۱ع مین جبکہ تقریباً تمام فوج کابل سے اہل ہزارہ سے لڑنے کے لیئے بھیجدی گئی تھی چند جلیل القدر اشخاص نے سازش کی اور قریب سو آدمیون کے اسمین شریک ہوئے - اونکا ارادہ تھا کہ ایک شب جیلخانہ مین آگ لگادیجاے جوکہ وسط شہر مین واقع تھا - پولیس کے لوگ اوس کے بجھانے مین مشغول ہوجاینگے چونکہ یہ اونکا کام ہے اور میدان خالی پاکر امیر کو قتل کرڈالینگے - اس کے بعد تمام ملک مین بغاوت پھیلادینا اور شہر لوٹنا آسان کام ہوگا - لیکن چونکہ امیر کے مخبر جیلخانہ مین بھی تھے وقت مقررہ کے صرف چند گھنٹے پہلے اسکی اطلاع ہوگئی تمام لوگ جو اس سازش مین شریک تھے گرفتار ہوگئے اور وہ خط بھی پکڑا گیا جوکہ اونہون نے قیدیون کو لکھا تھا جو لوگ کہ اس محکمہ کی وجہ سے اور رعایا کی مخبری ہونے کے سبب سے امیر پر طعن و اعتراض کرتے ہین اونہین یاد رکھنا چاہیئے کہ امیر کو مجبوراً اپنی و اپنے خاندان کی حفاظت کے لیئے ایسا کرنا پڑتا ہے - یہ صحیح ہے کہ ایسی بھی بہت مثالین ہین کہ مخبرون نے غلط خبرین بعض لوگون کے دشمنون سے روپیہ لیکر اونکے خلاف پہونچائی ہین لیکن اگر یہ ثابت ہوجاے تو اون مخبرون کو سخت سزا دیجاتی ہے کشمش نامی ایک ملا نے ایک بار خود امیر کے بیٹے کے خلاف

اون لوگون کے پنجہ سے چھوٹا جو اوسے تاج و تخت دینے کے لیئے منتظر تھے - جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے "کیکہ سر خود را بسنگ میزند سنگ آزردہ نمیشود ولی سر خود را می شکند"

بہت کچھ مصیبت اور تکلیف کے بعد ایوب خان نے اپنے تئین جنرل میکلین کے سپرد کر دیا جو کہ مشہد مین وائسراے ہند کے ایجنٹ تھے کچھ خط و کتابت کے بعد لارڈ ڈفرن وائسراے نے بڑی عقلمندی کی کہ ایوب خان کو ایران سے ہندوستان بلا لیا جہان کہ وہ اب تک بود و باش کرتا ہے اور میرے بہادر سپاہیون کے پنجہ مین اُنے سے محفوظ ہے -

# اسحاق خان کی بغاوت

اب مین اوس تیسری اور سب سے زیادہ قابل لحاظ لڑائی کا ذکر کرون گا جو ۱۸۸۸ء مین واقع ہوئی - اِس کے اسباب و نتائج آگے چلکر بیان کیئے گئے ہین - مین پیشتر لکھہ چکا ہون کہ روس سے افغانستان روانہ ہونے سے پہلے مین نے اپنے تئین چچیرے بھائیون سردار عبد القدوس خان - سردار سرور خان اور اسحاق خان کو میمنہ کی طرف بہیجا تہا - اون کے سفر کی تفصیل گذشتہ بابون مین ہو چکی ہے لیکن اِس موقعہ پر اپنے بیوفا دغاباز بہائی اسحاق خان کا کسیقدر حال لکھنا ضرور ہے جو کہ اصل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹ - جاسوسی کی لیکن بعد تحقیقات یہ خبر غلط ثابت ہوئی اور وہ توپ کے منہہ پر اوڑا دیا گیا - (موءلف)

باغی تہا - میرے چچا میر اعظم خان کا وہ صلبی بیٹا نہین ہے - اوسکی مان آرمینیا کی ایک عیسائی لڑکی تہی جو میرے چچا کے حرم مین تہی لیکن اونکی منکوحہ بیبیون سے نہ تہی ناظرین کو معلوم ہے کہ خود اسحاق خان کے والد کی کیسی سیرت وخصلت تہی اونہین یہ بہی یاد ہوگا کہ والد کے انتقال کے بعد کابل کا تخت دلانے مین مین نے اون کی کیا کیا خدمتگزاری کی میرے والد بادشاہ تہے اور اونکے بعد مجہے اونکا جانشین ہونا چاہیئے تہا لیکن مین نے اپنے چچا کو امیری دی - اون کی وفات تک جو جو کام مینے اونکے لیئے کیئے اور جس شفقت وعنایت سے اونکے بیٹے اسحاق خان ودیگر بیٹون سے سلوک کیا اوس کے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے اسلیئے کہ پوری کیفیت پہلے بیان ہوچکی ہے - اسحاق خان کی ناسپاسی کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ تمام احسانات ومہربانیان اوس نے فراموش کردین - یہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ ہمارے خاندان مین جو شر وفساد وخرابیان واقع ہوئین اون سب کے بانی میرے چچا میر اعظم تہے جنہون نے میرے والد اور شیر علی خان کو ایک دوسرے کا دشمن بنادیا تہا - یہی مفسدہ پردازی اونکے بیٹے اسحاق خان مین بہی تہی اور ضرور تہا کہ کبہی نہ کبہی وہ رنگ لاتی - جب مین روس سے چلا تو اپنے ساتہیوں سے اپنی اطاعت کے لیئے قرآن شریف پر قسمین لین اور محمد اسحاق خان نے بہی میری اطاعت ووفاشعاری اور دمسازی کی قسم کہائی - وہ کلام مجید جس پر محمد اسحاق خان اور اسوقت کے دوسرے اشخاص کی مہرین اور دستخط ہین میرے پاس اس وقت کابل مین موجود ہے - اپنی حکومت کے اول ہی سال جو مین نے اوسے ترکستان کا وائسرائے وگورنر مقرر کیا تو گویا اوس پر اور اوس کی قسم پر پورا اعتبار کیا - جتنے گورنر اور فوجی افسرون کو مین کابل سے ترکستان بہیجا کرتا اونہین سخت حکم تہا

کہ محمد اسحاق خان کو ہمیشہ میرے بہائی اور فرزند کی طرح تصور کرین - ہفتہ وار خطوط
جو وہ مجہے لکہا کرتا تہا وہ . تبک میرے پاس موجود ہین جن مین اطاعت ووفاداری
کے وعدے بکثرت ہین - اوس کا طرز تحریر ہمیشہ ایسا ہوتا تہا جیسا کہ ایک مطیع بیٹا
اپنے باپ کو یا ایک فرمانبردار ملازم اپنے آقا کو لکہتا ہے - خطون پر وہ اسطرح
دستخط کرتا تہا " آپکا غلام وا وفادار آپکا ملازم محمد اسحاق " اس وجہ سے مین بہی
اوسے اپنے بیٹے اور بہائی کی طرح خطاب کرتا تہا - چونکہ اوس کے مکر و فریب
کا مجہے مطلق شبہ نہ تہا مین نے عمدہ ترین بندوقین و دیگر اسلحہ جنگ جو
ترکستان مین دستیاب ہوسکتے تہے اوس کی نگرانی مین رکہے اس لئے کہ وہ
روسی سرحد پر تہا جہانکہ ہر قسم کے سازوسامان مثلاً سامان جنگ ورسد وغیرہ کا جمع رکہنا
مین مناسب سمجہتا تہا تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے اور اب بہی ایسا ہی کرتا
ہون مجہے یہ کیا معلوم تہا کہ میرے ہی ہتیار اور میرا روپیہ میرے ہی مقابلہ مین خرچ کیا
جائیگا اور مجہے ہی اپنی بہترین توپون اور بندوقون کے گولون اور گولیون کا سینہ سپر
ہونا پڑے گا - اپنے والد کی طرح وہ بہی غدار نکلا - اول دن سے جو مین نے اوسے
ترکستان بہیجا اوس نے لکہنا شروع کیا کہ فوج کثیر جو آپنے یہان رکہی ہے اوسکا
صرف اتنا زیادہ ہے کہ ملک کی آمدنی اوس کے لئے کافی نہین ہے - اسلئے مین
برابر دوسرے صوبون سے روپیہ جمع کر کے بہیجا کرتا تہا کہ سپاہیون کی تنخواہین ادا کی
جائین - ادہر اسحاق خان برابر روپیہ اور توپین جمع کر رہا تہا اور خفیہ تیاریان
میرے خلاف ہو رہی تہین - اہل ترکستان کے نزدیک وہ اپنے تئین بڑا متقی
اور پرہیزگار مسلمان ظاہر کرتا تہا - علی الصباح اوٹہکر مسجد مین نماز پڑہنے جایا
کرتا تہا جس سے مسلمانون کا ایک حصہ ملاؤن کا اوسکے دام فریب مین گرفتار ہوگیا -

یہ لوگ صرف اون اشخاص کا جوکہ پابند صوم وصلوۃ ہون بہت کچھ خیال کرتے ہین لیکن اون کے افعال پر نظر نہین ڈالتے - ان جاہل ملاؤن کو اون مقدس بزرگ عبداللہ انصاری علیہ کا یہ قول یاد نہ ہا کہ "وہ بہت سے روزے رکھنا کھانا بچانے کی غرض سے ہے - بہت نمازین پڑہنا اون کاہل بیواؤن کا کام ہے جو کام سے جان چوراتی ہین - لیکن دوسرون کی مدد کرنا جوانمردون کی سچی عبادت ہے" پھر انہی بزرگ کا قول ہے کہ "وہ ہوا مین اڑنا کوئی کرامت نہین اسلئے کہ غلیظ ترین مکھی اسے کرسکتی ہے - بلاپل یا کشتی کے دریا عبور کرنا بھی کوئی کرامت نہین اسلئے کہ کتے اور ایک تنکے مین بھی یہ طاقت ہے - پاک لوگون کی اصل کرامت یہ ہے کہ دکھے دلون مین گھر کرین اور اونکی امداد کرین"

دوسرا فریب جو اس نے جاہل مسلمانون کو دیا وہ یہ تہا کہ علاوہ مذہبی پیشوا بننے کے نقشبندیہ خاندان کے ایک درویش سے بیعت کی - اس صوفیہ فرقہ کی بخارا کے ایک متبرک ولی خواجہ بہاءالدین رحمتہ اللہ علیہ نے تیمور لنگ کے زمانہ مین بنیاد ڈالی تھی -

اس مین کلام نہین کہ اس خاندان کے موجد کی تعلیم نہایت متبرک و معقول ہے لیکن بہت سے لوگ جنہین اونکے خاندان کی بیعت کا دعوی ہے جھوٹے ہین - اور یہ لوگ صرف اسوجہ سے آدمیون کو مرید کرتے ہین کہ اون سے روپیہ وصول کرین اور خود بیکاری وکاہلی کی زندگی بسر کرین - وہ بالکل بھول جاتے ہین کہ یہ قطعاً ہمارے

---

لہ ہرات کے ایک بڑے فلاسفر - (مولف)

لہ باقی تین فرقے قادریہ چشتیہ اور سہروردی ہین - قادریہ کے بانی حضرت شیر عبدالشیخ رحمتہ اللہ علیہ تھے جنہین سات سو برس کا عرصہ ہوا اور بغداد مین اونکا مزار ہے - چشتیہ کے سرچشمہ حضرت خواجہ

مذہب اور رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم اور عمل کے بالکل خلاف ہے اور نیز نقشبندیہ فرقہ کے بانی کے عمل کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ ہمارے نبی معظم خود بہت جفاکش تھے اور خواجہ بہاءالدین کمہار کا کام کرتے تھے اور دل خدا کی طرف رجوع رہتا تھا۔ متذکرۂ ذیل اقتباس سے جو کہ فارسی نظم سے کیا گیا ہے اونکی تعلیم کا انداز معلوم ہوتا ہے اوس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

"اپنے ہاتھ کام مین لگائے رکھو اور دل خدا کی طرف۔ ظاہرا دنیا کے کامون مین مشغول رہو اور باطنی شغل یہ ہو کہ اپنی روح کی تعلیم و تربیت کرو اور روحانی و دنیا کی چیزون مین غرق رہو۔ غرضکہ دل بایار و دست بکار رہے"

چونکہ ترکمان خاصکر اسی خاندان کے مرید ہین اسحاق خان نے بھی اپنی ترکمان رعایا کے خوش کرنے کے لیے اوسی خاندان مین بیعت کی۔ مزار شریف کے بوڑھے پیرون نے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا اور اسحاق خان سے کہا کہ خواجہ نقشبند نے تخت کابل تمکو عطا کیا ہے۔ اسحاق خان نے اسپر یقین کیا اور علانیہ اپنے تئین افغانستان کا امیر قرار دیا۔

اس موقعہ پر اس بغاوت کے تین سال پیشتر کا بھی کچھہ ذکر کرنا ضرور ہے۔ اُسوقت میرے پاس خبر پہونچی تھی کہ اسحاق خان نے جو فرد حساب امیر سے پاس بھیجی تھی اوس سے زیادہ روپیہ وصول کیا تھا اور چونکہ صوبہ کی آمدنی تمام اخراجات کے لیے ضرورت سے زیادہ کافی تھی اوسے اور روپیہ مجھسے طلب کرنا نہین چاہیئے تھا۔ یہ سنکر مین نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۳ - معین الدین رحمتہ اللہ علیہ ہین جن کا زمانہ چند برس بعد ہے اور اجمیر شریف مین مزار شریف ہے۔ فرقہ سہروردی کے موجد حضرت شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ ہین۔

(مولف)

ایک اہلکار بہیجا کہ ترکستان جاکر اسحاق خان کے حساب کی جانچ کرے اور صحیح رپورٹ پیش کرے۔ اور گو مجہسے کہا گیا کہ اسحاق خان دہوکا دے رہا ہے تاہم مجہے اوس کے خلاف اس قسم کا یقین نہوا۔ مختلف موقعون پر اس قسم کی اور بہی رپوٹین ہوئی تہین۔ لیکن مین نے صرف یہی نہین کیا کہ اون پر مطلق لحاظ نکیا بلکہ سخت ممانعت کردی کہ کوئی اسحاق خان کی شکایت نکرے۔

دوسرے سال مین نے اسحاق خان کو لکہا کہ اپنا حساب کتاب بہیجدو اور خود مجہسے آکر ملو۔ اوس نے آنے سے تو بیماری کے بہانہ سے معافی چاہی اور اپنے ایک مددگار کے ذریعہ سے حساب بہیجدیا۔ اب مجہے اطلاع ہونے لگی کہ اوس کی سازشین حد سے تجاوز کر گئی ہین۔ نیز یہ کہ قرآن شریف پر وہ لوگون سے قسمین کہلواتا تہا کہ اوسکی اطاعت کرینگے اور جو ایسا نہین کرتے تہے اونہین سزا دیتا تہا یا خفیہ طور پر قتل کرا دیتا تہا۔ جب مین نے اوسکی علالت کا حال سنا تو اپنے درباری حکیم عبدالشکور خان کو (آجکل کابل مین ہے) معالجہ کے لئیے بہیجا۔ اس چالاک حکیم نے یہ سمجہکر کہ اسحاق خان کے لوگ ضرور اوس کا خط پکڑ لینگے مجہے لکہا کہ سردار اسحاق خان کو زیادہ تر دماغی عارضہ ہے گویا کنایتًا ظاہر کیا کہ اوسے کوئی مرض نہ تہا صرف مجہسے دشمنی تہی۔ باوجود اس کے اور اون رپورٹون کے جو مختلف ذریعون سے میرے پاس آتی تہین مین اونکے صحیح ماننے مین ہچکچاتا تہا۔

لیکن اوسی زمانہ مین مجہے نقرس نے نہایت تکلیف دی اور کئی مہینے مین بیمار رہا ماہ جون ۱۸۸۸ء مین اپنے موسم گرما والے مکان مین جو کہ کابل سے اٹہارہ میل کے فاصلہ پر لمغان پہاڑیون پر واقع ہے۔ اس مرض کا دورہ ہوا اور مین سخت بیمار ہوگیا۔ ماہ اگست تک مین اس مین مبتلا رہا۔ سواے حکیمون اور ذاتی ملازمون کے اور کسی

کو میرے پاس آنے کی اجازت نہ تہی - چونکہ بیماری کی حالت مین بہی مین اون لوگون سے ملاقات کرتا ہون جنہین کہ مجہسے کچہہ کام ہوتا ہے اس لیئے اس وقت قطعاً ممانعت کی وجہ سے افواہ مشہور ہوئی کہ مین مرگیا اور یہ خبر لوگون سے پوشیدہ رکہی گئی ہے[51] -

نمکحرام اسحاق خان کو جب یہ خبر پہونچی تو اوس نے میرے جانشین اور امیر ہونے کا دعوی کیا - اور میری بادفا رعایا کو یہ دہوکا دیا کہ چونکہ مین اوس سے ہمیشہ مثل بہائی اور بیٹے کے برتاؤ کرتا تہا تخت نشینی کا اوس کو سب سے زیادہ حق حاصل تہا - ساتہہ ہی فوراً کابل آنے کا ارادہ ظاہر کیا یہ کہکر کہ ملک انگریزون کے قبضہ مین نہ آجائے اس لیئے کہ کوئی فرمانروا نہ تہا - اسحاق خان نے واقعی سب انتظام کرنا شروع کیا ور اپنے نام کا سکہ بنوایا جسپر کہ یہ عبارت لکہی ہوئی تہی -

لا الہ الا اللہ امیر محمد اسحاق خان -

جب مجہے یہ خبر ملی تو مین نے جنرل غلام حیدر خان ارکزئی نائب سپہ سالار جنرل وکیل خان (جو اپنی نامردانہ حرکت اور محمد اسحاق خان سے شکست کہا کر بہاگنے کی وجہ سے موقوف کر دیا گیا) کمیدان عبد الحکیم خان (پسر جنرل ابو احمد و برادرزادہ جنرل عمر احمد خان معلم افواج و مشیر امیر و نبیرہ جنرل شہاب الدین خان معلم اول توپخانہ افغانی جو بالفعل کابل مین فیل باتری کے سردار ہین) بریگیڈیر فیض محمد خان (آجکل

---

[51] ڈاکٹر مس ہاملٹن ایم - ڈی - کہتی ہین کہ ایسی بیماری کی حالت مین جبکہ وہ معالج تہین اونہون نے امیر کو اکثر دیکہا ہے کہ معمارون کو اپنے کمرے مین روسی چولہے بنانا سکہا رہے ہین اور بعض وقت اپنے ہاتہہ سے سرخی چونا اور اینٹین جما رہے ہین - بہت سے دیگر یورپین اشخاص بہی جنہین امیر سے سابقہ پڑا ہے اسکے شاہد ہین کہ امیر مین کام کرنیکا بڑا مادہ ہے حتی کہ سخت علالت کی حالتمین بہی وہ بیکار نہین رہ سکتے - (مولف)

[52] مین نے خود یہ سکہ دیکہا ہے - (مولف)

امیر کے باڈی گارڈ کے افسر اعلیٰ ہین) کرنل حاجی گل خان - کرنل عبدالحیات خان اور دیگر افسرون کو معہ چہار رجمنٹ سوار - تیرہ پلٹن پیدل اور چہبیس توپون کے حکم دیا کہ بامیان۵۱ کی راہ سے جاکر اسحاق خان کا مقابلہ کرین -

دوسری طرف سردار عبداللہ خان توخی قتاغان و بدخشان کا گورنر (آجکل آپکا ذاتی ملازم ہے) مشرق سے بلخ کی طرف روانہ ہوا - ۱۷ ستمبر کو جنرل غلام حیدر خان کی فوج بلخ سے دو کوچ کے فاصلہ پر پہنچی اور اوسی مہینے کی تیئیوین تاریخ سردار عبداللہ خان کی فوج بہی اون سے ملگئی -

۲۹ ستمبر کو وادی غزنی گگ مین تاشقرغان سے تین میل جانب جنوب لڑائی شروع ہوئی - یہ لڑائی نہایت سخت تہی اور اوس نے طول بہی کہینچا اس لیئے کہ اسحاق خان کی فوج جو تعداد مین بیس ہزار سے چوبیس ہزار تک تہی معہ اسحاق خان اور اوس کے بیٹے سردار اسمعیل حتی الامکان اس امر کی کوشان تہی کہ اوسے فتح ہو اس لیئے کہ تمام اُمیدین اس جنگ کے نتیجہ سے وابستہ تہین اور فریقین کی قسمت کا تصفیہ اسی پر تہا - لیکن ناظرین کتاب کو معلوم ہے کہ سردار عبداللہ خان سے بڑہکر کوئی معتبر و باوفا دوست میرا نہ تہا اور نہ جنرل غلام حیدر خان سے زیادہ تربیت یافتہ و تجربہ کار افسر فوج مین تہا - اِن دونون مین سے کسی کو آسانی سے شکست نہین ہوسکتی تہی - برخلاف اس کے محمد اسحاق خان اپنے باپ کی طرح بزدل تہا

۵۱ بامیان وسط افغانستان مین بہت بڑا شہر ہے - غزنی کے قریب واقع ہے اور کہا جاتا ہے کہ بدھ کے زمانہ مین اسکی نہایت اچہی حالت تہی - بدھ کی ایک بہت بڑی مورت اب تک شہر کے باہر کہڑی ہے - وسط ایشیا کے کہنڈرون مین یہ ایک نہایت مشہور نمونہ صنعت کا خیال کیا جاتا ہے یہ بت اسقدر بڑا ہے کہ سینکڑون کبوترون نے اسکے کانون مین آشیانے بنائے ہین - (موئلف)

لیکن اوس کے فوجی افسر جو چیدہ اشخاص میرے ہی بہیجے ہوئے تہے کہ بوقت ضرورت روسیون کا مقابلہ کرین سب دلیر اور تجربہ کار شخص ستہے - مثلاً جنرل محمد حسین خان کرنل فضل الدین خان وغیرہ -

فجر سے رات سے گئے تک دونون فوجین عمدہ طور پر اور استقلال کے ساتھہ لڑین دونون طرف سے بے شمار آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے سہ پہر کے وقت میری فوج کا ایک حصہ زیر کمان سردار عبد اللہ خان - جنرل وکیل خان - کمیدان محمد حسین اور عبد الحکیم اصل فوج سے علیحدہ ہوگیا - اور اسحاق خان کی فوج سے زیر حکم محمد حسین[۱] خان ہزارہ سخت شکست کہائی - ساتہہ ہی جب کہ جنرل غلام حیدر خان اور دشمن مین خوب جنگ ہو رہی تہی بعض نمک حرام سپاہی جو جنرل محمد حسین سے مل گئے تہے اوس پہاڑی کی طرف گہوڑا دوڑا کر گئے جہانکہ محمد اسحاق خان تہا اِس ارادہ سے کہ جاکر اوسکی اطاعت اختیار کرین لیکن محمد اسحاق خان نے خیال کیا کہ اوس کی فوج نے شکست کہائی اور یہ لوگ اوس کے گرفتار کرنے کو آئے ہین اور بہاگ کہڑا ہوا - اوسکی فوج جنرل غلام حیدر خان سے غروب آفتاب کے بہت عرصہ بعد تک لڑتی رہی یہانتک کہ خوب اندہیرا ہوگیا اور اودہر اسحاق خان حتی الامکان تیزی کے ساتہہ بہاگا جاتا تہا - جب اوس کے سپاہیون کو خبر ہوئی کہ اون کا آقا بہاگ گیا تو اون کے دل بہی ٹوٹ گئے اور شکست کہا کر بہاگے غرضکہ ۲۹ ستمبر کو پہر سے جنرل غلام حیدر خان کو ایک فتح عظیم حاصل ہوئی -

میری فوج کا دوسرا حصہ جس نے شکست کہائی تہی اس سراسیمگی کے ساتہہ

---

[۱] یہ جنرل بعد کو قید کرلیا گیا اور کابل مین زیر حراست رہا لیکن ۱۸۹۵ء مین کہین بہاگ گیا اور ابتک اوسکا پتہ نہین ہے -

(مولف)

بھاگ کر کابل پہونچکر دم لیا - بہت سے سپاہی تو کابل کے قریب بھی نہ گئے اور اپنے اپنے گھرون کو دیہات سے چلے گئے - اونہون نے تمام ملک مین مشہور کر دیا کہ جنرل غلام حیدر خان مارے گئے میری تمام فوج جو اسحاق خان کے مقابلہ مین بھیجی گئی تھی منتشر ہو گئی یعنی درحقیقت میری حکومت کا خاتمہ ہو گیا - لیکن مین نے بعض افغانی فرمانروا کی مثل شیر علی خان اور اپنے چچا اعظم کے - اس معاملہ مین تقلید نہ کی یعنی یہ کہ شکست کی خبر پا کر مین بھاگ نہ گیا - ایک روز نہایت صبر کے ساتھ انتظار کیا - دوسری صبح کو شکست یافتہ فوج کے کابل پہونچنے کے بعد خوش قسمتی سے ہماری فتح اور غنیم کے پسپا ہونے کی خبر پہونچی - اس سے ثابت ہوا کہ فتح خدا کے ہاتھ مین ہے اور یہ کہ گو اولاً دشمن کی فوج کامیاب ہوئی تاہم چونکہ خداوند تعالے کو منظور تھا کہ مین اوس کے پیدا کئے ہوئے ملک کا یعنی اہل افغانستان کا نگہبان رہون دشمن نے ہزیمت اوٹھائی اور مجھے فتح نصیب ہوئی -

اسحاق خان کے بعض افسر اوسے فتح کی خوشخبری سنانے کے لیئے گئے لیکن اوس نے اعتبار نہ کیا اور یہ کہکر اونہین قتل کر ڈالا کہ وہ فریب دے رہے تھے اور دہوکا دیکر اوسے بھاگنے سے روکنا چاہتے تھے تاکہ گرفتار کر کے دشمن کے حوالہ کر دین -

اپنے بہادر جنرل حیدر خان کو ایسی لاجواب خدمات کے صلہ مین مین نے ایک اولہیر سے کا ستارہ بھیجا اور ترکستان کا سپہ سالار مقرر کیا جس عہدہ پر وہ اسوقت تک ممتاز ہین -

اس فتح کے بعد مین نے ترکستان جانا مناسب و ضروری سمجھا اور دو چند وجوہ سے جنمین سے خاص باتون کا ذکر کرتا ہون - (۱) ملک کا انتظام درست کرنے کے لیئے

کیونکہ گذشتہ چند سال سے اسحاق خان پر بالکل دارومدار تھا - (۲) سلطان مراد کی طرح
نکمر امون کو جنہون نے اسحاق خان کو مدد دی تھی ملک سے نکال لینے کے لیئے
تاکہ شر و فساد کے اور ذرایع باقی نرہین - (۳) مجھے خبر ملی تھی کہ ہمسایہ سلطنتون مین سے
ایک سلطنت اِس بغاوت مین شریک تھی جس سے کہ محمد اسحاق خان کو ہمت ہوئی
تھی - (۴) میری فوج متعینہ ترکستان کے بعض معزز و معتبر افسر وفادار نہ تھے اور اگر
اسحاق خان اسقدر بزدل ہنوتا تو اوس کے ضرور شریک ہو گیئے ہوتے لیکن خوشی
کا مقام ہے کہ ذاتی تحقیقات کے بعد جو کہ مین نے موقع پر کی یہ قصہ غلط ثابت ہوا -
میرا یہ بھی ارادہ تھا کہ ہرات جاکر روسی پیشقدمی روکنے کے لیئے شمالی مغربی سرحد
پر مستحکم قلعہ بندی کرون لیکن روپیہ کی کمی کی وجہ سے یہ ارادہ کلی طور پر کامیابی کے ساتھہ
پورا نہو سکا - مجھے اُمید تھی کہ گورنمنٹ ہندوستان مجھے مالی امداد دیگی لیکن
چونکہ یہ نہوا اس لیئے جسقدر روپیہ کہ مین دوسرے اخراجات سے بچا سکا اس کام
پر صرف کیا - خاص اور نہایت بکار آمد قلعہ جو مین نے بنایا وہ بمقام دہ دادی تھا جو کہ
مزار شریف[۱] کے قریب ہے - یہ میری سلطنت مین سب سے بڑا اور سب سے

---

[۱] اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو اپنا قائمقام چھوڑ کر مین ۱۸۸۸ء کے موسم خزان مین مزار شریف روانہ
ہوا اور جولائی ۱۸۹۰ء تک واپس نہ آیا - اسی زمانہ مین میرے نہایت باوفا و خیر اندیش قدیم ملازم جنرل
امیر احمد خان سفیر متعینہ ہندوستان نے قضا کی اور لارڈ لینسڈون نے جو کہ لارڈ ڈفرن کے بعد وائسرائے
ہند ہوئے مجھے ایک خط لکھا جس مین کہ افغانستان کے چند داخلی معاملات کے متعلق صلاح
و مشورہ دیا تھا - مین نے اونکی صلاح نہ سنی جسکی وجہ سے وہ غالباً مجھہ سے ناخوش ہوئے لیکن
اس معاملہ کا ذکر اپنے موقعہ پر کیا جائیگا -

زیادہ مضبوط قلعہ ہے۔ ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے اور اوس کی زد مین وہ گھاٹی ہے جس سے ہوکر روسی عملداری سے بلخ دارالسلطنت ترکستان کو خاص سڑک آتی ہے۔

سلطان مراد باشندہ قندز بھاگ کر اسحاق خان سے روسی ترکستان مین جاملا جہانکہ اتبک وہ متمکن ہے۔

جس زمانہ مین کہ مین مزار شریف مین تھا اہل بدخشان نے سرتابی کی۔ مین نے اونہین سزا دی جس کے بعد اونہون نے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔

ترکستان کے زمانہ قیام مین ایک اور واقعہ پیش آیا۔ دسمبر ۱۸۸۹ء مین اپنی فوج کا مزار شریف مین معائنہ کر رہا تھا کہ ایک سپاہی نے مجھہ پر گولی چلائی۔ مین بال بال بچ گیا۔ جو لوگ کہ اسوقت موجود تھے اونہین اور مجھکو بھی اپنی جانبری کا اتبک سخت تعجب ہے اسلیئے کہ سمجھہ مین نہین آتا کہ جس کرسی پر مین بیٹھا ہوا تھا اوسکی پشت مین کسطرح گولی نے سوراخ کیا اور بجائے میرے جسم مین جانے کے ایک غلام بچے کو سخت زخمی کیا جو کہ میرے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ مین نے اوس کرسی کو بطور ایک عجیب و غریب شے کے رکھہ چھوڑا ہے مین بھاری جسم کا شخص ہون اور کرسی میری نشست کے لیئے بالکل ٹھیک تھی اس لیئے یہ خیال کر کے اور بھی حیرت ہوتی ہے کہ کیون گولی میرے سینہ کے پار نہوئی۔ میرا یقین ہے کہ اگر خداوند کریم کسی کو بچانا چاہتا ہے تو کوئی اوسے نہین مار سکتا ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے | | نبرد رگے تا نخواہد خدائے | |

اور قرآن شریف مین فرماتا ہے اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ میرے بچ جانے کا کوئی دوسرا باعث بھی ضرور ہوگا اور مین خیال کرتا ہون کہ مندرجہ ذیل

قصہ سے اسکی تشریح ہو جائیگی - جب مین لڑکا تہا تو مین نے سنا کہ ایک بزرگ کے پاس ایک تعویذ تہا کہ اوسے کاغذ پر لکہکر دیتے تہے اور جو کوئی اوسے اپنے پاس رکہتا تہا اوسپر گولی یا کوئی ہتہیار اثر نہین کرتا تہا - اولاً مین نے یقین نہین کیا کہ اوس مین اسقدر قوت ہے اس لیئے مین نے اوسے ایک بٹیر کی گردن سے باندہکر آزمایش کی - بٹیر کو گولی مارنے کی ازحد کوشش کی لیکن کوئی گولی کارگر نہوئی - یہ منطقی ثبوت تہا جس سے ثابت ہوگیا کہ تعویذ مین اس قسم کا اثر ہے - اس لیئے مین نے اوسے داہنے بازو پر باندہ لیا - اور لڑکپن سے آجتک اوسے پہنے ہوئے ہون - میرا یقین ہے کہ گولی میرے جسم مین ہوکر پار نکل گئی لیکن مجہہ پر کوئی اثر نہوا -

بدقسمتی سے یہ نہ معلوم ہوا کہ اُس سپاہی نے کیون گولی چلائی تہی اس لیئے کہ ایک جنرل نے جو اوسکے پاس کہڑا ہوا تہا تلوار کے ایک ہاتہہ مین اوسکا کام تمام کردیا گو مین نے چلا کر کہا کہ ابہی نہ مارو اور تحقیقات ہونے دو چونکہ میرا خیال تہا کہ کسی مضبوط دشمن نے خفیہ طور پر اوسے اِس کام پر آمادہ کیا تہا -

دوسرا بڑا واقعہ جو پیش آیا وہ یہ تہا کہ میری دو بیبیون کے بیٹے پیدا ہوئے ایک ۵ ستمبر ۱۸۸۹ء کو اور خلیفۂ دوم کے نام پر اوس کا نام محمد عمر رکہا گیا - دوسرا اکتوبر مین پیدا ہوا اور خلیفۂ چہارم کے نام پر غلام علی اوس کا نام رکہا گیا - یہ لڑکا اسوقت ترکستان مین ہے تا کہ میری رعایا اوسے دیکہے اس لیئے کہ مین وہان نہین رہ سکتا - محمد عمر کسی قدر رکر ہو رہے - کابل مین رہتا ہے اور کبہی کبہی اسپنے بڑے بہائی حبیب اللہ خان کے دربار مین جاتا ہے جس طرح کہ دیگر چہوٹے بہائی جاتے ہین اور وہان اون ہی رسوم کا برتاؤ ہوتا ہے جو کہ میرے دربار سے متعلق ہین -

۵؎ امیر کا حکم ہے کہ سب بیٹے علیحدہ علیحدہ مکانون مین شہر کابل مین رہین جہان سے کہ ہفتہ مین

۲۴ جولائی کو جب مین کابل واپس آیا تو دیکھا کہ میرے بیٹے حبیب اللہ خان نے اس خوبی و لیاقت سے اور بالکل میری خواہشون کے مطابق فرمانروائی کی تھی کہ مین نے دو اعزازی نشان عطا کیئے ایک ملک کے عمدہ انتظام کے لیئے اور دوسرا اُنکی دلیری سے ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے جس کے بانی کہ قندہاری و ہزارہ پلٹن کے میرے سپاہی تھے۔ اس موقعہ پر اُنہون نے نہایت شجاعت اسطرح دکھلائی کہ بلا خوف و بیم باغی سپاہیون کے درمیان تنہا چلے گئے جس سے سپاہیون نے سمجھا کہ اون پر اعتبار ہے ورنہ اس طرح تنہا بلا باڈی گارڈ کے ہرگز نہ جاتے۔ اونہون نے سپاہیون سے وعدہ کیا کہ تمہاری شکایتین سنی جائینگی اور اس طرح اس فتنہ کو دبا دیا۔ اسیطرح جاجی اور منگل مین بھی جو مختصر کوششین شر و فساد کی ہوئین اونہین بھی اسی طریقے سے رفع کر دیا۔ اُسوقت سے مجھے اونکی فہم و فراست پر اتنا اطمینان ہے کہ اونہین اجازت دیدی ہے کہ بجائے میرے وہ تمام دربار کیا کرین۔ مین نے صرف خارجی معاملات اور بعض اہم داخلی امورات ملک اپنے ہاتھ مین رکھے ہین۔

چونکہ یہ باب صرف لڑائیون و بغاوتون کے بیان کے لیئے مخصوص ہے اس لیئے دیگر واقعات کی نسبت جنکو اون سے تعلق نہین ہے مین یہان اوزیادہ نہین کہنا چاہتا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۲ - ایک بار امیر کی خدمت مین سلام کے لیئے حاضر ہوتے ہین اور بعدہٗ حبیب اللہ خان بڑے بھائی کے پاس۔ یہ نہایت ہوشیاری کا کام ہے اسلئے کہ شاہزادون کو سکھلایا جاتا ہے کہ باپ کے بعد بڑے بھائی قابل تعظیم ہین جو شاہزادہ کہ ۱۸۹۵ء مین انگلستان گیا وہ حبیب اللہ خان کا حقیقی بھائی ہے دوسرے بھائی سوتیلے ہین (مولف)

# جنگ ہزارہ

میرے عہد حکومت مین جو چار بڑی لڑائیان ہوئین اون مین سے یہ چوتھی ہے - میرے نزدیک اور لڑائیون کی بہ نسبت اسکی وجہ سے میرا رعب طاقت و وقعت اور نیز میری سلطنت کا امن و امان زیادہ ہوگیا -

(۱) سینکڑون برس سے اہل ہزارہ کی ہیبت فرمانروایان کابل کے دلون مین رہی ہے حتیٰ کہ بادشاہ اعظم نادرشاہ بہی جس نے کہ افغانستان ہندوستان و ایران فتح کیا تہا قوم ہزارہ کو مطیع کرنے سے عاجز رہا (۲) یہ لوگ افغانستان کے جنوبی - شمالی اور مغربی صوبون مین مسافرون کو اذیتین پہونچاتے تہے جب اونکی لوٹ مار اور غارتگری روک دی گئی تو ملک محفوظ ہوگیا (۳) باہر سے اگر کوئی دشمن افغانستان پر حملہ آور ہوتا تو وہ سب سے پہلے اوسکی امداد کے لیئے مستعد تہے اسلیئے کہ ہر افغان کو وہ کافر سمجہتے تہے - اہل ہزارہ خود شیعہ ہین لیکن اور لوگ سُنی ہین - شاہنشاہ بابر سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین اپنی تزک مین لکہتے ہین کہ اس طاقتور قوم سے کہلے میدان مین جنگ آزمائی کرنے سے وہ عاجز تہے - مین اون ہی کے الفاظ نقل کیئے دیتا ہون - وہ فرماتے ہین " مینے اس طرح لڑائی شروع کی اور شبخون مارکر درہ مرغ پر قبضہ کرلیا اور غارت گر تک اہل ہزارہ پر ٹوٹ پڑے اور خاطر خواہ اونکی سرکوبی کی " تزک بابری سے پایا جاتا ہے کہ اوسوقت بہی قوم ہزارہ مسافرون پر حملہ کیا کرتی تہی اور راہ اس قدر مخدوش تہی کہ بلا کافی حفاظت کے سفر کرنا دشوار تہا -

اہل ہزارہ وسط افغانستان مین واقع ہین اور مضبوط ترین گہاٹیان اور پہاڑون کی چوٹیان کابل - غزنی اور کلات غلزئی سے جانب مغرب ہرات اور بلخ تک

اون کے قبضہ مین ہین - علاوہ اس وسیع خطۂ ملک کے جسے قدرت نے نہایت محفوظ بنایا ہے قوم ہزارہ تمام ملک مین پہیلی ہوئی ہے - اور ہر صوبہ قصبہ و قریہ مین اوس کے لوگ بودو باش کرتے ہین - افغانستان مین ایک مثل مشہور ہے کہ اگر خران ہزارہ تمام کام کرنے کے لیئے نہون تو افغانون کو گدہون کی طرح محنت کرنا پڑے[۱] -

قوم ہزارہ ایک مخلوط قوم ہے اور اہل منگل نے جو ایک فوجی نو آبادی قائم کی تہی اوس کی نسل سے ہے - علامہ ابو الفضل نے سولہوین صدی عیسوی مین لکھا ہے کہ وہ مارین خان چنگیز خان کے پوتے کی فوج کے بچے ہوے سپاہی تہے! افغانستان مین عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے تمام مغربی حملہ آورون کی عادت تہی کہ ہندوستان جاتے وقت اپنے ساتہیون کو مکانات و زمین پیچہے دیتے جاتے تہے تاکہ راہ کی حفاظت ہو اور یہی وجہ ہے کہ قوم منگل نے افغانستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یعنی مغرب سے مشرق تک ہزارہ آباد کیا جس طرح کہا جاتا ہے کہ سکندر اعظم نے اون لوگون کو جو کہ کافر کے نام سے پکارے جاتے ہین خوقند اور بدخشان سے چترال اور سرحد پنجاب تک آباد کیا -

ناظرین کی اطلاع کے لیئے اس کثیر جفاکش اور بہادر قوم کی جاے سکونت و اصلیت کا اس قدر ذکر کرکے اب مین اسباب و نتائج جنگ پر بحث کرونگا -

گو اہل ہزارہ مسافرون کو لوٹا کرتے تہے تاہم صرف یہی امر اسکے لیئے کافی نہ تہا کہ مین اون کے خلاف کوئی کاروائی کرتا - دوسرے کر اون کے بعض سردار مجہسے دوستانہ

---

[۱] تمام سخت ترین غلیظ وادنی کام ہزارہ کے مزدور کرتے ہین اور کوئی مکان نہو گا جسمین کہ اس قوم کا شخص بحیثیت غلام یا سائیس وغیرہ کے نہو -

(مولف)

برتاؤ رکھتے تھے جسکی وجہ سے مجھے اونکے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیئے تھا لیکن ۱۸۸۸ء مین جبکہ ترکستان کے واقعات کی وجہ سے مین افسردہ دل وشکستہ خاطر ہوکر ترکستان کی راہ سے مزار شریف جارہا تھا ہزارہ کی ایک قوم شیخ علی نامی نے جو کہ بامیان کے شمال ومغرب مین آباد ہے میری مخالفت کی اور میرے سپاہیون کو رسد کا سامان خرید کرنے سے باز رکھا - اس سے مجھے سفر مین نہایت تکلیف ہوئی - ۱۸۹۰ء مین کابل واپس آتے وقت مین نے سردار عبد القدوس خان کو بامیان کا گورنر مقرر کیا اور اونہین ہدایت کی کہ ہزارہ کے سردارون کو اکثر بلایا کرین اور وظائف وانعام وخلعت دیکر اونہین آمادہ کرین کہ صلح جوئی کے ساتھ بود وباش کرین -

فتنہ وفساد کی ابتدا پھر قوم ہزارہ کے فرقہ شیخ علی کی جانب سے ہوئی جس نے کہ میر حسین اور دیگر خوانین کے بہکانے سے پھر لڑائی شروع کی اور قافلون کو لوٹا - نیز میرے افغانی دستہ فوج پر حملہ کیا - اسوجہ سے مجبور ہوکر مین نے اون پر فوج کشی کی اور اونہین شکست ہوئی بعض اون مین سے مارے گئے - بعضون نے میری اطاعت قبول کی اور باقی قید ہوکر کابل آئے - مین قیدیون کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور پند ونصیحت کے بعد کہ آیندہ وہ ایسی حرکت نکرینگے اور باوفا رعایا رہینگے جلد اونہین اپنے وطن روانہ کر دیا -

۱۸۹۱ء کے موسم بہار مین بعض اہل ہزارہ نے پھر مسافرون پر حملے شروع کیے جسپر میرے فوجی اہلکاران مقیم غزنی نے بعض خوانین ہزارہ خصوصاً سرداران ارزگان کو لکھا کہ چار ہمسایہ سلطنتین اس مین ہماری کمزوری سمجھین گی کہ ہماری رعایا خود آپس مین صلح وآشتی کے ساتھ نہین رہ سکتی - اس سے ہم بدنام ہونگے لہذا مناسب

ہے کہ تم امیر کو اپنا بادشاہ مانو اور جنگجوئی موقوف کرو - لیکن اہل ہزارہ تین سو سال پہلے
سے اسی طرح قزاقی کرتے آئے تھے اور کسی بادشاہ سے نہ ہوسکا کہ کامل طور پر اونہین
مطیع کرتا جس کی وجہ سے وہ اپنے تئین ازحد طاقتور سمجھتے تھے اور اپنی طاقت کا
اونہین بہت زیادہ فخر تہا - اس لیئے اونہون نے اِس خط کا جواب مفصلہ ذیل الفاظ
مین دیا جسپر دو تین درجن خوانین کی مہرین تہین -

"اگر تم افغانون کو ایک دنیوی امیر کی امداد کا فخر ہے تو ہمین اور بہی زیادہ فخر اوس دینی اور روحانی امیر
کی مدد کا ہے جو کہ مالک ذوالفقار ہین"

اون کا مطلب یہ تہا کہ چونکہ بحیثیت شیعہ ہونے کے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو بعد خدا کے سمجھتے تھے اِس لیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ مجہسے زیادہ مضبوط تھے
اسمین کوئی کلام نہین کہ حضرت علیؑ ہمارے روحانی پیشوا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابی تھے اور اونکی پاک روح کی امداد بہت بڑی ہے لیکن ساتھہ ہی
یہ بہی صحیح ہے کہ یہ امداد مفسدہ پردازون کو نہین ملتی - اس کے بعد خط مین لکہا تہا -

"اے اہلکاران افغانی تمنے اپنے خط مین یہ کیونکر لکہا کہ چار سلطنتین تمہاری ہمسایہ ہین پانچ کیون
نہ لکہین تاکہ ہم بہی اونمین شامل ہوتے - ہم تمکو صلاح دیتے ہین کہ تمہاری بہتری اسی مین ہے کہ ہم سے
علیحدہ رہو اور ہمارے معاملات مین دخل نہ دو"

یہ خط دیکہکر مین نے حکم دیا کہ سردار عبد القدوس خان بامیان سے اور برگیڈیر
زبردست خان ہرات سے فوج لیکر ۱۸۹۱ء کے موسم بہار مین اہل ہزارہ کی سرکوبی
کرین - لیکن پوری فوج کی کمان اور تمام اختیارات سردار عبد القدوس خان کو دئے
اہل ہزارہ کے قلعجات وغیرہ فتح کرنا نہایت دشوار تہا اسلیئے کہ عجیب بموقع پہاڑیان
تہین اور سڑکین ندارد تہین - لیکن سردار عبد القدوس خان نہایت دلیری اور

عقلمندی کے ساتھ لڑے اور دشمن کو شکست دیکر شہر اُرزگان پر جو کہ مضبوط ترین مرکز ہزارہ کا تھا قبضہ کر لیا - اس شکست کے بعد سب سے خوانین نے خود میری اطاعت قبول کر لی - اور سردار مذکور نے اونہین میرے پاس کابل ملاقات کے لیئے بھیج دیا - مین اون سب کے ساتھ جو کہ تعداد مین ایک سو ہونگے نہایت شفقت و نرمی سے پیش آیا اس لیئے کہ مین جانتا تھا کہ صدہا سال سے وہ آزاد خود مختار رہتے تھے مینے اون کے ساتھ ورشتی نکی اور مہربانی سے اونہین ملانا چاہا - سب کو بیش قیمت خلعت عطا کیئے اور ہر ایک کو ایک ہزار سے دو ہزار تک نقد روپیہ دیا - اونہون نے اسے کافی معاوضہ اپنی فصل وغیرہ کے نقصان کا تصور کیا جو کہ اون کو جنگ کی وجہ سے ہوا تھا اور میری اجازت سے اپنے وطن واپس گئے -

اس کے بعد موسم سرما مین یہ لوگ خاموش رہے لیکن موسم بہار ۱۸۹۲ء مین پیشتر سے زیادہ سختی کے ساتھ بغاوت کی محمد اعظم خان ہزارہ نے جسے مین نے سردار کا خطاب اس غرض سے دیا تھا کہ اوسکا درجہ میرے شاہی خاندان کے برابر ہو جائے اور اہل ہزارہ کا وائسرائے مقرر کیا تھا بے ایمانی کی اور باغیون سے مل گیا اور اس دوسری بغاوت مین تمام معاملہ کی کنجی درحقیقت اوسی کے ہاتھ مین تھی - چونکہ یہ ایک معزز افسر خاص میرا مقرر کیا ہوا تھا اوس کا اثر عام ہزارہ لوگون پر بہت زیادہ تھا اور اوس کی تحریک سے اونکی ایک بڑی تعداد میری مخالفت پر آمادہ ہو گئی گویا کہ اس مرتبہ پیشتر کی بہ نسبت اس حرکت کی اونکے پاس زیادہ معقول وجہ تھی -

ایک اور نکمر ام قاضی اصغر جو کہ ہزارہ کا مذہبی پیشوا و سردار سمجھا جاتا تھا اس بغاوت مین اعظم خان کا مددگار و معاون تھا - اِس مرتبہ اونہون نے کابل و قندہار اور ملک کے دوسرے حصون کی راہ مسدود کی اس غرض سے کہ میری فوج کی آمد و رفت

کورو کیمن - مین نے جنرل میر عطا خان ہزاری کو جو کابل مین تھے حکم دیا کہ تقریباً آٹھ ہزار فوج لیکر غزنی کی طرف سے دشمن پر چڑہائی کرین - اور محمد حسین خان ایک ہزارہ خان کو جو میرے خاص ملازمون مین سے تہا اور محمد اعظم خان مذکور کا دشمن تہا جنوب سے بے ایمان سردار اعظم خان پر فوج کشی کرنے کی ہدایت کی باغیون کو شکست ہوئی اور اعظم خان قید ہو کر معہ اہل و عیال کے کابل لایا گیا اور قیدخانہ ہی مین مر گیا -

محمد حسین خان ہزارہ جب کابل واپس آیا تو مین اوس سے اس قدر عنایت کے ساتھہ پیش آیا کہ ایک ہیرے کا ستارہ اور کلاہ شاہزادگی عطا کی - اوسکی قوم کے ہر فرد و بشر سے مین نے اوس کی زیادہ عزت کی اور اس قدر کہ اوسے ہزارہ جات کا گورنر مقرر کیا - چونکہ سردار عبدالقدوس خان سخت بیمار تھے مین نے اونہین کابل بلایا تاکہ درباری حکیم اون کا علاج کرین -

یہ بیوفا محمد حسین خان جسے کہ مین نے گذشتہ جنگی خدمات کے صلہ مین ایسا مرتبہ عالی ہزارہ جات مین دیا تہا اور جسکی ہر طرح عزت افزائی کی تھی میرا مخالف ہو گیا اوس نے صرف اسی پر قناعت نکی کہ نو مفتوح قوم ہزارہ کو ہبڑکایا بلکہ بہسود اور سرخ سنگ کی ہزارہ آبادی کو بھی جو کہ غزنی کے شمال و مغرب مین واقع ہے اور ہمیشہ خونریز رعایا رہی ہے بہکادیا - ان لوگون نے سرکاری سامان جنگ معہ گولہ بارود اور تلوارون کے لوٹ لیا اور آتش بغاوت تمام ملک مین جہان کہین ہزارہ تھے پہیل گئی حتیٰ کہ بہت سے لوگ جو کابل مین قید تھے اور نیز وہ جو برابر میری خدمت مین رہا کرتے تھے اور اونہین مین نہایت معتمد سمجہتا تہا بہاگ گئے اور باغیون سے جا ملے وہ افشار کے لوگ اور دیگر گانون کے ہزارہ جو حوالی کابل مین تھے دشمن سے مل گئے

اور جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہون اہل ہزارہ کے تمام ملک مین افغانون کے ساتھ ملے رہنے کی وجہ سے عام بغاوت کا نہایت بڑا خطرہ تھا۔

اسی زمانہ مین گورنمنٹ ہندوستان زور دے رہی تھی کہ بہ سرداری لارڈ رابرٹس ایک مضبوط دستہ فوج کے ساتھ میرے ہان سفارت بھیجی جاوے جس سے افغانون کو ظاہر ہو یہ معلوم ہوتا کہ چونکہ مین باغیون کا خود تدارک نہ کر سکا انگریز ملک پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ دوسری جانب میمنہ مین بھی سرکشی کی آگ سلگ رہی تھی۔ عمرا خان باجوری علیحدہ پریشان کر رہا تھا اور افواج جلال آباد کو دہمکی دے رہا تھا لیکن گورنمنٹ ہندوستان اوس کو سزا دینے کی اجازت نہین دیتی تھی۔

اس عام بغاوت اور تردد کے رفع کرنے کے لیئے مین نے مجبور ہو کر ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا۔

سپہ سالار جنرل غلام حیدر خان کو حکم دیا کہ جسقدر فوج جمع کر سکین اوسے لیکر ترکستان سے روانہ ہو جاوین۔ یہ فوج ہزارہ کے مقابلہ مین شمال و مغرب کی طرف سے اور دوسری فوج ہرات سے زیر کمان قاضی سعد الدین خان گورنر ہرات روانہ ہونے والی تھی۔ نیز سردار عبد اللہ خان کو قندہار سے اور بریگیڈیر امیر محمد خان لنگابی کو کابل سے جنوب و مشرق کی جانب سے جانے کی ہدایت کی۔ یہ طریقہ اس لیئے اختیار کیا گیا کہ سب طرف سے باغیون پر حملہ کیا جاوے۔

دیگر افغان خوانین نے کئی مرتبہ مجھ سے اجازت چاہی تھی کہ اہل ہزارہ سے لڑنے کے لیئے جنہین کہ دشمن ملک و دین تصور کرتے تھے اپنے خرچ سے دیہاتی لوگون کی فوج جمع کرین۔ اب تک تو مین نے اونہین اجازت نہین دی تھی لیکن اب عام حکم دیدیا کہ باغیون کی سرکوبی کے لیئے ہر شخص جا سکتا ہے۔ مسلح فوجین

اور والنٹیر جنکی تعداد تیس و چالیس ہزار کے درمیان تھی زیر حکم اپنے متفرق خوانین و سرداروں کے سب طرف سے ملک ہزارہ روانہ ہوے۔

ان والنٹیرون کے پہونچنے سے پہلے ہی اہل ہزارہ کو تین طرف سے سپہ سالار جنرل غلام حیدر خان۔ سعد الدین خان اور سردار عبد اللہ خان نے شکست دی تھی۔ یہ افسر بریگیڈیر امیر محمد خان کے ساتھ ہوکر لڑنے کے لیئے قریب ارزگان یکجا ہو گیے تھے۔ امیر محمد خان نہایت دلیری و دانائی سے لڑے اور باغیون کی مجموعی فوج کو شکست دیکر محمد حسین خان حکمران ہزارہ سردار۔ رسول خان یکے از مدبرین ہزارہ تاجی خان میر ہزارہ اور محمد حسن ہزارہ جو اپنی شجاعت کی وجہ سے سنگ خورد کے نام سے مشہور تھا اور بعض دیگر میر خوانین اور بہادرون کو قید کرلیا یہ سب قیدی کابل لائے گیے اور ان فتنہ پردازون سے ملک صاف ہوگیا۔ اب لوگ خاموش مسکین اور صلح پسند رعایا ہین اور بغاوت کا تمام تردد اور خوف جاتا رہا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اونہین بہکا کر سرتابی پر آمادہ کرے اس لیئے کہ اب اونمین کوئی اس قسم کا آدمی موجود نہین ہے۔

بریگیڈیر امیر محمد خان جب کابل واپس آے تو مین نے اونہین فوج کا اول جنرل مقرر کیا اور دار السلطنت کابل کی حفاظت معہ شاہی محل و خاندان کے اون کے سپرد کی۔ افغانستان مین یہ اعلی ترین فوجی درجہ ہے اور کابل کے باہر سپہ سالار سے بھی افضل تر ہے۔ لیکن ایسی فتح عظیم کے صلہ مین وہ اوس کے مستحق تھے۔ تمام افسر جو اس لڑائی مین شریک تھے اونہین اون کی خدمات کے مطابق صلہ دیا گیا بعض اہل ہزارہ نے درخواست کی کہ اونہین اپنے ملک مین دوبارہ ملازمت دیجاے لیکن اوس قصہ کے الفاظ نہایت موزونیت کے ساتھ میرے اور

اہل ہزارہ سے کے تعلقات ظاہر کرتے ہین جس کی طرف کہ مفصلہ ذیل شعر مین اشارہ ہے [۵]

| | |
|---|---|
| تا ترا دُم مرا پسر یاد ست | دوستی من و تو بر باد ست [۵] |

جنگ ہزارہ اخیر لڑائی ہے جو میرے عہد حکومت مین واقع ہوئی - خدا کی ذات سے امید ہے کہ اب اس ملک مین اس قسم کی لڑائی پھر نہوگی اسلیئے کہ جو پالسی مین نے اختیار کی ہے اوس سے عام طور پر امن و امان رہنے کا یقین ہے۔ افغان رعایا و خوانین استے مہذب ہو گیئے ہین کہ اب سمجھنے لگے ہین کہ امن کے کیا فوائد ہین اور خانہ جنگیون اور بغاوتون سے کیا نقصان ہے اور مین وثوق سے کہتا ہون کہ میری رعایا آئندہ بھی اوسی طرح صلح پسند رہیگی جیسا کہ ہونا چاہیئے -

چونکہ اس باب مین ملک کی داخلی لڑائیون کا بیان ہے اس لیئے مین نے اوس مختصر چھیڑ چھاڑ کا ذکر کرنا ضروری نہین سمجھا جو شنواریون یا دیگر سرحدی قرقون یا عمرا خان جندول

---

[۵] یہ قصہ آمیر کو نہایت پسند ہے اور اکثر اوسے سنایا کرتے ہین - یہ الفاظ ایک سانپ سے کہلائے گئے ہین جس نے کہ ایک باغبان کے لڑکے کو کاٹا تہا - ایک روز باغبان نے سانپ کو دیکھا اور اوسے مارنا چاہا لیکن سانپ اپنے سوراخ کی طرف بھاگا - ابھی نصف باہر ہی تہا کہ باغبان نے اوسکی دُم کاٹ ڈالی - اس سے سانپ اس قدر خوف زدہ ہوا کہ پہرون کے وقت باہر نہین نکلتا تہا مگر باغبان چاہتا تہا کہ کسی طرح اوسے پکڑے اور مار ڈالے اس لیئے ایک روز سوراخ کے پاس گیا اور کہا "میرے عزیز دوست مین اور باغ کے تمام پھول تمھین بہت ہی یاد کرتے ہین - باہر آؤ اور ہم سے ملو تمھارے نہ آنے کا ہمکو سخت صدمہ ہے" اس شیرین کلامی کا سانپ نے وہی جواب دیا جو اوپر بیان کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "جب تک تمھین یاد ہے کہ مین نے تمہارے بیٹے کو کاٹا تہا اور مجھے اپنی دُم کے کٹنے کا خیال ہے ہم دونون مین دوستی ہونا ممکن نہین" (موئف)

سے ہوئی اس لیئے کہ وہ چنداں قابل لحاظ نہ تھی - تاہم علاوہ واقعہ پنج دہ کے جو دو تین بار روسیون اور میر سے اہلکارون سے نوک جھوک ہوئی اوس کا ذکر کرنا ضرور ہے -

سنہ ۱۸۹۱ء میں اگست سنہ ۱۸۹۲ء کے موسم بہار مین کرنل یانوف وہی روسی افسر جس نے کپتان ینگ ہزبینڈ کو گرفتار کیا تھا شغنان کی طرف بڑھا اور ماہ جولائی مین افغانی دستہ فوج سے جو کپتان شمس الدین خان کے ماتحت سوماتاش نامی مقام پر جو یاشیل کول (سبز جھیل) کی مشرقی حد کی طرف واقع ہے اوس سے مقابلہ ہوا - کرنل یانوف نے کپتان شمس الدین خان سے کہا کہ یہ جگہہ خالی کر دو اور یہان سے چلے جاؤ - کپتان نے کہا مین امیر کابل کا ملازم ہون اور اس لیئے صرف اون ہی کا حکم بجا لا سکتا ہون نہ کہ کسی روسی افسر کا - یہ سنکر روسی افسر نے اوس کے مُنھہ پر گھونسا مارا - یہ ایسی بیحرمتی تھی کہ میرا افسر کسی طرح درگذر نہین کرسکتا تھا - کرنل یانوف اپنی تلوار نکال رہا تھا کہ کپتان نے تمنچہ چلا دیا - لیکن گولی کرنل کو نہ لگی اور اوسکی پیٹی مین لگ کر ایسی اوچھلی کہ ایک سپاہی کو جو کرنل کے قریب کھڑا ہوا تھا زخمی کیا - اسپر لڑائی شروع ہوگئی - چونکہ افغان صرف دس یا بارہ تھے اور کرنل یانوف کے پاس زیادہ فوج تھی اسلیئے اوسکا کامیابی کے ساتھہ مقابلہ کرنا ناممکن تھا تاہم حسب معمول جیسا کہ قاعدہ ہے کپتان شمس الدین اور اوس کے سپاہی اوسوقت تک لڑے جب تک کہ سب کے سب اوسی جگہہ قتل نہوے -

باوجودیکہ روسیون کی یہ کارروائی خلاف قانون اور نامناسب تھی تاہم برٹش گورنمنٹ نے کوئی بکارآمد کارروائی نکی اور مین خود اقرارنامہ کے بموجب براہ راست روسیون سے گفتگو نہین کرسکتا تھا - یہ بھی اوسی قسم کا واقعہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ پنج دہ کا تھا -

جنگ ہزارہ کے وقت بھی ایک روسی افسر افغانی عملداری مین چلا آیا اور یہ بالکل

خلاف معاہدہ حرکت تھی لیکن جب اوس نے دیکھا کہ بعض افغانی اہلکار نگران ہین تو یہ کہکر معافی چاہی کہ نشہ کی حالت مین تھا۔

ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء مین یہ سنکر کہ سفارت سر مارٹیمر ڈیورنڈ کابل آرہی ہے روسی اہلکارون نے ایک دستہ فوج مرغاب کی طرف بہیجا جو کہ بدخشان کا ایک قصبہ ہے اور افغانی فوج کو دہمکی دی۔ یہ خبر پاکر مین نے فوراً سر مارٹیمر ڈیورنڈ کو جو جلال آباد و پہونچ گئے تھے اور گورنمنٹ ہندوستان کو اسکی اطلاع دی۔ سر مارٹیمر نے بہت جلد جواب دیا اور نہایت اصرار کے ساتھہ مجھے مشورہ دیا کہ اپنے جنرل سید شاہ خان کو جو مرغاب کے قریب تھے ہدایت کیجئے کہ روسیون سے نہ ڈرین جو کہ حسب معمول اس قصبہ پر بزور قبضہ کرنا چاہتے تھے۔

لیکن مین جانتا تھا کہ اگر روسیون کی مزاحمت نکی گئی تو یکے بعد دیگرے وہ اسی طرح میرے شہر و قصبے لے لینگے اور سرحد پر میری فوج پر حملہ کیا کرینگے۔ خوش قسمتی سے افغانی افسرون نے اس بار اونکی خوب گوشمالی کی اور دکھلا دیا کہ ہر مرتبہ یہ ممکن نہین ہے کہ جو چاہین کرین۔ جنرل سید شاہ نے روسی توپون کا مضبوطی سے جواب دیا اور جبکہ روسیون نے دیکھا کہ افغانی سپاہی لڑائی سے باز نہین رہینگے اور اس بار دہوکا دینا ممکن نہین ہے تو واپس گئے اور افغانون کو فتح ہوئی۔ اِس فتح سے میری فوج کی وقعت بہت زیادہ ہوگئی ہے اور اوسوقت سے روسیون نے افغانی عملداری کی سیر موقوف کردی ہے۔ یہ آخری زیادتی اونکی جانب سے تھی۔

سنہ ۱۸۹۳ء کے عہدنامہ ڈیورنڈ کی وجہ سے بعض صوبے انگریزون کے دائرۂ اثر مین آگئے اور اونکے باشندے گورنمنٹ ہندوستان سے خوب لڑے لیکن جو لوگ میری رعایا قرار پائے وہ خوش قسمتی سے اس عہدنامہ کے پابند ہے اور بلا کسی

قسم کی تکلیف دہی کے میری اطاعت قبول کرلی باستثناے وزیریون کے کہ جنہون نے اپنی معمولی چالاکی برتنا چاہی لیکن مجھے کوئی نقصان نہ پہونچا سکے - صرف ایک قوم نے میرا مقابلہ کیا اور وہ اہل کافرستان[۵۱] تھے -

کافرستان عہدنامۂ ڈیورنڈ کی رو سے حکومت افغانستان کا حصہ قرار پایا تھا - مین اوسپر قبضہ کرنا نہین چاہتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ نرمی اور دلجوئی سے وہان کے لوگون کو اپنی رعایا بناؤن - اس غرض سے مین نے چند بار اون کے سردارون کو کابل بلایا اور بہت انعام اور زر کثیر دیکر رخصت کیا تاکہ وہ اپنے ہموطنون سے اس کا ذکر کرین - لیکن وہ ایسے وحشی تھے کہ ہمسایہ افغانون سے گائین لیکر اپنی بیبیان بدلا کرتے تھے جسکی وجہ سے اکثر قیمت کی نسبت یہ تنازعہ ہوا کرتا تھا کہ گاے زیادہ بیش قیمت ہے یا عورت اونہون نے میری عنایت و مہربانی کی قدر نکی اور جو روپیہ مین نے دیا اوس سے مجھہ ہی سے لڑنے کے لیے بندوقین خریدین -

اسی زمانہ مین پامر پر قبضہ کرکے روسی کئی اطراف سے کافرستان کے قریب پہونچ گئے اور آگے بڑہتے رہے - مین نے اور انتظار کرنا لاحاصل تصور کیا - جن اسباب نے کہ مجھے ایکبارگی کافرستان پر حملہ کرنے کے لیے مجبور کیا وہ یہ تھے -

(۱) مین نے خیال کیا کہ اگر روسیون نے اچانک کافرستان لے لیا تو یہ کہکر کہ وہ خود سر ملک تھا اپنا حق ثابت کرینگے اور اوس کے بعد اونہین بیدخل کرنا مشکل ہوگا -

(۲) چونکہ بہت سے افغانی قصبے صوبجات پنج شیر لمغان اور جلال آباد مین زمانہ قدیم مین کافرون کے تھے روسی اونہین آمادہ کرینگے کہ اونکی واپسی کا دعوی کرین - اس طریقہ سے گورنمنٹ افغانستان تباہ ہوجائیگی کیونکہ اس ذریعے سے روسیون کو افغانی معاملات مین دخل دینے کا بہانہ

[۵۱] یہ ملک یا سلسلۂ کوہ افغانستان کے شمال و شمال مغرب مین واقع ہے - (مولف)

ملجائے گا۔

(۳) یہ جنگجو قوم یعنی باشندگان کافرستان جو کہ افغانستان کی کل شمال و مغرب کی حد پر مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہین عقب مین ہونے کی وجہ سے نہایت باعث تردو پریشانی ہو نگے اگر افغانستان اور کسی دوسرے ملک سے جنگ ہوئی یتا اسلیئے بھی اونہین مفتوح کرنا ضرور تہا کہ تجارت کو ترقی ہوگی اور جلال آباد اسمار وہ کابل کی سڑکین شمالی اور شمالی مغربی فوجی مقامات افغانی تک کس جائینگی۔ اور آخری لیکن بڑی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے ہمسایہ افغانون سے لڑا کرتے تھے جسکے باعث سے ہر دو جانب کشت و خون ہوا کرتا تہا اور غلامی کی زبون رسم مین ترقی ہوتی تھی یہ لوگ ایسے دلیر تھے کہ مین نے خیال کیا کہ میرے ماتحت ہو کر بہ عرصہ مین عمدہ سپاہی ثابت ہو نگے۔

متذکرۂ بالا وجوہ سے مین نے کافرستان کی فتح کا مصمم ارادہ کر لیا تہا لیکن پہلے سے تیاری کرنا ضرور تہا اور یہ سوچنا کہ حملہ کرنے کے لیئے بہترین زمانہ کونسا ہوگا۔ تیاری و سامان کرنا کوئی مشکل کام نہ تہا لیکن دوسرا امر نہایت غور طلب تہا۔ بعد خوض و فکر کے مین نے ارادہ کیا کہ موسم سرما مین پیشقدمی ہونی چاہیے جبکہ کثرت برف و پالے سے پہاڑون کی چوٹیان سفید رہتی ہین۔ موسم سرما کو مین نے اس کام کے لیئے کیون منتخب کیا اس کے وجوہ یہ تھے۔

(۱) مین جانتا تہا کہ کافر میری تربیت یافتہ فوج کے مقابلہ مین کھلے میدان مین نہ توڑ سکین گے اور نہ لڑنا چاہین گے بلکہ پہاڑون کی چوٹیون پر چڑھ جائینگے جہانکہ بھاری توپین لیجانا مشکل ہوگا۔

(۲) مین نے خیال کیا کہ اگر مین نے ایسے وقت حملہ کیا جبکہ درے کھلے رہتے ہین تو ممکن ہے کہ وہ روسی عملداری مین چلے جائین۔ اور روسیون کو اسپر آمادہ کرنے کی کوشش کرین کہ اونکی طرف سے مداخلت کرین اور اونکا ملک واپس دلادین۔ اوس حالت مین روسی خود بادشاہی کا دعوی

کرینگے اور اوس مین وہ تمام حصہ ملک جو میری عملداری کے شمالی اور مغربی حصون پر واقع ہے
شامل ہوگا۔

(۳) کافر بہادر اور دلیر ہین اِس لیئے اگر موسم گرما مین حملہ کیا جاتا تو سخت لڑائی ہوتی اور دونون طرف
آدمیون کا سخت نقصان ہوتا۔ اسلیئے مین نے تصفیہ کیا کہ اون پر موسم سرما مین ٹوٹ پڑون جبکہ وہ اپنی
گھرون مین بند رہتے ہین تاکہ اونکو زیادہ لڑنے کا موقع نہ ملے۔

(۴) بعض عیسائی پادریون کی عادت ہے کہ جب موقع پاتے ہین تو ضرور دوسرون کے معاملات
مین دخل دیتے ہین مین نے خیال کیا کہ میرے کافرستان فتح کرنے کے متعلق بھی وہ ضرور بیجا
تکلیف دینگے اِس لیئے یہ ضروری تھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے لڑائی ختم کرکے ملک پر قبضہ کرنا
چاہیئے اس سے پہلے کہ اس معاملہ کی خبر مشہور ہو۔ جن لوگون نے انگریزی اخبارون کی نکتہ
چینیان پڑہی ہونگی وہ جانتے ہونگے کہ میرا یہ خیال صحیح ثابت ہوا۔

لہٰذا کافرستان پر حملہ کرنے کے لیئے مین نے یہ انتظام کیا کہ موسم خزان مین خاموشی
کے ساتھ کثیر فوج معہ ضروری سامان واسلحہ جنگ و رسد کے چار موقعون پر جمع کی۔
اصل حصہ فوج چند فوجی افسران توپخانہ و رسالہ و پلٹن کے ماتحت تھا اور سب کے
سردار کپتان محمد علی خان تھے۔ اس فوج کو حکم دیا کہ پنجشیر ہو کر کلم جاے جو کہ مضبوط ترین
اور وسطی قلعہ کافرستان مین ہے۔ دوسرے حصہ فوج کو ہدایت کی کہ زیر کمان جنرل
غلام حیدر خان چرخی اسمار و چترال کی جانب سے روانہ ہو۔ تیسرا حصہ بدخشان سے
زیر حکم جنرل قتال خان پیشقدمی کرے اور ایک چھوٹا حصہ بافسری گورنر لمغان و فیض محمد چرخی
لمغان سے روانہ ہو۔

یہ چارون حصے تیار تھے اور روانہ ہونے کے لیئے صرف حکم کے منتظر تھے
چونکہ وہ چار مقامات جہانکہ فوج جمع ہوئی سرحد افغانستان پر واقع تھے اور وہان ضروری

فوجی جو کہان تہین کسی نے اِن تیاریون کی طرف توجہ نکی اور اونہین غیر معمولی نہ سمجھا۔ حملہ ہونے کے وقت تک کسی کو خیال بہی نہ تہا کہ اس سے غرض یہ تہی کہ کافرستان پر اچانک حملہ کیا جائے۔ غرضکہ ۱۸۹۵ء کے موسم سرما مین مین نے احکام جاری کیے کہ چارون فوجین ہر طرف سے ایک ساتہہ کافرستان پر حملہ کرین اور اوسے گہیر لین۔ اسمین نہایت کامیابی ہوئی اور چالیس روز کے عرصہ مین ملک فتح ہوگیا اور ۱۸۹۶ء کے موسم بہار مین فوج کابل واپس آگئی۔ جب عیسائی پادریون نے سنا تو اونہون نے انگلستان مین بہت کچہہ شور وغل مچایا اور کہا کہ کافر اون کے ہم مذہب یعنی عیسائی تہے حالانکہ مین نے ایک عیسائی بہی اونمین نہ پایا۔ اون کا مذہب جس کا ذکر مین نے ایک علیحدہ کتاب مین کیا ہے عجیب وغریب مجموعہ قدیم بت پرستی اور توہمات کا تہا۔

اون کافرون کو جو کہ بہادری کے ساتہہ لڑکر قید ہوگئے تہے مین نے اونکے وطن سے علیحدہ کر دیا اور کابل کے قریب لغمان نامی ایک صوبہ بود وباش کے لیئے دیا جسکی آب وہوا نہایت عمدہ ہے اور موسم اون کے ملک کی طرح رہتا ہے۔ اونکی تعلیم کے لیئے مین نے کئی مدارس قائم کیے ہین لیکن چونکہ یہ ایک نہایت شجیع قوم ہے تقریباً تمام نوجوان فوجی ملازمت کے لیئے تعلیم پا رہے ہین پنشن یافتہ افغان سپاہی و دیگر لڑنے والی پٹہان قومین کافرستان مین بکثرت آباد کردی گئی ہین اور میرا ارادہ ہے کہ شمالی سرحد کی حفاظت کے لیئے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مضبوط قلعے بنواؤن۔ جب کافر اپنے ملک مین تہے تو یہ کنارہ کمزور اور بالکل نامحفوظ تہا اور اس لیے روسیون کی مٹہی مین تہا جو کہ پامر لے چکے تہے میرا ارادہ ہے کہ قلعۂ کلم کو جو کہ قلب کافرستان مین واقع ہے اور اپنے مضبوط

موقع کی وجہ سے قریب قریب ناممکن الفتح ہے اپنی شمالی سرحدی فوج کے خاص حصہ کا فوجی مقام بناؤن - یہین پر بڑے ذخیرے اسلحہ جنگ وغیرہ کے ہون گے

ناظرین کے لیئے یہ بہی خالی از دلچسپی نہوگا کہ قلعہ کلم کے دروازہ پر ایک پتھر ملا جسپر مندرجہ ذیل عبارت کندہ تہی -

"شہنشاہ تیمور خاندان مغلیہ کا عظیم الشان بادشاہ پہلا اسلامی فاتح تہا جس نے کہ اس سرکش قوم کے ملک کو اس مقام تک فتح کیا لیکن کلم پر اوسکی مضبوطی کی وجہ سے قابض نہو سکا"

میرے فوجی افسر کپتان محمد علیخان نے اوسی پتھر پر یہ عبارت کندہ کرائی -

"سنہ ۱۸۹۶ء مین بعہد حکومت امیر عبد الرحمن خان غازی تمام کافرستان معہ کلم فتح کیا گیا اور اوس ملک کے باشندون نے سچا و پاک مذہب اسلام اختیار کیا - جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنی سچائی قایم ہوئی اور جہوٹ جاتا رہا"

جنگ ہزارہ کی طرح اس لڑائی مین بہی افغانستان کے مسلمانون نے بخوشی و رضا لڑنے کے لیئے خواہش ظاہر کی - میرے عہد حکومت کی یہ آخری لڑائی تہی -
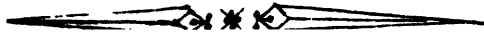
# باب دوازدہم

## فراری اور جلاوطن اشخاص

ایک اور امر ہے جسے کہ مین اپنی زندگی مین نہایت اہم خیال کرتا ہون اور جو کہ میری وفات کے بعد ممکن ہے کہ میرے بیٹے کے حق تخت نشینی کو تقویت دے ۔ مین نے ہر ممکن ذریعہ سے افغانستان کے قریب وجوار کی چہوٹی ریاستون کی فرمانرواؤن اور خوانین کی تعداد اپنے دربار مین زیادہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے مخالفین کے سب سے زیادہ باثر ساتہیون کو ہندوستان یا روس سے جمع کیا ہے ۔ اون مین کے زیادہ تر ین اشخاص میرے حکم سے میرے بیٹے کے ہمراہ ہین اور اون مین ایسا اختلاط ہے کہ بہت سے اون کے گہرے دوست ہی ہین ۔ یہ احباب نہایت مفید ثابت ہونگے نہ صرف بوقت ضرورت بحیثیت تجربہ کار مشیر کارون کے بلکہ اونکا اثر نہایت مفید ہے اور ہوگا جس کے باعث سے میرے خاندان کے ہوا خواہون کی تعداد بڑہ جائیگی ۔ ان سردارون کی چار قسمین ہین ۔

(۱) وہ جو افغانستان کی شمالی مغربی سرحد کی طرف حکمران ستہے اور جو نا روسیون نے اونکا ملک لے لیا میرے ہان پناہ گزین ہین ۔ مثلاً میر سراب بیگ سابق فرمانروائے کولاب اور اوسکا خاندان ۔ شیر محمد سابق شاہ درواز اور اوس کے اہل و عیال تورہ اسمعیل روشنی ولیسر شاہ بخشا ، اور چند دیگر اشخاص

(۲) بعض میر اور سردار اوسی طرف کے مثلاً اہل و عیال میر یوسف علی و میر جو باندار و اہل و عیال

ودیگر اعزاے میر حکیم جن کے ملک کو خود مین نے ابتداے سلطنت مین لے لیے تہے -

(۳) وہ لوگ جو برطانیہ عظمیٰ سے لڑکر یا اوسکی دوستی سے ناخوش ہوکر میری پناہ مین آگئے ہین جیسے کہ عمرا خان - میر مراد علی ودیگر سرحدی خوانین -

(۴) وہ اشخاص جو افغانستان سے جلاوطن ہین یا جو کہ میرے خاندان کے بعض مخالفین کے ہمدم وحامی ہین - آخرالذکر حضرات کی پانچ قسمین ہین -

(الف) وہ جنکی کہ علیحدہ جماعتین تہین جیسے سردار نور علی خان ودیگر پسران شیر علی خان والی قندہار جو ہندوستان چہوڑکر اب میرے ساتہہ ہین - سردار محمد حسن خان جوکہ شنواری قزاقون سے لڑے (ہندوستان مین بہی رہ چکے ہین لیکن اب میرے دربار مین ہین) سردار ابراہیم خان پسر امیر شیر علی جو ہنوز ہندوستان مین ہے (میرا دوست اور ہنشر ہے) سید احمد خان باشندہ کنڑ جو میرے ساتہہ ہے سردار علی محمد خان اور میرے چچا کے دیگر بیٹے - سردار ولی محمد خان وغیرہ وغیرہ -

(ب) دوسرا حصہ اون لوگون کا ہے جوکہ ایوب خان کے مددگار وہمدم تہے - میرے مخالفین مین سے ایوب خان کے پاس سب سے زیادہ ساتہی تہے - یہ ضروری نہین ہے کہ مین ایک ایک کا نام بتاؤن لیکن سواے چند اشخاص کے سب نے اوسے چہوڑدیا ہے اور ان چند مین سے اکثر میری طرف سے تنخواہ پاتے ہین اور اوس سے ناخوش ہین -

(ج) وہ جوکہ یعقوب خان کے حامی تہے جنمین سے بعض نے میری ملازمت اختیار کرلی ہے اصل مین کوئی بارسوخ شخص اوس کے ساتہہ نہین ہے اسی طرح سردار ہاشم خان کے ساتہیون نے بہی اوسے چہوڑدیا ہے - اور صرف چند معمولی ملازم رہگئے ہین -

(د) چوتہی قسم اون لوگون کی ہے جو ہندوستان روس یا روسی ترکستان مین جلاوطن تہے جنکی ذاتی کوئی پارٹی نہ تہی اور نہ کسی دوسرے کی پارٹی مین شریک تہے - یا تو وہ افغانستان سے کسی وجہ سے بہاگے ہوئے تہے یا اونکی بدچلنی کی وجہ سے مین نے اونہین ملک سے

نکال دیا تھا - ان میں سے نکالے ہوئون مین سے بہت کم ایسے ہین جنہین درخواست کرنے پر
مین نے معاف نکیا ہو اور وطن واپس آنے کی دعوت نہ کی ہو -

(۵) پانچوین وہ ہین جوکہ اسحاق خان نمکحرام کے ساتھہ اوسکی بغاوت فرو ہونے کے بعد ۱۸۸۸ء
مین فرار ہو گئے تھے جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہون - اوسکے حقیقی بہائی بالفعل میری ملازمت مین ہین
اور اوس کے باقیماندہ ساتھیون کی طرف سے مین غافل نہین ہون وہ اپنے وطن واپس جائینگے
اور آیندہ صلح پسند رعایا ہونگے -

اس طریقہ سے کوئی دعویدار تخت کابل کا ایسا نہین ہے جس سے کہ میرے
بیٹے کو کسی قسم کا خطرہ ہو - یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اعلی سے اعلی لڑنیوالا کسی بڑی طاقت
کے بہکانے سے افغانستان سے لڑے تو تنہا بلا فوج یا ساتھیون کے
کچھہ بھی نکر سکیگا - مین اہل سیاست کی یہ چالین خوب سمجھتا ہون کہ وہ ہمسایہ فرمانرواؤن
کے رقیبون کو صرف اسوجہ سے اپنے ہاتھہ مین رکھتے ہین کہ اگر وہ فرمانرواون کے
ساتھہ رعایتین نکرے تو اون مخالفین کے خوف سے اونکے اختیار مین رہے -
لیکن جس درخت کی جڑ مین کاٹ ڈالی گئی ہون کھڑا نہین رہسکتا اور نہ کوئی عمارت بلا بنیاد
قایم رہسکتی ہے - مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے اِس پالسی پر بھی عمل کرین گے
اور میری نصیحت مانین گے اور ہمسایہ ملکون سے جو قابل لحاظ اشخاص یہان آکر پناہ
لینا چاہین اونہین امان دینگے - اِس قسم کے لوگ ہمیشہ اونکی حمایت اور اون کے
دشمنون کی مخالفت کرنے مین بکارآمد ثابت ہونگے -

باب ختم شد

کے چہو رسے نو و لون کی افراط و تفریط سے پاک ہے اور متانت و سنجیدگی بیان کا ایک اچہا نمونہ
ہے نہایت مفید ہے لیکن جو خیالات اوسمین ظاہر کئے گئے ہین اور جس طریقہ معاشرت کی خوبی اوسمین
جہلکائی گئی ہے اوسکے لئے ہماری قوم ابہی تیار نہین ہے اور اگر میرا قیاس غلط نہو تو کم سے کم
پچاس برس تک اُسکے لئے اونتظر رہنا چاہیئے - بیشک تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان اسکو بہت پسند کرینگے . . .
میری آرزو یہی ہے کہ لوگ آپکی محنت کی داد دین اور اوسکی قدر کرین - آنریبل نواب عماد الملک بہادر
ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن حیدرآباد " آپکا ترجمہ نہایت عمدہ ہے مین نہایت خوشی سے اوسے اپنی محکمہ کی انعامی
کتابون مین شامل کرونگا آنریبل جسٹس سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ - مین نے آپکا ترجمہ شروع
سے اخیر تک دیکہا نہایت عمدہ ہے - میری دلی آرزو ہے کہ آپکی محنت و جانفشانی مسلمانونکی بہبود یکا ذریعہ ثابت
ہو جناب مولوی احمد انصاری از تعلقہ شولاپور ضلع لنگسگو حیدرآباد دکن :- یون تو مین سینکڑون
مشہور ناول اور ڈرامے دیکہہ چکا ہون مگر حقیقت یہ ہے کہ ہاجرہ سے بڑہکر اخلاق و تہذیب پر زیادہ مفید
اثر ڈالنے والا کوئی ناول یا دفتر پند و نصیحت نہین ہو سکتا - مولوی سخاوت حسین صاحب ہیڈ ماسٹر
ضلع اسکول سہارنپور مجہے ہاجرہ کو پڑہکر نہایت خوشی ہوئی - آپکا ترجمہ صحیح اور بامحاورہ ہے اور عام مترجمون کی
نفرت انگیز لغویات سے بالکل مبرا ہے - خدا آپکو عمر دراز عطا فرماے تاکہ اُردو لٹریچر کو اپنی تصنیفات
سے زیب و زینت دین - تقطیع کلان - حجم ۳۰۲ صفحہ - قیمت عہ علاوہ محصول

تاریخ جنگ ترکی و یونان ۱۸۹۷ء معہ نقشجات میدان جنگ و مختصر سوانح عمری حضرت
سلطان المعظم - ۱۲ علاوہ محصول - درخواستین مترجم کے نام آنی چاہیئین
المترجم محمد حسن خان اسسٹنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا شملہ

# تزک عبدالرحمانی کی قدردانی

مولوی سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ فرماتے ہین :- اس سوانح اور اوسکے ترجمہ مین ایک لطف اور بھی ہی کہ وہ اس دلاویز پیرایہ مین بیان ہوا ہے کہ آدمی کا جی نہین اُکتاتا بلکہ برابر پڑہے چلے جانے کو دل چاہتا ہے - ظرافت کے موقع پر ظرافت آمیز ہی - متانت کی جگہ متانت اگر اسے ایک دلچسپ فسانہ کہین تو بجا اور جوش انگیز بیچی داستان مانین تو روا ہے

شیخ عبدالقادر صاحب بی - اے - اڈیٹر اخبار ابزرور لاہور اپنے رسالہ مخزن مین تحریر فرماتے ہین -

اخبار بین دنیا مین امیر عبدالرحمن خان والی افغانستان کی تزک جسمین اونہون نے اپنے حالات خود قلمبند کئے تہے اب ایک مشہور کتاب ہے . . . حال ہین جناب منشی محمد حسن خان صاحب نے جو گورمنٹ ہند کے دفتر محکمہ ملٹری مین ایک معزز عہدہ پر ممتاز ہین اور جنہین ترجمہ مین خاص مہارت حاصل ہی ایک ترجمہ شایع کیا ہی جسکی جلد اول ہمارے سامنے ہی جسکے قریب ۲۰۰ صفحے ہین - لکہائی چہپائی نہایت عمدہ اور صاف ہی اور کتاب کے شروع مین امیر صاحب مرحوم کی ایک پاکیزہ تصویر لگی ہوئی ہے جو کتاب کی زینت کا باعث ہے ہر طرح سے کتاب ایسی ہی جیسی کہ منشی صاحب موصوف جیسے باذاق کہنہ مشق مولف و مترجم سے توقع ہونی چاہیئے - اس سے پہلے کئی اچہی کتابین انکی ہمت سے ترجمہ ہو چکی ہین جن مین ایک تو ہاجرہ قابل ذکر ہے جو کہ ایک مشہور ترکی ناول کے انگریزی ترجمہ سے لیا گیا ہے - اور دوسرے جناب سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ کی مشہور تصنیف "تاریخ اہل عرب"[1] کا ترجمہ ہے -

اخبار عام لاہور - مطبوعہ ۱۹ - اگست ۱۹۰۳ء کتاب ہذا کے مطالعہ سے ترجمہ کی بو تک نہین معلوم ہوتی بلکہ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ در اصل یہ کتاب اردو ہی مین تصنیف ہوئی اور یہی ترجمہ کی اعلیٰ ترین خوبی ہی . . . ہم لایق مترجم کی محنت کی صدق دل کیساتھ داد دیکر انکو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین اور اردو دان پبلک سے سفارش کرتے ہین کہ اس کتاب کی ایک کاپی خریدکر وہ اوس بے اندازہ لطف کو حاصل کرین جو اس کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہونا ممکن ہے

[1] یہ ترجمہ ابہی شایع نہین ہوا ہے - مترجم